رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید نمبر

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی!

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

سالانہ چندہ [illegible] ششماہی [illegible]

اس پرچہ کی قیمت ۲؍

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴	قادیان دارالامان مورخہ ۱۶-۲۳ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۷-۱۴ اپریل ۱۹۳۹ء	نمبر ۱۳-۱۴

ایک ضروری اطلاع: — یہ پرچہ ۱۶ صفحہ کا ہے اس کے بعد ۲۱ اپریل ۱۹۳۹ء کا پرچہ شائع نہ ہوگا بلکہ ۲۸ اپریل کا شائع ہوگا۔ (مینیجر)

عزم اولوالعزم

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(۱) تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑینگے تجھکو ہرگز نہ تیرے در پر سے جائیں گے ہم

(۲) جو کوئی ٹھوکر بھی ماریگا تو اس کو سہہ لیں گے ہم خوشی سے
کہیں گے اپنی سزا یہی تھی زباں پہ شکوہ نہ لائیں گے ہم

(۳) ہمارے حالِ خراب پر گو ہنسی انہیں آج آرہی ہے
مگر کسی دن تمام دُنیا کو ساتھ اپنے رلائیں گے ہم

(۴) ہُوا ہے سارا زمانہ دشمن ہیں اپنے بیگانے خوں کے پیاسے
جو تُو نے بھی ہم سے بے رُخی کی تو پھر تو بس مر ہی جائینگے ہم

(۵) یقیں دلاتے رہے ہیں دُنیا کو تیری الفت کا مدّتوں سے
جو آج تُو نے نہ کی رفاقت کسی کو کیا منہ دکھائیں گے ہم

(۶) ہمیں بھی ہے نسبتِ تلمّذ کسی مسیحا نفس سے حاصل
ہُوا ہے بے جان گو کہ مسلم۔ مگر اب اس کو جلائینگے ہم

(۷) مٹا کے نقش و نگارِ دیں کو۔ یُونہی ہے خوش دشمنِ حقیقت
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکیگا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم

(۸) خدا نے ہے خضرِ رہ بنایا ہمیں طریقِ محمّدی کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں ان کو صنم سے لاکر ملائینگے ہم

(۹) ہماری ان خاکساریوں پر نہ کھائیں دھوکہ ہمارے دشمن
جو ہم کو ترچھی نظر سے دیکھا تو خاک ان کی اڑائینگے ہم

(۱۰) مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کرینگے آثارِ دیں کو قائم
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائیں گے ہم

(۱۱) خبر بھی ہے کچھ تجھے او ناداں کہ مردمِ چشمِ یار ہیں ہم
اگر ہمیں کج نظر سے دیکھا۔ تو تجھ پہ بجلی گرائینگے ہم

اخبار فاروق تحریک جدید کا بلیٹن ہے

فاروق کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کا جماعت کو ارشاد

”دوستوں کو ہر ہفتے علاوہ دیگر مضامین اور خبروں کے میرا خطبہ جمعہ بھی جسکا پڑھنا جماعت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے

اخبار فاروق کے ذریعہ مل جائیگا“

پس دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ اخبار جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیل جائے۔ تاکہ تحریک جدید کے بلیٹن کے طور پر کام آسکے“ (تقریر حضرت امیر المومنین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو جلسہ سالانہ پر پہلی تقریر جو حضور نے اخبارات کے متعلق فرمائی۔ اس کا وہ حصہ جو فاروق کے لئے خاص طور پر فرمایا تھا۔ احباب کی یاد دہانی کیلئے لفظ بلفظ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے حضور نے فرمایا:۔

”فاروق“

اب ایک نئے نظام کے ماتحت شائع ہونا شروع ہوا ہے اور یہ انتظام کیا گیا ہے کہ اس میں باقاعدہ میرا خطبہ جمعہ شائع ہوا کرے۔ تاکہ وہ دوست جو ”الفضل“ خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ”فاروق“ خرید کر سلسلہ کی تمام اہم خبروں اور خطبات وغیرہ سے آگاہ ہوتے رہیں پہلے اس کی قیمت پانچ روپے سالانہ تھی۔ مگر اب تین روپے کر دی گئی ہے۔ (اس کو بھی گھٹا کر حسب منشاء حضور تین کی بجائے صرف ڈھائی روپیہ سالانہ کر دی ہے۔ ایڈیٹر) جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ایک پرچہ ایک آنہ سے بھی کم میں مل سکتا ہے۔ کیونکہ سال کے باون ۵۲ ہفتے ہوتے ہیں۔ اور اگر باون ۵۲ پرچے سال میں شائع ہوں تو فی پرچہ ایک آنہ سے بھی کم میں پڑتا ہے۔ لیکن اگر بالفرض سال میں اڑتالیس ۴۸ پرچے ہی شائع ہوں تب بھی ایک پرچہ ایک آنہ میں پڑجاتا ہے۔ (اور اب تو تین پیسے میں ہی ملتا ہے۔ ایڈیٹر) یہ کوئی زیادہ قیمت نہیں۔ پس ایک آنہ میں (نہیں بلکہ تین پیسے میں) دوستوں کو ہر ہفتے علاوہ دیگر مضامین اور خبروں کے

میرا خطبہ جمعہ

بھی اخبار ”فاروق“ کے ذریعہ مل جائیگا جس کا پڑھنا جماعت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔ پس وہ دوست جو اخبار ”الفضل“ کو خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ”فاروق“ لے لیں۔ انہیں نہایت معمولی قیمت میں سلسلہ کی تمام خبروں سے اس کے ذریعہ واقفیت ہوتی رہے گی۔

”فاروق“ چونکہ تحریک جدید کے بہت سے کاموں کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ اس لئے میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کوشش کی جائے کہ یہ اخبار اور زیادہ سستا ہو جائے۔ اور اس کے صفحات بڑھ جائیں علاوہ ازیں اس کے اندر بعض اور ایسی باتیں پیدا کی جائیں۔ جو

تحریک جدید

کے لئے مفید ہوں تاکہ جماعت کو ایک سستا اخبار مل جائے۔ اور وہ کثرت کے ساتھ ہماری جماعت میں پھیل کر تحریک جدید کے اغراض اور مقاصد کی اشاعت کر سکے۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ اس بارے میں اپنی کوششوں کو جاری رکھوں گا۔ گذشتہ ایام میں میرے دل میں یہ تحریک اٹھی تھی۔ کہ تحریک جدید کا

ایک پندرہ روزہ بلیٹن

شائع ہوا کرے۔ مگر پھر مجھے خیال آیا۔ کہ ابھی تحریک جدید کے فنڈ پر یہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں۔ اور میں نے سوچا کہ جب ”فاروق“ اس سلسلہ میں مفید کام کر رہا ہے۔ تو کیوں نہ اس کی کچھ اصلاح کر دی جائے۔ اس کے صفحات بڑھا دیئے جائیں۔ اور اس کی قیمت بھی کم کر دی جائے (چنانچہ کر دی گئی) تاکہ ایک طرف تحریک جدید کے بلیٹن کے طور پر وہ کام آسکے۔ اور دوسری طرف جماعت میں بھی زیادہ کثرت کے ساتھ پھیل سکے۔ میں سمجھتا ہوں اگر ”فاروق“ کے بیس پچیس صفحات ہو جائیں (اشاعت بڑھ جانے پر انشاء اللہ صفحات بھی بڑھا دیئے جاویں گے۔ ایڈیٹر) اور اس کی قیمت اڑھائی روپے سالانہ ہو جائے (جو ہو گئی ہے) تو اس کی اشاعت بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ اور اشاعت کے بڑھنے سے اس کا خرچ بھی نکل سکتا ہے۔ پس دوستوں کو اخبار ”فاروق“ کی خریداری کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ اخبار جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیل جائے“۔ (تقریر ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۸ء)

مرض ذیابیطس کی

زود اثر کیمیاوی دوا

الذیابیطس

اگر خدانخواستہ آپ یا آپ کا عزیز ہمسایہ مرض ذیابیطس سلسل البول بول الدم میں مبتلا ہے۔ یا کسی بچہ یا عورت کو بول فی الفراش کی شکایت ہے۔ تو الذیابیطس منگا کر قدرت خدا کا کرشمہ دیکھیئے گا۔ جس کے تین ہفتہ کے استعمال سے بار بار پیشاب کا آنا۔ پیاس کا زیادہ لگنا۔ پانی پیتے ہی پیشاب کی حاجت ہونا۔ پیشاب میں شکر یا کسی دیگر مادہ کا خارج ہونا۔ گھٹنوں پنڈلیوں میں درد۔ عام بدن میں خشکی وغیرہ عوارض مرض قطعی دور ہو کر گردہ و مثانہ اور جگر کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اسکی صداقت میں صرف اس قدر تحریر کرنا کافی ہے کہ اس کا نمونہ منگا کر تجربہ کیجئے گا۔ اگر چوبیس گھنٹے میں حسب تحریر دوا اپنا سحری اثر کر کے پیشاب اور پیاس کے دوروں میں بیحد کمی نہ کرے۔ تو حلفیہ تحریر کرنے پر نمونہ کی قلیل اجرت ۱۲ر واپس کر دی جائے گی۔ قیمت ۱۲ خوراک ۲۱ یوم چھ روپیہ۔ نمونہ صرف ۱۲ر محصول بذمہ خریدار۔

بلا نشتر — **فوتہ بڑھ جانے کی اکسیر دوا** — بلا آپریشن

نشتر یا آپریشن کی تکلیف سے پہلے آپ اس دوا کو استعمال کیجئے گا۔ جو امراض فوتہ میں خواہ فوتہ میں کوئی تکلیف ہو۔ یعنی فوتہ بڑھ گیا ہو۔ چوٹ لگ گئی ہو۔ آبی ہو یا بادی۔ لحمی ہو۔ یا ریاحی۔ آنت اترتی ہو۔ ریاح غوں غوں بولتی ہو۔ بلا تکلیف کے فائدہ ہوگا۔ ناقص مادہ پسیج پسیج کر رفع ہو جاوے گا۔ غرضیکہ یہ دوا امراض فوتہ میں بے حد مفید ہے سینکڑوں لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں تین دن میں یہ دوا اپنا اثر کرتی ہے مگر ۷ یوم تک مسلسل دوائی کا استعمال ضروری ہے ترکیب آسان ہے قیمت فی پیکٹ تین روپے (۳ روپے) محصولڈاک بذمہ خریدار۔ نقالوں سے ہوشیار رہیئے گا۔ کیونکہ سوائے یہاں کے اور جگہ نہیں مل سکتی ہے۔ برسوں سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دیگر امراض مخصوصہ خواہ عورتوں کو ہو یا مردوں کو خطوط کے ذریعہ بیحد مجرب دوا ارسال ہو گی:۔

پتہ:۔ **مطب حکیم ظہیر الحسن (میونسپل کمشنر) متھرا (یو۔ پی)**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُٹھو ہمت کرو۔ باندھو کمر۔ ہشیار ہو جاؤ

(از خواجہ خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی)

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو ❊ جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار ❊ روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

چودہ صدیاں قبل کی دنیا پر نظر

اے حضرت انسان! اگر میں تجھے آج سے چودہ صدیاں قبل کی دنیا میں لے جاؤں۔ یا اس وقت کی پُر درد داستانیں تیرے گوش گذار کروں۔ یا اس پُر ظلمت زمانہ کا نقشہ تیری آنکھوں کے سامنے کھینچوں۔ تو خدا کی قسم تیرے تن بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ اور تو بے ساختہ پکار اٹھے۔ کہ واللہ اس زندگی سے تو موت ہزار درجہ بہتر ہے۔

اے آدم کے فرزند! جب میری نظر چودہ صدیاں قبل کی تاریخ پر پڑی۔ تو میری چیخیں نکل گئیں۔ اور میں کانپ اٹھا۔ کتنا بھیانک منظر۔ اور کس قدر روح فرسا حالات وہ ہیں۔ جن کے بیان کرنے سے زبان خاموش اور قلم ساکت ہے۔ وہ کونسا ظلم وستم جبر واکراہ ہے۔ جو اس تاریک وتار عالم میں روا نہیں رکھا جاتا۔ صنف نازک کی بے حرمتی دل کو پاش پاش کرتی ہے۔ وہ گھر جسے آج سے تین ہزار برس قبل ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کے نام کی بلندی کے لئے اسی کے اذن سے سرزمین عرب کی مقدس بستی مکہ نامی میں قائم کیا تھا۔ جھوٹے معبودوں کی خدائی کا مرکز بنا ہوا ہے۔

آہ! میرے پیارے اللہ کی بجائے معبودانِ باطلہ کی حکمرانی کم از کم مَیں جو رب کعبہ کا پرستار دین ودنیا کے شہنشاہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں کا غلام بلکہ خاکپا ہوں۔ مجھ سے تو یہ المناک منظر دیکھا نہیں جاتا

نیّر صداقت کا طلوع

زمانہ کی ایسی بدتر حالت کو دیکھ کر خداوند ارض و سما نے آسمانی بشارتوں کے مطابق جو حضرات انبیاء علیہم السلام نے مختلف زمانوں میں اپنی قوموں کو دیں۔ فاران کی مقدس اور بلند چوٹیوں سے کرۂ ارضی کے لئے آفتاب ہدایت کو طلوع فرمایا۔ تا باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کیا جائے۔ اور کروڑ ہا بندگانِ خدا کو شیطان الرجیم کی غلامی کی زنجیروں سے چھڑا کر زمین وآسمان کے حقیقی بادشاہ رحمان الرحیم کے درِ الوہیت پر جھکایا جائے۔ اور بنی نوع انسان کو اس کا محبوب اور مقرب بنایا جائے۔

جب اس آفتاب ہدایت کا طلوع ہوا۔ تو فرزندانِ تاریکی نور خداوندی کو بجھانے کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چاہا۔ کہ مخلوق خدا ظلمت کی وادیوں ہی میں اپنی وحشیانہ زندگی بسر کرے۔ مگر خدائے قدوس کب چاہتا ہے۔ کہ میرے بندے میرا در چھوڑ کر معبودانِ باطلہ کے آگے سربسجود ہوں۔ اس نے سرکشی اور بغاوت کا عَلَم بلند کرنے والوں کو اپنے پیارے حبیب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ نیچا دکھا کر نسلِ انسانی کی لاج رکھ لی۔ جنہوں نے بھی اس مقدس وجود کے ساتھ رشتۂ محبت جوڑا۔ وہ آسمانِ روحانیت پر ستارے بن کر جگمگا اٹھے۔ میرے پیارے آقا شاہِ مکی ومدنی نے لکھوکھہا پیاسی روحوں کو زندگی بخش جام پلا کر ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ ان پر کبھی بھی فنا طاری نہ ہو گی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام

مژدہ

اے غفلت پرستو۔ ابھی تک تم سستی کے لحاف اوڑھے سو رہے ہو۔ اٹھو اور اٹھ کر دیکھو۔ کہ اب کفر وضلالت کے سیاہ بادل کافور ہو گئے۔ پُر شر اور تاریک راتیں نور کے ساتھ تبدیل ہو گئیں۔

اب دنیا والوں کے لئے آخری پیغام قرآن شریف کی صورت میں اللہ تعالےٰ نے نازل فرما دیا۔ ہاں ہاں اے آوارگانِ دشت وجبل! راستی کا شہزادہ تمہیں طہارت اور پاکیزگی کا لباس پہنانے آ گیا۔ دیکھو! اب سے اس کے مبارک ہاتھوں فرعونی حکومتوں کا خاتمہ ہو گا۔ کیونکہ آج سے کئی صدیاں قبل خدا کے راستباز نبی یسعیاہ نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے بایں الفاظ اعلان فرمایا تھا۔ کہ

"بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے۔ کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اس کے راستے سیدھے بناؤ صحرا میں ہمارے خدا کے لئے ایک سیدھی راہ تیار کرو۔ ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے۔ اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی اور ناہموار جگہیں ہموار کی جائیں دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس پر میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔ کہ دائم رہے۔ اس وقت تک اس کا زوال نہ ہو گا۔ اور نہ مسلا جائیگا۔ جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں۔ وہ شریعت کو بزرگی دیگا۔ اور اس کے ذریعہ بشر نجات پائینگے

پس صحرائے عرب سے اٹھی ہوئی مقدس آواز دبنے کی نہیں۔ اگرچہ شیطان اپنی پوری طاقت سے اسے دبانے کی کوشش کرے۔ لاکھوں مقدسوں نے اس آواز پر اپنی جانیں فدا کر دیں۔ اور کروڑوں تیار ہیں۔ صحابہ کرام رض کی قربانیاں عدیم المثال ہیں۔ وہ مکہ اور مدینہ ہر دو مقدس بستیوں سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کامل عزم اور استقلال کے ساتھ اٹھے۔ اور بادل کی طرح دنیائے جہان پر چھا گئے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ خداوند تبارک وتعالےٰ نے ہر میدان میں فتحمندی کا سہرا ان کے سر رکھا۔ اور آج وہ مقدسین کی جماعت اسلامی دنیا کے لئے باعث فخر ہے۔ اللہ تعالےٰ ان پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کے بے شمار دروازے کھولے۔ آمین

اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

احمدیت کے ہاتھوں اسلام کو غلبہ

شہزادۂ یثرب۔ کی پیشگوئیوں کے مطابق آج جبکہ مسلمان کہلانے والوں نے اسلام کی مقدس تعلیم کو پسِ پشت پھینک دیا۔ اور غیر اللہ کی محبت میں محو ہو گئے۔ تو شیطان موقع کو غنیمت سمجھکر دنیا میں آ ڈٹا۔ اور اسلام پر ہر طرف سے بم باری شروع ہو گئی۔ اور معبودانِ باطلہ کی حکومت کا سکہ انسانی قلوب پر بیٹھنے لگا۔ لاکھوں اپنے آپ کو مسلمان قرار دینے والے اور رسول عربی صلعم کی محبت کا دم بھرنے والے دہریت کی رَو میں بہہ نکلے۔ تب خدائے اسلام کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے دینی توحید کو از سرِ نو قائم کرنے کے لئے قادیان کی مقدس زمین میں جو دمشق سے عین مشرقی جانب واقعہ ہے۔ شیطان کی سرکوبی کے لئے اپنا برگزیدہ مسیح موعود اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب حضرت احمد علیہ السلام قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما دیا۔ معترضین اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود جانب مشرق کیوں مبعوث ہوا؟ وہ خدا کی حکمت کو نہیں جانتے۔ دمشق وہ مقام ہے۔ جہاں سے عیسائیوں کے پولوس رسول نے تثلیث کا عقیدہ ایجاد کیا۔ اور عیسائی دنیا سچے خدا کو چھوڑ کر تثلیثی دیو کی پجاری بن گئی۔ جیسا کہ کسرِ صلیب کرنے والا مسیح محمدی تحریر فرماتا ہے:۔

"دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے۔ اس غرض سے ہے۔ کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اول دمشق سے شروع ہوئی ہے۔ اور مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے۔ کہ تا تین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے۔ پس اس ایماء کے لئے بیان کیا گیا۔ کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہو گا۔ دمشق سے مشرقی طرف ہے..... کیا ہی منحوس وہ دن تھا۔ جب پولوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنا کر دمشق میں داخل ہوا۔ اور بعض سادہ لوح عیسائیوں کے پاس یہ ظاہر کیا۔ کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا۔ اور اس تعلیم کے شائع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے۔ بس وہی خواب تثلیث کے مذہب کی تخم ریزی تھی۔ غرض یہ شرکِ عظیم کا کھیت اول دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا۔ اور پھر یہ زہر اور جگہوں میں پھیلتی گئی۔ پس چونکہ خدا تعالےٰ کو معلوم تھا۔ کہ انسانوں کو خدا بنانے کا بنیادی پتھر اول دمشق میں ہی رکھا گیا۔ اس لئے خدا نے اس زمانہ کے ذکر کے وقت کہ جب غیرتِ خداوندی اس باطل تعلیم کو نابود کر دیگی۔ پھر دمشق کا ذکر فرمایا۔ اور کہا۔ کہ مسیح کا منارہ یعنی اس کے نور ظاہر ہونے کی جگہ دمشق کی مشرقی طرف ہے۔ اس عبارت سے یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ وہ منارہ دمشق کی ایک جز ہے۔ اور دمشق میں واقع ہے۔ جیسا کہ بدقسمتی سے سمجھا گیا۔ بلکہ مطلب یہ تھا۔ کہ مسیح موعود کا نور آفتاب کی طرح دمشق کی مشرقی جانب سے طلوع کر کے مغربی تاریکی کو دور کریگا۔ اور یہ ایک لطیف اشارہ تھا۔ کیونکہ مسیح کے منارہ کو جس کے قریب اس کا نزول ہے۔ دمشق کے مشرقی طرف قرار دیا گیا ہے۔ اور دمشق تثلیث کو اس کے مغربی طرف رکھا۔ اور اس طرح پر آنے والے زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی کی۔ کہ جب مسیح موعود آئیگا۔ تو آفتاب کی طرح جو مشرق سے نکلتا ہے۔ ظہور فرمائے گا۔ اور اس کے مقابل پر تثلیث کا چراغ مردہ جو مغرب کی طرف واقع ہے۔ دن بدن پژمردہ ہوتا جائیگا۔ کیونکہ مشرق سے نکلنا خدا کی کتابوں میں اقبال کی نشانی قرار دی گئی ہے۔ اور مغرب کی طرف جانا ادبار کی نشانی۔ اور اس نشانی کی طرف ایماء کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے قادیان کو جو مسیح موعود کا نزول گاہ ہے۔ دمشق سے مشرق کی طرف آباد کیا۔ اور دمشق کو اس سے مغرب کی طرف رکھا۔" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح صفحہ ج۔د)

پس قادیان وہ مقدس بستی ہے۔ جہاں سے اس زمانہ میں اسلام کا احیاء اور خدا کی توحید کا ڈنکا بجے گا۔ اور بج رہا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں سے بھولی بھٹکی مخلوق شیطان کی غلامی سے نجات پائے گی۔ کیونکہ وہ موعود جلیل القدر انسان جس کا زمانہ منتظر تھا۔ اور بزبان حال کہہ رہا تھا۔ ؎

مضطر ہوں بیقرار ہوں اس دشتِ خار میں
اے خضرِ راہ بتا کوئی راہِ ھدیٰ مجھے

اسی مقام میں مبعوث ہوا۔

اے پیاسی رُوحو!

دوڑو دوڑو! کہ اس زمانہ میں چشمۂ فیض خدا کی طرف سے اس مقدس شہر میں جاری ہوا۔ جہاں سے تم تشنگی بجھا سکتی ہو۔ اے ظلمت کدوں میں زندگی بسر کرنے والی روحو! تم بھی باہر نکلو۔ اسلامی آفتاب اب طلوع ہو چکا۔ جو اپنی پُرضیاء شعاعوں سے تمہاری رہنمائی کرے گا۔ اے مادہ پرست دنیا! کب تک تو تاریکی میں رہے گی۔ یاد رکھ۔ جس کی تو معتقد ہے۔ وہ اپنی تدبیروں اور ارادوں میں ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھیگا اے اہلِ مغرب! تو بھی گوش ہوش سے سُن۔ صداقت کا منادِ مسیح محمدی کیا فرماتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ "مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵) پس مسیح محمدی کے سپاہیوں کے ہاتھوں پرچم اسلام دنیا کے چپہ چپہ پر لہرائے گا۔ اور یورپ کے گھر گھر میں خدائے رحمٰن کی توحید کی منادی کی جائیگی۔ عدل و انصاف کی کُرسی پہ حکومت کرنے والا بادشاہ فرماتا ہے۔ کہ آخر کار یورپ اور دیگر معبودانِ باطل کی پرستش کرنے والے ممالک سب کے سب میرے ہی آستانۂ الوہیت پر اپنا سر جھکائیں گے۔

ـــه اے طائرانِ قدس

جو نئے یروشلم قادیان میں بسیرا کئے ہوئے ہو۔ اُڑو اور اُڑ کر چار دانگ عالم میں ان لوگوں کو جن کے قلوب خدا کی توحید کے ترانے سننے کے طالب ہیں۔ توحید کے دلربا ترانے سنا سنا کر انہیں آغوش اسلام میں لے آؤ۔ تا وہ بھی خدا کے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادرِ شفقت میں آجائیں۔

اے اسلامی دنیا

تو بھی خواب غفلت کے پردوں کو چاک کر اور مسیح محمدی کی فوج میں داخل ہو جا۔ جس کے ہاتھوں اسلام کو فتح نصیب ہوگی۔ اور سچے خدا کی حکومت قائم کی جائے گی۔ اے محمد عربی صلعم کی محبت کا دم بھرنے والو! اور خدائے قدوس کی مقدس بادشاہت انسانی قلوب پر دیکھنے کے خواہشمند ہو! تم پر صد افسوس کہ ابھی تک تم اس مقدس جماعت میں شامل نہ ہوئے۔ جو اسلامی پرچم ہاتھ میں لئے ممالک شرک و بدعت میں اللہ اکبر کے فلک بوس نعرے بلند کر رہی اور نعرۂ توحید سے سعید روحوں کو حق کی طرف جوق در جوق لا رہی ہے۔ اے پیارے اللہ۔ تو ہی اس مقدس جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

مسیح موعود کا لختِ جگر محمود اور اس کے دشمن

پیارے محمود۔ تو میرے آقا مسیح قدنی کا لختِ جگر اور خدا کا مقدس خلیفہ ہے۔ جو رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام اور خدا تعالےٰ کے سچے عاشق تھے۔ مومن جانتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے تجھے نوازا اور تاجِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تو ہی ہے۔ جو مسیح موعودؑ اور نور الدین اعظم رضؓ کے بعد کشتیٔ اسلام کا ملاح ہے۔ کیا ہوا؟ اگر غیر مبایعین اور مصری پارٹی کے ممبر تیری مخالفت پہ تلے ہوئے ہیں۔ جس طرح خدا تعالےٰ نے خلیفۂ اول اور اپنے محبوب مسیح پاک کو بغض و حسد کی آگ میں جلنے والوں کے حملوں سے محفوظ رکھا۔ اسی طرح تو بھی محفوظ رہے گا۔ کیونکہ زمین و آسمان کے مالک کی نصرتیں تیرے ساتھ ہیں۔

اے منکرینِ خلافت

تم لوگ وہی تو ہو۔ جو حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیحؑ اول رضؓ کے عہد خلافت میں خفیہ سازشوں اور منصوبوں سے سلسلہ حقہ کے مٹانے کے درپے تھے۔ ہاں ہاں خدائے ذوالجلال والاکرام کی قسم تمہارے ہی متعلق دورِ حاضرہ کے نبی تحریر فرماتے ہیں:- کہ "میں دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں۔ کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں۔ اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں۔ کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں۔ جیسے کتا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں۔ کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے۔ مگر اذن نہیں دیا جاتا۔ کہ انکو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے۔ اور کئی بڑے ہیں۔ جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷)

پھر کہتا ہوں۔ تم وہی تو ہو۔ جنہوں نے خدا کے قائم کردہ خلیفہ نور الدین اعظم رضؓ کو معزول کرنے کی انتہائی کوششیں کیں۔ مگر ناکام ہوئے۔ جب خدا کے اس جری کو تمہاری ان منافقانہ چالوں کا پتہ چلا۔ تو اس نے تمہیں ایک جگہ جمع کیا۔ اور فرمایا۔

(۱) "یہ اعتراض کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی۔ رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اس سے توبہ کرو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا۔ خلیفہ بنا دیا۔ جو اسکی مخالفت کرتا ہے۔ وہ فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۲) "مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے۔ تو یاد رکھو۔ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں۔ جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔" (بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۳) "خلیفے اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔" (پیغام صلح لاہور ۴؍ فروری ۱۹۱۴ء)

(۴) "تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئیگا۔ جیسا چاہیگا۔ وہ تم سے معاملہ کرے گا۔" (تقریر احمدیہ بلڈنگس لاہور بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

پس جب تم خلیفہ اول کو خلافت سے معزول نہ کر سکے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو معزول کر سکو۔ جو موعود اور اولوالعزم خلیفہ ہے۔ خدارا غور و فکر اور تدبر سے کام لو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اس پاکباز انسان پر الزام لگاتے لگاتے تم خود ہی جہنم کا ایندھن بن جاؤ۔ اے شیخ مصری! اگر تیرے نزدیک انصاف کی کچھ قدر و قیمت ہے۔ تو میں تجھے تیرے ہی الفاظ میں جو آج سے قریباً سولہ برس قبل تُو نے امیر پیغام مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہتا ہوں۔ کہ "جس کو خدا عزت دیتا ہے اس کو بندے ہرگز نہیں گرا سکتے۔ پس آپ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی عزت کو گھٹانے میں ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھتے رہے ہیں۔ اس لئے آپ سمجھ لیں۔ کہ یہ عزت خدا کی طرف سے ملی ہے۔ اور مقابلہ سے توبہ کر کے حضور کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ تاکہ آپ بھی ان برکات سے حصہ لے سکیں۔ جو حضور کے شامل حال ہیں۔" (اخبار الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۲۲ء)

خدا کے مقدس خلیفے کا پیغام اپنی جماعت کے نام

اے بارگاہِ ایزدی میں محبوب اور مطلوب جماعت! آفرین! صد آفرین!! تجھے خدا نے نہایت ہی مقدس وجود عطا فرمایا۔ جس کی اطاعت کا جؤا برابر پچیس برس سے تو اپنی گردنوں پر رکھے آرہی ہے۔ آگاہ ہو۔ شیطان پھر صداقت کو کچلنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ بے شک تیری قربانیاں عدیم المثال اور تیرے کارنامے بے شمار ہیں۔ تاہم تجھے اور قربانیاں کرنی پڑیں گی کیونکہ تیرے مقدس امام کی طرف سے "تحریک جدید" کے نام سے ایک اہم تحریک تیرے سامنے پیش کی گئی ہے۔

تحریک جدید کیا ہے؟

اسلامی فتوحات کا پیش خیمہ۔ پس گوش ہوش سے سن! خدا تعالےٰ کا مقدس خلیفہ اسی کے حکم کے مطابق کیا فرماتا ہے۔

"اگر تم نے دیانتداری سے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ تو اے مردو اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے۔ کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا جانتا ہے کہ جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ خدا اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو اور اپنا تن۔ اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول کے لئے قربان کر دو۔" (الفضل ۲ اگست ۳۷ء)

پھر فرماتے ہیں:-

آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اسی طرح دنیا اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالےٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سنے گا وہ جیتیگا۔ اور جو میری نہیں سُنیگا وہ ہاریگا۔ جو میرے پیچھے چلیگا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے۔ اور جو میرے راستہ سے الگ ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دئیے جائیں گے۔" (الفضل ۱۵ جون ۱۹۳۶ء)

پس تحریک جدید کے قیام کی غرض و غائت کو سمجھ۔ تا تجھے معلوم ہو۔ کہ اس تحریک میں کیا حکمت ہے۔ اگر تو چاہتی ہے۔ کہ جلد وہ دن دیکھے جس کے دیکھنے کی ہر نبی نے تمنا کی۔ تو اس الہامی تحریک کے ہر پہلو کو پیش نظر رکھ۔ اور اس پر عمل پیرا ہو۔ خدا تعالےٰ جلد ہی وہ دن لے آئیگا جس کی تو خواہشمند ہے۔ اے اللہ تو ہمیں اپنے موعود اور برحق خلیفہ حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر آواز پر بڑھ چڑھ کر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرما۔

ــــه حاشیہ۔ کیونکہ یوحنا رسول نے بشارت دی ہے۔ کہ نیا یروشلم آسمان سے اتریگا۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔ "میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا۔ کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی۔ اور سمندر بھی نہ رہا۔ پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا۔ (مکاشفہ ۲۱/۲-۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا بغیر ایک حقیقی خیر خواہِ اسلام اور مذہبی پیشوا کے مسلمان کوئی ترقی کر سکتے ہیں؟

(از مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل نائب مدیر الفضل)

مسلمانوں کی تباہ حالی اور ان کے عبرتناک زوال کی داستان اس قدر پُر درد اور خون سے آنسو رلانے والی ہے۔ کہ کوئی انسان تاریخ کے اوراق میں ان واقعات کو پڑھ کر ایک ہیجان اور تلاطم محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آنکھیں اسلام کے پُر کیف ماضی کو ترستی ہیں۔ اور دل یہ تصور کر کے بے چین ہوا جاتا ہے۔ کہ وہ اسلام جسے صحابہؓ نے اپنے خونوں سے سینچا۔ جس کی آبیاری کے لئے انہوں نے اپنی جانوں کو بھیڑوں اور بکریوں کی طرح خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔ جس کے کلمہ کے اعلاء اور جس کے نام کی بلندی کے لئے انہوں نے عزیز و اقارب اور اپنے دوستوں اور بیگانوں سے ہمیشہ کی مفارقت کو گوارا کر لیا۔ ہاں وہی اسلام جس کے لئے باپوں نے اپنے بیٹوں کو چھوڑ دیا۔ تو بیٹوں نے باپوں کو ترک کر دیا۔ مائیں اپنے اکلوتے فرزندوں سے جدا ہو گئیں۔ تو اکلوتے فرزند اپنی ماؤں کی محبت بھری گود کو چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ جس کے لئے بیویاں خاوندوں سے الگ ہوئیں۔ اور خاوندوں نے بیویوں کو چھوڑا۔ دین اسلام۔ وہی جان و دل سے

پیارا اسلام

آج غیروں کے ہاتھوں میں بلکہ اپنوں کے ہاتھوں بدنام ہو رہا ہے۔ رسوا ہو رہا ہے۔ ذلیل ہو رہا ہے۔ مگر مسلمان ہیں۔ کہ انہیں کوئی ہوش ہی نہیں۔ انہیں خیال میں نہیں آتا۔ کہ ان پر بھی خدا اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ وہ خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ اور اسلام زین العابدین کی طرح نرغۂ اعداء میں چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

مگر آہ! امام زین العابدین کی مصیبت کو دیکھ کر تو پھر بھی بعض مسلمانوں کا دل پسیجا۔ لیکن اسلام کو تو آج یہ بھی نصیب نہیں۔ کونسی وہ اسلامی تعلیم ہے۔ جس کا دشمن نے مضحکہ نہیں اڑایا۔ کونسا وہ اسلامی تمدن ہے۔ جس کو اعداء نے پارہ پارہ نہیں کر دیا۔ اسلام کی وہ نورانی چادر جو اس نے آسمان سے اتار کر بنی نوع انسان کے روحانی عیوب ڈھانکنے کے لئے پیش کی تھی۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی۔ اور وہ نجاست میں پھینک دی گئی۔ اور محض اس خیال سے اپنے دل کو تسکین دے لی گئی۔ کہ یہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کلمہ گو ہیں۔

کس قدر حیرت کی بات ہے۔ اور کس قدر یہ خیال کر کے دل کباب ہوتا ہے۔ کہ آج سے صدیوں پہلے

ایک عورت

جو ایک جنگل میں بعض حوادث کا شکار ہوئی۔ وہ اسلامی بادشاہ کے سامنے اپنی فریاد پیش کرتی ہے۔ تو بادشاہ اپنے تمام لاؤلشکر سمیت اس عورت کی تکلیف دور کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر آج جبکہ اسلام مسلمانوں کو خود آواز دے رہا ہے۔ جبکہ اس کا زخموں سے چُور جسم دیکھنے والوں کے جذبات میں ایک ناقابل برداشت حرکت پیدا کر رہا ہے۔ اور جبکہ اسلام بزبان حال کہہ رہا ہے۔ کہ اے میری مدد کا دعویٰ کرنے والو اگر آج تم میری مدد نہیں کرو گے۔ تو تم مٹ جاؤ گے۔ اور اسلام کا محافظ خدا اسکی حفاظت کریگا۔

مسلمان اس آواز کو سنتے ہی نہیں

اور اگر سنتے ہیں۔ تو اسکی طرف توجہ نہیں کرتے یہ جمود۔ یہ بے حسی۔ اور یہ انتہا درجہ کی مردنی مسلمانوں پر کیوں چھا گئی۔ کیوں آج مسلمانوں کو عزت و تکریم حاصل نہیں۔ کیوں آج مسلمان قوم سے زیادہ ذلیل اور کوئی قوم نہیں۔ آخر کیا وجہ ہے۔ کہ اسقدر عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا۔ اگر کسی کو دیدۂ بینا حاصل ہے۔ تو وہ یقیناً یہ تسلیم کرے گا۔ کہ خدا نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ سب مسلمانوں کا اپنا قصور ہے۔ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنا ایک قانون بیان فرما چکا ہے۔ اور ناممکن ہے۔ کہ اس قانون میں کوئی ترمیم و تنسیخ ہو۔ اور وہ قانون محکم یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جب کسی قوم پر اپنا کوئی انعام نازل کرتا ہے۔ تو پھر وہ انعام کبھی واپس نہیں لیتا۔ ہاں اگر کوئی قوم اپنی بد اعمالی کی وجہ سے اس انعام کی مستحق نہ رہے۔ اور وہ الٰہی خلعت کی بے حرمتی اور ہتک کی مرتکب ہونے لگے۔ تو اس وقت غیور خدا کی یہ غیرت برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ وہ اپنے خلعت کی بے حرمتی گوارا کرے۔ وہ آسمان کے فرشتوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ جاؤ اور میرے بندے کے جسم پر سے وہ خلعت اتار لو۔ جو میری طرف سے اسے پہنایا گیا تھا۔ کیونکہ اس نے میرے خلعت کی بے حرمتی کی۔ اور اب وہ اس قابل نہیں رہا۔ کہ میرا عطیہ اس کے پاس رہے۔ تب وہ عرش سے فرش پر پھینک دیا جاتا ہے۔ وہ بام رفعت سے خاک مذلت پر گرا دیا جاتا ہے۔ وہ عزت و رفعت کی بجائے ذلت و نکبت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے لئے عبرت کی مثال بن جاتا ہے۔ یہ وہ

قانون قدرت

ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم میں بیان کیا اور اسی قانونِ قدرت کے زبردست ہاتھ کا ایک کرشمہ مسلمانوں کی حالت زار بھی ہے۔ مسلمانوں نے جب اپنی حالت میں تبدیلی کر لی۔ جب انہوں نے احکام الٰہیہ کو پس پشت ڈال دیا۔ جب انہوں نے اسلام اور قرآن کو عمل کے قابل نہ گردانا۔ جب روح کی جگہ جسم نے اور مغز کی جگہ چھلکوں نے لے لی۔ تو زمین و آسمان کا

خدا ان پر ناراض ہوا

اور اس نے وہ شرف جو اطاعت و انقیاد کی برکت سے عطا کیا ہوا تھا۔ آسمان کی طرف واپس اٹھا لیا۔ اور مسلمان خالی ہاتھ رہ گئے۔

پس بے شک اب بھی مسلمان موجود ہیں۔ اب بھی قرآن مجید پر عمل کا دعویٰ کرنے والوں کی کمی نہیں۔ آج بھی تسبیح پھیرنے والے بکثرت نظر آتے ہیں۔ آج بھی وہ لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ جن کی پیشانیاں محراب کی تصویر سے مزین ہیں۔ مگر ان کے اندرونہ کو ٹٹول کر دیکھو۔ تو وہی حالت نظر آئیگی۔ جو ایک بزرگ شاعر نے ان الفاظ میں بیان کی۔ کہ

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند
چوں بخلوت میروند آں کارِ دیگر مے کنند

آج قبروں پر سجدہ کرنے والے مسلمان ہیں۔ غیر اللہ کی نذریں ماننے والے مسلمان ہیں۔ چوری کرنے والے مسلمان ہیں۔ ڈاکہ ڈالنے والے مسلمان ہیں۔ جیل خانے ان سے بھرے پڑے ہیں۔

عصمت فروش

عورتوں کا ایک حصہ انہی میں سے دکھائی دیتا ہے۔ پھر تعلیم ان میں کم ہے۔ عہدے ان کے پاس نہیں۔ حکومت ان کے ہاتھ سے جاتی رہی تجارت اور زراعت میں یہ دوسروں کے دست نگر ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ کہ مسلمانوں نے صحیح اور حقیقی اسلام کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو زیر زمین مدفون مانا تھا۔ اور یہ عقیدہ تراش لیا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر زندہ ہیں۔ خدا تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے اپنے ایک عظیم الشان نبی کی ہتک کرنے کی سزا ان کو یہ دی۔ کہ ان مدعیان حب رسول کو خاکِ مذلت میں گرا دیا۔ اور ان عیسائیوں کو جن کا مسیح یہ آسمان پر زندہ بٹھاتے تھے۔ غلبہ و اقتدار عطا کر دیا۔

یہ سزا کچھ کم سزا نہیں

مگر افسوس کہ سزا کا احساس بھی اب دلوں سے مٹ چکا ہے۔ اور جب کسی کا دل اس قدر مردہ ہو چکا ہو۔ کہ اس میں اس قدر حس بھی باقی نہ رہی ہو۔ کہ اپنی ذلت و عزت کی تمیز کرے۔ تو اس وقت کسی انسانی تدبیر کے ذریعہ علاج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علاج زندہ کا کیا جاتا ہے۔ اور جب دل مر چکے ہوں۔ تو مُردوں کو زندہ کرنا کسی انسان کا کام نہیں۔ ایسی صورت میں وہی وجود زندگی بخش سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قوت احیاء لے کر مبعوث ہوا ہو۔ جس کے نغمات روح پرور ہوں۔ جس کے کلمات دلوں میں قوت عمل پیدا کرنے والے اور ان کے خوابیدہ احساسات کو بیدار کرنے والے ہوں۔ اور جو قوم کی سست گامی کو تیز رفتاری میں تبدیل کر دینے کی ہمت رکھتا ہو۔ یہ ایک بہت بڑا منصب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے کسی بندہ کو تفویض کیا جاتا ہے۔ اور دراصل یہی وہ منصب ہے۔ جسے

منصب رسالت

کہا جاتا ہے۔ بے شک اس منصب کی ذمہ واریاں بہت وسیع ہیں۔ اور بے شک امام الزماں کے ذریعہ ہی احیاء اسلام ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ امام الزماں کا انکار بھی اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا انسان کو مورد بنا دیتا ہے۔ پس جہاں یہ خوشی اور مسرت کی بات ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ خود اپنی طرف سے کسی کو امام الزماں بنا کر کھڑا کر دے۔ تو وہاں اس لحاظ سے فکر اور بے چینی بھی ہوتی ہے۔ کہ نہ معلوم کون بدقسمت اس امام کا انکار کر کے اللہ تعالےٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا نشانہ بنینگے۔

میں بتا چکا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی تباہ حالی ایک کھلی حقیقت ہے۔ اور میں یہ بھی بتا چکا ہوں۔ کہ اس تباہ حالی کا علاج انسانی تدابیر نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ایک زندہ مریض کا تو علاج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مردہ کا علاج نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی کی نبضیں چھوٹ جائیں۔ اور دم نکل جائے۔ تو اس کے بعد علاج کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ علاج کا وقت وہی ہوتا ہے۔ جب جسم میں سانس چلتا ہو۔ اور زندگی کی کچھ نہ کچھ آس ہو۔ مگر جب یہ وقت گذر جائے۔ تو پھر علاج نہیں۔ بلکہ احیاء کے لئے ایک وجود محی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی ہستی کی تلاش ہوتی ہے۔ جو نفخ روح کر کے اسے زندہ اور چلتا پھرتا وجود بنا دے

مسلمانوں کی تباہ حالی

اگر محدود ہوتی۔ اگر کسی ایک شعبہ میں ہوتی۔ اگر تھوڑے ہی عرصہ سے ہوتی۔ تو خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ علماء اس کے علاج کے لئے کافی ہیں۔ مگر جیسا کہ یہ تباہ حالی محدود نہیں بلکہ عالمگیر رنگ اختیار کر چکی ہے۔ اور جبکہ یہ کسی ایک شعبہ میں ہی نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں۔ جس میں یہ تنزل اپنا قدم جمائے نہ کھڑا ہو۔ اور جبکہ یہ تنزل ایک عرصۂ دراز سے دیمک کی طرح مسلمانوں کو اندر ہی اندر کھاتا چلا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ اب ان کے اندر کچھ بھی نہیں رہا۔ تو ایسی حالت میں یقیناً ان لوگوں سے زیادہ بیوقوف اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو "علما" کو چارہ گر قرار دیتے ہیں۔ اور جو مردہ کے سر پر ایک ڈاکٹر کو کھڑا کر کے اس سے یہ آرزو رکھتے ہیں۔ کہ وہ نعش کو زندہ کر دے۔ اے نادانو۔ تم اب مردہ کو اگر زندہ کرنا چاہتے ہو۔ تو کسی مسیحا کی تلاش کرو۔ اس مقدس انسان کو ڈھونڈو جس کی انگلیاں اپنے اندر بجلی کی سی طاقت رکھتی ہوں۔ اور جو نبض پر ہاتھ رکھتے ہی "قُم" کہہ کر مردہ کو زندہ کر سکتا ہو۔

جذبات کی رَو

انسان کو کہیں کا کہیں لے جاتی ہے۔ مسلمانوں کی تباہ حالی نے مجھے بھی افسردہ کر دیا۔ اور میں عالم خیال میں کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔ میں یہ ذکر کر رہا تھا۔ کہ مسلمان تباہ ہو گئے! یہ اقرار ہے جو آج ہر شخص کر رہا ہے۔ مسلمان مر گئے۔ یہ رونا ہے جو رویا جا رہا ہے۔ اخبارات پڑھ کر دیکھ لو۔ رسائل کی ورق گردانی کر کے اس صداقت کا مشاہدہ کر لو۔ ہائے اور وائے کی چیکار کے سوا اور کچھ سنائی نہیں دیگا۔ دنیا میں ایک ہنگامہ بپا ہے۔ ہر قوم ترقی کی طرف انتہائی سرعت کے ساتھ اپنا قدم بڑھائے چلی جا رہی ہے۔ مگر مسلمان ہیں۔ کہ محوِ خواب اس امید میں بیٹھے ہیں۔ کہ

آسمان سے مسیح اترے گا

تو آتے ہی ان کی جھولیوں کو سونے اور لعل و یاقوت سے بھر دیگا۔ نہ آسمان سے مسیح اترتا ہے۔ کہ ان کی مدد کرے۔ نہ خدا کی غیرت ان کے حق میں بھڑکتی ہے۔ کہ ان کے دشمنوں کو نابود کرے۔ ایک عجیب سراسیمگی ہے۔ جو مسلمانوں پر طاری ہے۔ اور اگر کوئی ہمدرد بن کر مسلمانوں کو ترقی پر لے جانے کے لئے کھڑا بھی ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ کمیٹیاں بناؤ۔ اور کام کرو۔ مگر کوئی نہیں سوچتا۔ کہ اسلام نے جب اپنے ابتدائی زمانہ میں ترقی کی تھی۔ تو کیا کمیٹیوں سے کی تھی۔ کیا اسلام اسی طرح پھیلا تھا۔ کہ ایک لیکچرار نے اٹھ کر دھواں دار تقریر کر دی ہو۔ اور پھر سب مسلمان واہ وا کہکر اپنے گھروں میں لحاف اوڑھ کر سو رہے ہوں۔ مسلمان اگر فتحیاب ہوئے تھے۔ تو اسلئے کہ وہ

ایک آواز

پر لبیک کہتے تھے۔ وہ گو ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ مگر بخدا وہ کنفسِ واحدہ تھے۔ کوئی ان میں سے ابو بکرؓ کہلاتا تھا۔ کوئی ان میں سے عمر کہلاتا تھا۔ کوئی ان میں سے عثمان کہلاتا تھا۔ کوئی ان میں سے علی کہلاتا تھا۔ کوئی ان میں سے طلحہ اور زبیر کہلاتا تھا۔ رضی اللہ عنہم۔ مگر درحقیقت وہ سب کے سب محو تھے محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے عشق میں۔ وہ مخمور تھے آپؐ کی محبت میں۔ ان کے کانوں میں محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہیں گونجتی تھی۔ ان کی آنکھیں محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سوا اور کسی کو اپنا محبوب نہیں سمجھتی تھیں۔ وہ عشق و محبت کی مے کے متوالے محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے در کے غلام تھے۔ ان کا سر تھا اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی چوکھٹ۔ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا اشارہ تھا اور ان کی جانیں۔ وہ ایک ہاتھ پر بک چکے تھے۔ وہ صحیح اور حقیقی معنوں میں بیعت کے مفہوم کے حامل تھے۔ وہ "کیوں" اور "کیا" اور "کس طرح" کے الفاظ نہیں جانتے تھے۔ ان کی ڈکشنری میں صرف ایک ہی لفظ لکھا تھا۔ اور وہ یہ کہ

سمعنا واطعنا

ان کی تمام آوازیں محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی آواز کے ساتھ بند ہو جاتیں۔ اور جب وہ کسی امر کے متعلق آپ کا اشارہ بھی پا لیتے۔ تو بخوشی اپنے سر کٹوا دیتے۔ مگر یہ گوارا نہیں کرتے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی آرزو پوری نہ ہو۔ یہی وہ روح ہے۔ جس نے مسلمانوں کو کامیاب کیا۔ یہی وہ روح ہے۔ جس سے کام لینے کی وجہ سے بدر کے معرکہ میں باوجود یکہ صحابہ ۳۱۳ تھے۔ اور کفار کا لشکر ایک ہزار۔ اور پھر صحابہ نہتے۔ اور فنونِ جنگ سے ناآشنا تھے۔ مگر کفار ساز و سامان سے مسلح اور فنونِ حرب سے پوری طرح سے آشنا۔ پھر بھی انہوں نے کفار کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور ایک ہزار کفار میں سے اکثر کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا۔ آج یوروپین مورخ بھی حیران ہیں۔ کہ مسلمانوں نے اس قدر قلیل التعداد ہونے کے باوجود دنیا میں حیرت انگیز طور پر کس طرح ترقی حاصل کر لی۔ اور وہ بھی غور و فکر کرنے کے بعد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان کی کامیابی کا تمام راز اس میں مضمر تھا۔ کہ وہ

ایک ہاتھ پر جمع تھے

اگر ایک ہاتھ پر وہ جمع نہ ہوتے۔ تو ان کا شیرازہ پراگندہ ہو جاتا۔ اور پراگندگی اور تشتت کے نتیجہ میں وہ قوت اور شوکت انہیں حاصل نہ ہوتی۔ جو قوت اور شوکت اتحاد کے نتیجہ میں حاصل ہؤا کرتی ہے۔ پس ایک ہاتھ پر جمع ہونا ایک امام کے اشارہ پر چلنا۔ اسکی حرکت پر حرکت کرنا۔ اس کے اوامر کی اطاعت بجا لانا۔ اور اس کے کسی ایک حکم سے بھی سرِ مُو انحراف نہ کرنا یہ کامیابی کا ضامن اور بہت بڑا ضامن ہے

یہ وہ کیمیا ہے

جس کے نتیجہ میں قوم کو بہت بڑی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ لوگ سونا بنانے کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ کہ اس سونے سے کروڑوں درجے زیادہ قیمتی وہ سونا ہے۔ جو ایک قوم کی مجموعی طاقت سے اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب اسکی باگ ایک شخص کے ہاتھ میں ہو۔ وہ جہاں روکے اس جگہ قوم رُک جائے۔ جہاں کودنے کا حکم دے۔ وہاں وہ قوم کود جائے۔ اگر اطاعت کا یہ مقام کسی قوم کو حاصل ہو جائے۔ تو اگر وہ آگ میں بھی کود ے گی۔ تو گلزار بن جائے گی۔ اور ناممکن ہے۔ کہ ایسی قوم کا کوئی زیادہ دیر تک مقابلہ کر سکے۔ عزمِ صمیم کے مقابلہ میں بڑی بڑی قوتیں آب آب ہو جاتی ہیں۔ پھر اگر کوئی جماعت "بنیان مرصوص" ہو۔ اور ایک امام کے تابع ہو کر مذہبی جنگ لڑ رہی ہو۔ تو کون ہے۔ جو اسکو روک سکے۔ یا کون ہے۔ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یقیناً ایک تند و تیز سیلاب کے آگے ہاتھ رکھ کر اسے روکا جا سکتا ہے۔ مگر اس قسم کی مجنونانہ حرکت کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی اٹھے۔ اور اسے مٹانے کی کوشش کرے۔ اس قوم کو جتنا مٹایا جائے۔ اس کے نقوش اسی قدر زیادہ جلا پاتے ہیں۔ جتنا دبایا جائے۔ اتنی ہی زیادہ وہ ابھرتی ہے۔ گویا وہ پتھر نہیں ہوتی۔ جو سمندر کی تہ میں چلا جائے۔ بلکہ وہ گیند ہوتی ہے۔ جسے زمین پر جب مارا جاتا ہے۔ تو بیسیوں گنا اور زیادہ اچھل جاتا ہے۔

پس مسلمانوں کی ترقی آج صرف ایک بات میں ہی مضمر ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ سلف صالحین کا رنگ اختیار کرتے ہوئے ایک امام کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ دیں۔ اور اس کے اشاروں پر اپنا تن۔ اپنا من اور اپنا دھن غرض سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ ان کی اپنی آوازیں بند ہو جائیں۔ ان کی اپنی آنکھیں کچھ نہ دیکھیں۔ اور ان کے اپنے کان کچھ نہ سنیں۔ بلکہ وہ امام کی آنکھوں میں سے دیکھیں۔ وہ امام کے کانوں میں سے سنیں۔ اور وہ امام کے ہاتھوں میں سے نکل کر دنیا میں کام کریں۔ بے شک

یہ مشورہ مسلمانوں پر گراں گذریگا

اور اگر گراں گذرے تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہوگی۔ وہ لوگ جو ننگے پاؤں پھرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اگر انہیں بوٹ پہنائے جائیں۔ تو وہ گھبراتے اور بوٹوں کو اپنی آزادی میں مخل سمجھتے ہیں۔ افریقہ کے حبشی پہلے ننگے رہا کرتے تھے۔ جب انہیں کپڑے پہنائے جانے لگے۔ تو انہوں نے اس پر سخت احتجاج کیا۔ اور اسے اپنی آزادی کے منافی سمجھا۔ اسی طرح مسلمان چونکہ ایک عرصہ دراز سے شترِ بے مہار کی طرح رہنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اسلئے یقیناً یہ بات ان پر گراں گذرتی ہے۔ لیکن اگر وہ غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ سبق ان کی گھٹی میں رکھا ہؤا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ ہر مسلمان دن میں پانچ مرتبہ ایک امام کی اقتدا میں فرض نماز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادا کرتا ہے۔ اسی طرح جنازوں میں اسے ایک امام کا تابع رہنا پڑتا ہے۔ جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر بھی وہ امام کی آواز پر قیام قعود اور سجود کرتا ہے۔ یہ دراصل ایک سبق ہے۔ جو روزانہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مسلمانوں کو اس لئے پڑھایا جاتا ہے۔ کہ وہ امامت کے منصب کو یاد رکھیں۔ اور ہمیشہ ایک امام کے تابع ہو کر چلیں۔ مگر افسوس کہ جس قدر تکرار کے ساتھ یہ سبق مسلمانوں کو دیا گیا تھا۔ اسی قدر زیادہ انہوں نے اس سبق کو بھلا دیا۔ اور اب یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ انہیں کسی امام کے حلقۂ اطاعت میں آنا موت دکھائی دیتا ہے۔ مگر یاد رکھو۔ قومی احیاء اور مذہبی ترقی کے لئے یہ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ

زید یا بکر کی کیا رائے ہے

یا عام طبائع کسی قید سے گھبراتی ہیں۔ یا خوش ہوتی ہیں۔ بلکہ زندہ قومیں سختی سے بھی اپنے آپ کو ان امور کا پابند بناتی ہیں۔ تاکہ ان کا قدم تنزل سے نکل کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے۔ پس قدیمی اثرات یا ماحول کے تاثرات کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلمانوں کو یہ امر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان کی

زندگی اور موت کا سوال

اب دنیا کے سامنے پیش ہے۔ انہوں نے اب یہ اپنے عمل سے بتانا ہے۔ کہ وہ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ زندگی چاہتے ہیں۔ تو انہیں زندہ قوموں کی طرح ایک جماعت کی شکل میں ڈھل کر ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہونا پڑے گا۔ اور اگر وہ زندگی نہیں چاہتے۔ تو متفرق بھیڑ تو کہیں سلامت نہیں رہ سکتی۔ وہ اگر آج سلامت بھی رہے۔ تو کل بھیڑیے کا شکار ہو جائے گی۔

آج زندہ قوموں میں سے دو قومیں سب کے سامنے ہیں۔ ایک اٹلی اور دوسری جرمن۔ ان دو قوموں نے جن اصول کو مدنظر رکھ کر ترقی حاصل کی ہے۔ ان میں سے ایک اہم اصل یہ ہے۔ کہ ان کی باگ ڈور ایک ایک ڈکٹیٹر کے ہاتھ میں ہے۔ جرمن کے باشندے ہٹلر کے حکم پر اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ تو اٹلی کے باشندے مسولینی کے حکم پر اپنے سر کٹانے کے لئے آمادہ۔ اگر مادی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہمارے ہاتھ ہوں۔ تو روحانی ترقی کے لئے اسکی ضرورت سے انکار کرنا اگر نادانی اور حماقت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ماہر علم روحانیات تھے۔ اور جن سے بڑا نبی نہ کوئی دنیا میں گزرا۔ اور نہ کوئی آئندہ پیدا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے بھی کس لطیف اور دلکش پیرایہ میں اس اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ید اللہ علی الجماعۃ

جماعت پر اللہ تعالےٰ کی مدد اور اسکی نصرت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور یہ تو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ جماعت بغیر امام کے نہیں ہوتی۔ کیا کبھی کسی نے دیکھا۔ کہ مسجد میں متفرق طور پر لوگ نمازیں پڑھ رہے ہوں۔ کوئی قیام میں ہو۔ کوئی رکوع میں۔ کوئی سجدہ میں ہو۔ کوئی باتیں کر رہا ہو۔ کوئی وضو کر رہا ہو۔ اور لوگ کہہ رہے ہوں۔ کہ یہ جماعت ہے۔ جماعت تو اسی وقت کہلاتی ہے۔ جب امام آگے ہو۔ اور اسکی اقتداء میں لوگ کھڑے یا بیٹھے ہوں۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مختصر سے فقرہ میں درحقیقت اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ امام کا وجود ایسا ضروری ہے۔ کہ اگر وہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی برکت نازل ہوتی ہے۔ اور اگر وہ نہ ہو۔ تو وہ برکت نازل نہیں ہوتی۔ جو امامت کے نتیجہ میں کسی قوم پر نازل ہؤا کرتی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آخری زمانہ کے مفاسد اور مسلمانوں کے تہتر فرقوں میں منقسم ہو جانے کی خبر دی۔ تو صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ان تمام فرقوں میں ناجی کون ہوگا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ناجی وہی ہوگا۔ جو

ما انا علیہ واصحابی

اس طریق پر گامزن ہو۔ جس طریق پر میں اور میرے صحابہ رضؓ گامزن ہیں۔ اب دیکھ لو۔ صحابہ کس راہ پر گامزن تھے۔ صحابہ رضؓ نے اول رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔ پھر آپ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اور جب وہ بھی وفات پا گئے۔ تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضؓ کی اور پھر حضرت علی کی بیعت یکے بعد دیگرے وہ کرتے چلے گئے۔ پس آج مسلمانوں کی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ تلاش کریں۔ کہ کہیں ان میں کوئی مثیلِ انبیاء تو پیدا نہیں ہؤا۔ اور کیا اس مثیل کے بعد اسی طرح سلسلۂ خلافت تو جاری نہیں ہؤا۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جاری ہؤا تھا۔ آج تم روئے زمین کے تمام مسلمانوں پر نگاہ دوڑا کر دیکھ لو۔ بجز جماعت احمدیہ کے تمہیں اور کوئی ایسی جماعت دکھائی نہیں دیگی۔ جو یہ تسلیم کرتی ہو۔ سو اللہ تعالےٰ نے موجودہ زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا اور جو خلفاء راشدین کے سلسلہ کی طرح قائل ہو۔ جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے صحابہ رضؓ قائل تھے۔ پس آج جماعت احمدیہ ہی ایک ناجی فرقہ ہے۔

اور آج مسلمانوں کی نجات بھی اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ وہ احمدیہ جماعت میں شامل ہو کر اس امام پاک کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ دیں۔ جو جماعت احمدیہ کا مطاع اور واجب العزت خلیفہ ہے۔

یہ امر کون نہیں جانتا۔ کہ مسلمانوں کی ترقی کا ایک معتدبہ حصہ

خلافت فاروقی

کے عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جو ترقی کی۔ وہ بے مثال تھی۔ آج تک لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ عمر رضؓ نے اسلام کی اشاعت میں بہت بڑا حصہ لیا۔ اس مثال کو اپنے سامنے رکھ کر اے مسلمان بھائیو۔ ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ کی باگ جس مقدس انسان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرح بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ثانی ہے۔ اسے بھی خدا نے فضلِ عمر قرار دیا ہؤا ہے۔ اور اس کے ذریعہ بھی اسلام چاردانگ عالم میں اسی طرح پھیل رہا ہے۔ جس طرح حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے اسلام پھیلا۔ پس مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ آج یہ ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے اس مقدس امام کو اپنا امام بنائیں۔ اور اس کے پاکیزہ ارشادات پر سرگرمی سے عمل کر کے اپنی کھوئی ہوئی عزت و عظمت کو دوبارہ حاصل کریں۔ جماعت احمدیہ کی

حیرت انگیز ترقی

اسی اولوالعزم اور بیدار مغز خلیفۂ اسلام کی دعاؤں اور مساعیٔ جمیلہ کی رہین منت ہے۔ آپ کی قوت قدسی ہی ہزاروں لوگوں کو کشاں کشاں قادیان کی طرف لا رہی ہے۔ آپ ہی وہ مسیحی نفس ہیں۔ جن کے انفاس قدسیہ سے روحانی مردے زندہ ہو رہے ہیں۔ اور آپ نے ہی اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اکناف عالم میں پھیلانے کے لئے مبلغین کا ایک جال دنیا میں پھیلا رکھا ہے۔ لاکھوں سعید روحیں آپ کی مضطربانہ دعاؤں سے نجات حاصل کر گئیں۔ لاکھوں دل آپ کے تزکیہ بخش کلام سے ایسے صاف ہو گئے۔ کہ ان پر گندگی اور غلاظت کا ایک دھبہ بھی نہ رہا۔ امریکہ کے سفید فام انسان اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام سے آگاہ ہیں۔ تو آپ کی وجہ سے۔ چین اور جاپان میں اگر اسلام پھیلایا۔ تو آپ نے۔ سماٹرا اور جاوا میں اگر نورِ اسلام پھیلا۔ تو آپ ہی کی حسنِ تدبیر سے۔ اگر مصر۔ شام اور فلسطین میں عربوں کو صحیح اسلام پر کسی نے قائم کیا۔ تو آپ نے۔ اگر لنڈن اور ہنگری اور اٹلی اور فرانس اور یوگوسلاویہ وغیرہ میں اسلام کا ڈنکا بجا۔ تو آپ کے بھیجے ہوئے مجاہدین کے ذریعہ سے ہی۔ جس طرح چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جماعت کے لوگ پروانہ وار آپ پر قربان ہو رہے ہیں۔ آپ کے ایک اشارہ پر وہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار ہیں۔ اور آپ کی ایک ایک تحریک پر وہ اپنا گھربار لٹانے پر آمادہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ ہر میدان میں ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ کوئی میدان نہیں۔ جس میں اس جماعت نے اپنا سکہ لوگوں کے قلوب پر نہ بٹھایا ہو۔ اور کوئی پہلو نہیں۔ جس کی رو سے احمدیت کا رعب لوگوں کے دلوں پر نہ ہو۔ جب اس اولوالعزم انسان کی قیادت میں احمدیت نے اس قدر عظیم الشان ترقی دیکھتے ہی دیکھتے کر لی تو کب ممکن ہے۔ کہ مسلمان اس کے سایہ کے نیچے آئیں۔ اور وہ فائدہ اٹھانے سے محروم رہیں۔ یقیناً ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر عطر کی دوکان پر بیٹھنے والا خوشبو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ کوئی اس مقدس انسان کے قریب بیٹھے۔ اور وہ اپنے اندر ایک غیر معمولی تزکیہ اور پاکیزگی کی لہر محسوس نہ کرے۔ یہ ایک ہمدردانہ نصیحت ہے۔ جو مسلمانوں کو کی گئی اگر وہ قبول کر لینگے تو اس میں انہی کا فائدہ ہے۔ اور اگر وہ انکار کریں گے۔ تو اس کا نقصان بھی انہیں کو ہوگا۔

تحریک جدید کے مشن ہائے بیرون ہند کی تبلیغی رپورٹ

سنگاپور مشن

مولوی غلام حسین صاحب ایاز رپورٹ محررہ ۱۳ مارچ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں انفرادی تبلیغ کی گئی۔ اور دو بار پاسر پنجنگ بھی گیا۔ جماعت کے دوستوں کی تربیت کے لئے بھی بعد نماز جمعہ مختلف مسائل زیر بحث رہے۔ ان دنوں میں جمیعۃ العلماء کی مجلس ہوئی۔ اور مخالفت بہت ہو رہی ہے تاحال میٹنگ کی کارگذاری شائع نہیں ہوئی۔ سرکردہ مخالف مولوی ہمارے سامنے آنے سے گریز کرتا ہے۔ لیکن عام لوگوں میں مشہور کیا ہوا ہے۔ کہ احمدی میرے سامنے نہیں آتے۔ اس لئے اس کے مکان پر گئے۔ لیکن مل نہ سکا۔ بعض زیر تبلیغ دوست بہت قریب ہیں۔ اور ان کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔

خلافت جوبلی فنڈ کے حساب میں محمد عمر صاحب صوبیدار شیر محمد صاحب۔ محمد علی صاحب مولوی عنایت اللہ صاحب اور مولوی صاحب نے -/32 ڈالر کی رقم ارسال کرنے کی اطلاع دی ہے۔ بعض احباب کے اور بھی وعدے ہیں۔ لیکن وہ کاروباری سلسلہ میں باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان کے آنے پر بھیج دیئے جاویں گے۔ سب کے لئے اور اس علاقہ میں تبلیغ احمدیت اور ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ نیز مبارک باد عرض کرتے ہیں۔

جاپان مشن

حافظ عبد الغفور صاحب ۲ - ۱۷ فروری کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ضروریات روزمرہ سے فارغ ہو کر جاپانی پڑھتا رہا۔ ایک مضمون مسٹر شمیرو سے سن رائیز کی اشاعت کے لئے لکھوایا۔ جو ٹائپ کیا۔ اوساکا اور کوبے میں چیچک پھیل رہی ہے۔ ایک ہفتہ کے عرصہ میں 50 - 60 کیسز ہو چکے ہیں۔ حفظ ما تقدم کے طور پر ٹیکہ لگوایا گیا۔ دعا کے لئے درخواست عرض کرتے ہیں۔

پورووکرتو (جاوا) مشن

سید شاہ محمد صاحب مکتوب محررہ ۸ مارچ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں اہل پیغام کے ایک جلسہ میں سوال و جواب کی اجازت طلب کی۔ جس پر انہوں نے انکار کر دیا۔ پبلک پر اس کا بہت اثر ہوا۔ جس کو زائل کرنے کے لئے انہوں نے مناظرہ کے لئے خط و کتابت کی۔ جو بالآخر شرائط وغیرہ کے متعلق ۵ فروری مقرر ہوئی۔ لیکن آخر کار یکم فروری کو پورووکرتو کی پیغامی جماعت کا خط موصول ہوا۔ کہ ان کو امیر جماعت پیغام برائے جاوا نے مناظرہ سے منع کر دیا ہے۔ اہل پیغام کی تمام خط و کتابت ٹریکٹ کی صورت میں نیز رسالہ پنوجگ جالن میں شائع کر دی ہے۔ جو نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ یہاں کی ایک اقتصادی انجمن کا ممبر ہونے کی وجہ سے ٹرپ پر گیا۔ جو تبلیغی رنگ میں بہت مفید ہوا۔ کیونکہ لوگوں میں بہت اچھا تعلق پیدا ہو گیا ہے دیہات سدھار کے لئے یہاں مختلف صنعتیں چھوٹے پیمانہ پر جاری ہیں۔ وہ بھی دیکھیں۔ ۳۱ جنوری کو یہاں عید ہوئی اور عید کے روز ایک دوست جو مشہور پیغامی تھے۔ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں حقیقی طور پر داخل ہوئے۔ مکرمی محمد سوروسو صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جو نہایت مخلص اور تمام جاوا میں بہت با اثر ہیں۔ اور مختلف مجالس کے صدر تھے۔ ہر لحاظ سے بہت بارسوخ تھے۔ اور احمدیت میں داخل ہونے کے بعد سلسلہ کی ہر رنگ میں خدمت کرتے رہے ہیں۔ اور ان کی اہلیہ صاحبہ بھی Regat صاحب کے گھر قریباً ۲۰ عورتوں کو مذہبی تعلیم دیتی رہیں۔ اچانک یہاں سے محکمہ کی طرف سے بذریعہ تار تبدیل کر دیئے گئے۔ جماعت کو ان کے تبادلہ سے بہت نقصان پہنچا ہے۔ جماعت کی طرف سے الوداعی پارٹی دی گئی۔ اور ایڈریس پڑھا گیا۔ بہت سے غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ گاڑی پر ان کو کثرت سے لوگ الوداع کہنے کے لئے گئے۔ جماعت نے الوداعی دعا کی۔ جس کا تمام لوگوں پر بہت اثر ہوا۔ کیونکہ اس سے قبل اس قسم کا طریق انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس عرصہ میں درس دیا جاتا رہا۔ نیچے بھی پڑھتے ہیں۔ ۵ - ۶ عرب زیر تبلیغ ہیں۔ جو بہت قریب ہیں۔ اور وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شہر پوربولنگو میں تبلیغ کے لئے گیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں دو پیغامی اور ایک سرکاری ملازم احمدیت میں داخل ہوئے۔ استقامت کے لئے دعا فرماویں۔

اس عرصہ میں اختلاج قلب کا کئی بار دورہ ہوا۔ بعض اوقات شدید تکلیف رہی۔ صحت اور ترقی احمدیت کے لئے اور نومبائع احباب کی استقامت کے لئے دعا فرماویں۔

چین مشن

چوہدری محمد اسحاق صاحب ۱۵ تا ۲۸ کے عرصہ زیر رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس عرصہ میں مختلف جہازوں پر جا کر قریباً ایک سو ٹریکٹ انگریزی اور چینی ٹریکٹ بذریعہ ڈاک چین کے اندرون حصہ میں 15 کے قریب بھیجے۔ مرسلہ امام الزمان Imam of the age ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحب کا چینی میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں ۳۳ غیر احمدی وغیر مسلم اصحاب کو ملا۔ اور ۱۹ دوست مکان پر آ کر ملے۔ حسب موقع تبلیغ کی گئی۔ نیز ۵۵ صفحہ پر مشتمل مختلف مضامین ٹائپ کئے۔ جو انشاء اللہ جرمنی فرانس۔ آسٹریلیا اور امریکہ وغیرہ کے دوستوں کو جن سے خط و کتابت ہے۔ ان کو ترجمہ کر کے بھیجے جاویں گے۔ وقتاً فوقتاً ان کو لٹریچر بھیجا جاتا ہے۔

بونس آئرش (ارجنٹائن) مشن

مولوی رمضان علی صاحب مکتوب محررہ یکم مارچ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مخالفت بہت زوروں پر ہے۔ تبلیغی جدوجہد کے ساتھ تربیت کے پہلو پر خاص زور دیا جا رہا ہے۔ جوبلی فنڈ کے لئے بھی رقم ارسال فرمائی ہے۔ احباب ترقی جماعت کے لئے دعا فرماویں۔

نہایت ضروری درخواست دعا

محمد سوروسو صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پورووکرتو جاوا بعارضہ تپ دق سخت بیمار ہیں۔ احباب سے گذارش ہے۔ کہ ان کے لئے دعائے صحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوجوانانِ جماعت کو دعوتِ عمل

(از مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر نائب مدیر الفضل)

قدم قدم پہ ہے نصرت قدم قدم پہ کرم
توجہاتِ مثیلِ مسیح کے صدقے
وہ اور ہونگے کہ دن بھی ہیں جن کے تیرہ و تار
شرابِ کہنہ نئے ساغروں میں بٹتی ہے
اٹھو زمانہ ہے دن رات کام کرنے کا
نہ حُبِّ مال سے ایمان ہو خراب کبھی
جو وقت آئے تو قربان جان بھی کر دو
مقام بدری صحابہؓ کا آج ملتا ہے
ستم ہے گر کوئی اب بھی نہ اسمیں شامل ہو
اٹھاؤ شوق سے بارِ گرانِ حوادث کا

خدا کے فضل نے کھولا ہے ہم پہ بابِ نعم
بنا ہے گلشنِ احمد مثالِ باغِ ارم
ہمارے گھر میں تو شمس و قمر ہوئے ہیں بہم
پیو پلاؤ کہ ہوں دور سب کے رنج و الم
اُڑاؤ فتح و ظفر کا جہاں میں تم پرچم
نہ ڈالیں دھوکے میں تم کو کبھی بھی دام و درم
بقا کا رستہ یہی ہے نہیں یہ راہِ عدم
نظیرِ مہدیٔ دوراں کے ہاتھ میں ہے علم
غضب ہے نام نہ اس فوج میں کرائے رقم
الٹ دو دنیا کا تختہ بدل دو سب عالم

ملے گی تم کو اسی راہ سے بقائے دوام
نہ مٹنے پاؤگے مر کر بھی تم خدا کی قسم

ہ۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یا قمر یا شمس انت منی و انا منک۔ (تذکرہ صفحہ ۵۷۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ مارچ ۳۹ء

خدام الاحمدیہ کے پروگرام کا آخری حصہ

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میں اپنے گذشتہ خطبات کے سلسلہ میں خدام الاحمدیہ کے قریب کے پروگرام کے متعلق دو اور ضروری امور بیان کرتا ہوں۔ سات امر میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

آٹھواں امر

یہ ہے۔ کہ انسانی صحت دماغ پر خاص اثر کرتی ہے۔ ہزاروں کام دنیا کے ایسے ہیں۔ جو صحتِ جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ گو وہ دین کا حصہ نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ خالص دماغی کام انسان چارپائی پر لیٹے ہوئے بھی کر سکتا ہے لیکن بعض قسم کی صحت کی خرابی دماغ کے اندر بھی خرابی پیدا کر دیتی ہے۔ ہر انسان ایسا نہیں ہوتا۔ کہ بیماری کی حالت میں بھی اس کا دماغ کام کر رہا ہو۔ یہ ایک باریک مضمون ہے۔ اور اس کے بیان کا یہاں موقع نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جو حقیقی صحت ہوتی ہے۔ وہ جسم کے اعضاء کی بیماریوں کے ساتھ اتنا تعلق نہیں رکھتی۔ جس قدر کہ اسکی اندرونی طاقتوں کے ساتھ۔ انسانی جسم کی طاقت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اعضاء کی ظاہری بیماری۔ اور ایک جسم کی قوت برداشت یا حقیقی صحت۔ کبھی کبھی یہ قوت برداشت قدرتی طور پر اتنی زبردست ہوتی ہے۔ کہ ظاہری بیماریاں آکر بھی اسے توڑ نہیں سکتیں۔ ایسی صورت میں انسانی دماغ ہر حالت میں کام کر سکتا ہے۔ مگر بعض حالات میں قوت برداشت بھی کمزور ہوتی ہے۔ اور ظاہری عوارض بھی لگے ہوتے ہیں۔ ایسا انسان بیماری کے ساتھ دماغی قابلیت بھی کھوتا چلا جاتا ہے۔ عام قانون یہی ہے۔ کہ جو اوسط درجہ کی قوت برداشت کا انسان ہو۔ اسکی

خرابیٔ صحت کے ساتھ دماغ پر بُرا اثر

ضرور پڑتا ہے۔ کم سے کم سستی۔ کسل۔ اور ہمت کی کمی بھی ایسے امور ہیں۔ کہ اگر کسی قوم میں پیدا ہو جائیں۔ تو خطرناک نتائج ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہی ہے۔ کہ خواہ قوت برداشت کیسی ہو۔ بیماری میں انسان بعض کام نہیں کر سکتا۔ مثلاً اگر نظر کمزور ہو۔ تو خواہ دماغی قابلیت کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہو۔ انسان لڑائی کے قابل نہیں ہوتا۔ اور وہ فوج میں بھرتی کے لئے موزون نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ فوج کیلئے جس قسم کی قوت کی ضرورت ہے۔ وہ اسے حاصل نہیں ہوتی۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ جس کا خصوصاً بچپن میں لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

ورزشوں کی عادت

جو ڈالی جاتی ہے۔ وہ اسی لئے ہوتی ہے۔ کہ انسان کے جسم میں چستی اور پھرتی پیدا ہو۔ اور اس کے اعضاء درست رہیں۔ اور اسکی ہمت بڑھے۔ ورزش سے پسینہ آتا ہے۔ جس سے بہت سے زہر دور ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ورزش کو نظر انداز کر کے کلی طور پر بچہ کو دماغی کام میں لگانا دماغ کو کمزور کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ بچپن میں کھیل کود اور ورزش انسان کی فطرت میں اسی لئے رکھی گئی ہے۔ تاکہ اسکی جسمانی قوت برداشت بڑھ جائے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ الصبیّ صبي ولو کان نبیا۔ یعنی بچہ بچہ ہی ہے۔ خواہ وہ آئندہ نبی ہونے والا ہو۔ بے شک وہ چند سالوں کے بعد نبی بن جائے گا۔ مگر بچپن کی حالت میں اس کی خواہشات ضرور ایسی ہی ہوں گی۔ جو بچپن سے مناسبت رکھتی ہوں گی۔ وہ کھیلے گا بھی۔ کودے گا بھی اور ان تمام حالات سے گزریگا۔ جن میں سے بچے عام طور پر گزرتے ہیں۔ بچپن کی حالت کے لئے جو لوازم مخصوص ہیں۔ کوئی بچہ خواہ بڑا ہو کر نبی ہونے والا ہو۔ وہ بھی ان میں سے ضرور گزریگا۔ اور اسکی یہ حالت بعد کی زندگی میں اس کے لئے کسی اعتراض کا موجب نہیں ہو سکتی۔ پس اس عمر میں ورزش کے ذریعہ بچہ کی تربیت اشد ضروری ہوتی ہے۔ اور اسے کلی طور پر دماغی کام میں لگا دینا خطرناک ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں اسکی

صحیح تربیت کا طریق

وہی ہے۔ جو اسے کھیل کود سکھائے۔ پہلے تو جب وہ بہت چھوٹا ہو۔ کہانیوں کے ذریعہ اسکی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ بڑے آدمی کے لئے تو خالی وعظ کافی ہوتا ہے۔ لیکن بچپن میں دلچسپی قائم رکھنے کے لئے کہانیاں ضروری ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ کہانیاں جھوٹی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کبھی حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان فرماتے۔ کبھی حضرت نوحؑ کا قصہ سناتے۔ اور کبھی حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان فرماتے۔ مگر ہمارے لئے وہ کہانیاں ہی ہوتی تھیں۔ گو وہ تھے سچے واقعات۔ ایک حاسد و محسود کا قصہ الف لیلہ میں ہے۔ وہ بھی سنایا کرتے تھے۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ بہرحال اس میں ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح ہم نے کئی ضرب الامثال جو کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ سے سُنی ہیں۔ پس

بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ

کہانیاں ہیں۔ گو بعض کہانیاں بے معنی اور بیہودہ ہوتی ہیں۔ مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں۔ اور جب بچہ کی عمر بہت چھوٹی ہو۔ تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ ذرا ترقی کرے تو اس کے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیز کھیلیں ہیں۔ کتابوں کے ساتھ جن چیزوں کا علم دیا جاتا ہے۔ کھیلوں سے عملی طور پر وہی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر

کہانیوں کا زمانہ

کھیل سے نیچے کا زمانہ ہے۔ لیکن کوئی عقلمند کبھی یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے بچوں کو کہانیاں سنانا یا کہانیاں بتانا کلی طور پر کسی جاہل کے سپرد کر دیا جائے۔ یا بچوں ہی کے سپرد کر دیا جائے۔ بلکہ اس کام پر ہر قوم کے بڑے بڑے ماہرین فن لگے رہتے ہیں۔ دنیا کے بہترین مصنف جو لاکھوں روپے سالانہ کماتے ہیں۔ وہ کہانیاں ہی لکھتے ہیں۔ گو اب بہت سی کہانیاں بڑے لوگوں کو مدنظر رکھ کر لکھی جاتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ کہانیاں اگر بڑے لوگوں کے لئے ہوں۔ تو وہ بھی بچپن ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ انسان پر بڑی عمر میں بھی بچپن کے زمانہ کے دَور آتے رہتے ہیں۔ اور اسی وقت وہ کہانیوں کی طرف راغب ہوتا ہے۔ یعنی اس کا دماغ تھک کر

سنجیدہ اور مشکل

طریق پر دنیا سے سبق حاصل کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اور اس وقت وہ چاہتا ہے۔ کہ کہانیوں کے ذریعہ سے دنیا کے تجارب اور علوم حاصل کرے۔

پس وہ بھی بچپن کے مشابہ ایک حالت ہے اور اس کام کے لئے قوموں کے بہترین دماغ لگے رہتے ہیں۔ اور یہ کافی نہیں سمجھا جاتا۔ کہ کم علم اور جاہل لوگ اس کام کو کریں۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ اس کے بعد کے زمانہ کی تعلیم کے انتظام کے لئے جو کھیل کا زمانہ ہے۔ اور جس میں کھیل کے ذریعہ علم کا سکھانا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس عمر کے لئے جب بچہ

علم کی سب سے مضبوط بنیاد

قائم کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے جاہلوں پر بچوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جو انسانی فطرت کا مطالعہ کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ جیسے کوئی شخص اپنے بچہ کے لئے جب وہ بہت چھوٹی عمر کا ہو۔ اعلیٰ درجہ کے درزی سے سوٹ سلوائے۔ مگر جب وہ بڑا ہو کر سوسائٹی میں ملنے جلنے لگے۔ تو اس کے لئے کپڑے کسی گاؤں کی درزن سے سلوائے۔ حالانکہ چھوٹا بچہ تو جیسے بھی کپڑے پہن لے۔ کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ لیکن بڑا ہو کر کپڑوں کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔ بعض پابندیاں بڑے آدمیوں کے لباس کے لئے قانون کی طرف سے ہوتی ہیں۔ بعض اصولِ صحت کی طرف سے۔ اور بعض سوسائٹی کی طرف سے۔ اور وہ ان کا خیال رکھنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ مگر کس قدر عجیب بات ہوگی۔ کہ اس زمانہ کا لباس تو کسی اناڑی کے سپرد کر دیا جائے۔ مگر جب وہ بہت چھوٹا بچہ ہو۔ تو اس کے لئے اعلیٰ درجہ کے درزی سے سوٹ سلوائے جائیں۔ بچپن کے زمانہ میں پہلا زمانہ وہ ہوتا ہے۔ جب بچہ کو کہانیوں کے ذریعہ سے دلچسپی پیدا کی جاتی اور تعلیم دی جاتی ہے۔ اس زمانہ کے متعلق دنیا کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ

اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت

رکھنے والوں کے سپرد یہ کام ہونا چاہیئے۔ اور اس بات کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور اس بات کو نہایت ضروری اور مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ کہانیوں کو ایسے رنگ میں بچہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ کہ جس سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔ اسے ایسی کہانیاں سنائی جائیں۔ جو اس کے اخلاق کو بلند۔ نظر کو وسیع اور اس کے اندر ہمت پیدا کرنے والی ہوں۔ اور اس کے اندر قومی ہمدردی کا مادہ پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریں۔ مگر اس کے بعد کا زمانہ جو زیادہ اہم ہوتا ہے اور جو کھیل کود کا زمانہ ہے۔ حیرت ہے۔ کہ بنی نوع نے اسکی ضرورت اور اہمیت کو محسوس ہی نہیں کیا۔ کہ وہ بھی اسی طرح اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی نگرانی میں ہونا چاہیئے۔ کہانیوں کے متعلق تو یہ خیال رکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اعلیٰ درجہ کے دماغوں اور فاضل لوگوں کی تیار کردہ ہوں۔ اور ایسے رنگ کی ہوں۔ کہ جس سے بچوں کو فائدہ پہنچے۔ مگر

کھیل کے زمانہ کا کوئی خیال

ہی نہیں رکھا جاتا۔ اور یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ یہ کھیل کود بچوں کا کام ہے۔ بڑوں کا اسمیں دلچسپی لینا مناسب نہیں۔ حالانکہ اگر کھیل کود بچوں کا کام ہے۔ تو کہانیاں بھی تو بچوں سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ پھر جب ابتدائی عمر کی کھیل یعنی کہانیوں کے متعلق احتیاط کی جاتی ہے۔ تو کیوں بڑی عمر کی کھیل میں اس سے زیادہ احتیاط نہ برتی جائے۔ اس زمانہ میں جو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ تو کہانیوں کے زمانہ سے بہت زیادہ اہم ہوتی ہے۔ پس میں

خدام الاحمدیہ کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ بچوں کے کھیل کود کے زمانہ کو وہ زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں۔ اور کوشش کریں۔ کہ کھیلیں ایسی ہوں کہ جو نہ صرف جسمانی قوتوں کو بلکہ ذہنی قوتوں کو بھی فائدہ پہنچانے والی ہوں۔ اور آئندہ زندگی میں بھی بچے ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ ان میں

تین باتوں کا خیال

رکھا جائے۔ ایک تو جسم کو فائدہ پہنچے۔ دوسرے ذہن کو فائدہ پہنچے۔ اور تیسرے وہ آئندہ زندگی میں ان کے کام آسکیں۔ جس کھیل میں یہ تینوں باتیں ہونگی۔ وہ کھیل کھیل ہی نہیں۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم بھی ہوگی۔ اور وہ طالب علم کے لئے ایسی ہی ضروری ہو گی۔ جیسی کتابیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ کھیلیں ایسی ہوں۔ جو ذہنی تربیت کے لئے مفید ہوں۔ تو میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کے ساتھ بچوں کی دلچسپی بھی قائم رہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ایک فلسفہ بن جائے۔ اور بچوں کو زبردستی کھلانی پڑیں۔ ایسی کھیل ذہنی نشوونما کا موجب نہیں ہوسکتی اور نہ ہی جسم اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ یہ کام نہایت آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ اور ورزش کے شعبہ کو مفید بلکہ مفید ترین بنایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں تین باتوں کا خیال رکھا جائے۔ ایک تو یہ کہ وہ

آئندہ زندگی میں بھی مفید ثابت ہونے والی

ہوں۔ نہ صرف بچپن میں بلکہ بڑے ہو کر بھی فائدہ دینے والی ہوں۔ بچپن میں کھیل کا جو فائدہ ہوتا ہے۔ وہ بھی حاصل ہو۔ جسم بھی مضبوط ہو۔ اور ذہن بھی ترقی کرے۔ بچپن میں جو کہانیاں بچوں کو سنائی جاتی ہیں۔ ان کا مقصد ایک تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بچہ شور نہ کرے۔ اور ماں باپ کا وقت ضائع نہ کرے۔ لیکن اگر وہ کہانیاں ایسی ہوں۔ جو آئندہ زندگی میں بھی فائدہ دیں۔ تو یہ کتنی اچھی بات ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کہانیاں سنانے کا جو فائدہ اس وقت ہوتا ہے۔ وہ بھی ان سے حاصل ہوتا تھا۔ اگر اس وقت آپ وہ کہانیاں نہ سناتے۔ تو پھر ہم شور مچاتے۔ اور آپ کام نہ کرسکتے۔ پس یہ ضروری ہوتا۔ کہ ہمیں کہانیاں سُنا کر چپ کرایا جاتا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ رات کے وقت ہماری

دلچسپی کو قائم رکھنے کے لئے

آپ بھی جب فارغ ہوں۔ کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ تاہم سو جائیں۔ اور آپ کام کرسکیں۔ بچہ کو کیا پتہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے ماں باپ کتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ اسے تو اگر دلچسپی کا سامان مہیا نہ کیا جائے۔ تو وہ شور کرتا ہے۔ اور کہانی سنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ بچے سو جاتے ہیں۔ اور ماں باپ عمدگی سے کام کرسکتے ہیں۔ اور کہانیوں کی یہ ضرورت ایسی ہے۔ جسے سب نے تسلیم کیا ہے۔ گو وہ

عارضی ضرورت

ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا فائدہ صرف اتنا ہوتا ہے۔ کہ بچہ کو ایسی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ محو ہو کر سو جاتا ہے۔ ماں باپ کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ اس لئے وہ اسے لٹا کر کہانیاں سناتے ہیں۔ یا ان میں سے ایک سلاتا ہے۔ اور دوسرا کام میں لگا رہتا ہے۔ یا پھر ایک سناتا ہے۔ اور باقی خاندان آرام سے کام کرتا ہے۔ اگر اس وقت فضول اور لغو کہانیاں بھی سنائی جائیں۔ تو یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے مگر ہم اس پر خوش نہیں ہوتے۔ بلکہ چاہتے ہیں۔ کہ ایسی کہانیاں اسے سنائیں۔ کہ اس وقت بھی فائدہ ہو۔ یعنی ہمارا وقت بچ جائے اور پھر وہ آئندہ عمر میں بھی اسے فائدہ پہنچائیں اور جب کہانیوں کے متعلق یہ کوشش کرتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ کھیل کے معاملہ میں بچوں کو یونہی چھوڑ دیں۔ کہ جس طرح چاہیں۔ کھیلیں۔ اگر یہ طریق کھیلوں کے متعلق درست ہے۔ تو کہانیوں کے متعلق کیوں اسے اختیار نہیں کیا جاتا۔ اور کیوں نہیں بچوں کو چھوڑ دیا جاتا۔ کہ جیسی بھی کہانیاں ہوں۔ سُن لیں۔ جب کہانیوں کے متعلق ہمارا یہ نظریہ ہے۔ کہ وہ ایسی ہوں۔ جو اسے سلا بھی دیں۔ اور عمدہ باتیں بھی سکھائیں۔ تو کھیلوں کے متعلق یہی نظریہ کیوں پیش نظر نہ رکھا جائے۔ کیوں نہ

بچوں کو ایسی کھیلیں کھلائی جائیں

جن سے ان کا جسم بھی مضبوط ہو۔ ذہن بھی ترقی کرے۔ اور پھر وہ آئندہ زندگی کے لئے سبق آموز بھی ہوں۔ مثلاً میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی بتایا تھا۔ کہ تیرنا جو ہے۔ یہ کھیل کی کھیل ہے۔ اس میں مقابلے کرائے جائیں۔ تو بہت دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے۔ غوطہ زنی میں لوگ مقابلے کرتے ہیں۔ اور ایسی دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ کہ مقابلہ کرنے والے اس وقت یہی سمجھتے ہیں۔ کہ گویا

زندگی کا مقصد

یہی ہے۔ بچوں کے لئے تیرنا بھی ایسی ہی دلچسپی کا موجب ہو سکتا ہے۔ جیسا فٹ بال۔ کرکٹ یا ہاکی وغیرہ اور پھر یہ ان کے لئے آئندہ زندگی میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ کبھی کشتی میں آدمی سفر کر رہا ہو۔ کشتی ڈوب جائے۔ تو وہ اپنی جان بچا سکتا ہے۔ یا کنارے پر بیٹھا کوئی کام کر رہا ہو۔ اور کوئی ڈوبنے لگے۔ تو اسے بچا سکتا ہے۔ تو تیرنا صرف اس زمانہ کے لئے کھیل نہیں۔ بلکہ

آئندہ زندگی میں اسے فائدہ دینے والی

چیز ہے۔ وہ بحری فوج میں آسانی سے داخل ہو سکتا ہے۔ جہاز رانی میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ گویا یہ تمام عمر میں اسے فائدہ پہنچانے والا ہنر ہے۔ اور اس لئے ایسی کھیل کے بجائے جو صرف بچپن میں کھیل کے ہی کام آئے۔ یہ ایک ایسی کھیل ہے۔ جو ساری عمر اس کے کام آ سکتی ہے۔ اسی طرح تیر اندازی ہے۔ غلیل چلانا ہے۔ اس سے ورزش بھی ہوتی ہے۔ بچے شکار کے لئے باہر جاتے ہیں۔ اور دُور نکل جاتے ہیں اور اس طرح تازہ ہوا بھی کھاتے ہیں۔ بدن بھی مضبوط ہوتا ہے۔ غلیل چلانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔ اس کے مقابلے کرائے جاسکتے ہیں۔ کہ کون زیادہ دور تیر پھینکتا ہے۔ یا غلیلہ پھینک سکتا ہے۔ غلیل جتنی زیادہ سخت ہو۔ مگر لچکنے والی ہو۔ اتنا ہی غلیلہ زیادہ دور جاتا ہے۔ مگر اسے لچکانے کے لئے طاقت ضروری جتنا کوئی زیادہ مضبوط ہو۔ اتنا ہی زیادہ دور غلیلہ پھینک سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اتنا ہی غلیل کو زیادہ کھینچ کر لچکا سکتا ہے۔ یہ چیز ورزش کا بھی موجب ہے۔ شکار کے لئے زیادہ چلنا پڑتا ہے۔ تازہ ہوا کھانے کا بھی موقعہ ملتا ہے۔ اور پھر یہ ساری عمر کام آتی ہے۔ غلیل چلانے والا

بندوق کا نشانہ

بندوق پکڑتے ہی سیکھ سکتا ہے۔ ہم بچپن میں غلیل چلایا کرتے تھے۔ اور مجھے یاد نہیں کہ کسی نے کبھی مجھے بندوق کا نشانہ سکھایا ہو۔ پہلی دفعہ شیخ عبد الرحیم صاحب کہیں سے بندوق مانگ کر لائے۔ میں اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ اور وہ پہلا نشانہ تھا۔ انہوں نے پیچھے سے پکڑ رکھا۔ اور میں نے بندوق چلائی۔ گو میں خود بھی گر پڑا۔ مگر جس جانور کا نشانہ کیا تھا۔ وہ بھی گر گیا۔ ادھر میں گرا۔ اور ادھر وہ۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ جو سپاہیوں میں بھرتی ہوتے ہیں۔ وہ مدتوں اس وجہ سے افسروں کی گھرکیاں کھاتے ہیں۔ کہ ٹھیک نشانہ نہیں کرسکتے۔ اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ بچپن میں کوئی ایسا کام نہیں کیا ہوتا۔ کہ

نشانہ کی مشق

ہو سکے۔ اگر بچپن میں تیر یا غلیلہ چلانے کی مشق ہو۔ تو جب بھی بندوق چلانے لگیں۔ فوراً نشانہ درست ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس سے بچپن میں صحت بھی درست ہو سکتی ہے۔ اچھی ہوا سے تروتازگی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ذہنوں میں بھی روشنی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور پھر بڑے ہو کر یہی کھیل ان کے لئے ایک ہنر ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح

دوڑنا

ہے۔ جو اپنی ذات میں بہت دلچسپ کھیل ہے۔ اس کے بھی مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ جن سے لاتوں کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ لوگ ایسی ورزشیں کرتے ہیں۔ کہ جن سے جسم کا ایک حصہ تو مضبوط ہوتا ہے۔ مگر باقی کمزور ہو جاتے ہیں۔ لیکن دوڑنا لاتوں کے لئے بھی مفید ہے۔ اور پیٹ کے لئے بھی۔ جو لوگ دوڑنے کے عادی ہوں۔ ان کا پیٹ نہیں بڑھتا۔ یہ کھیل بھی ہے۔ اور آئندہ زندگی میں بھی بڑے کام کی چیز ہے۔ اگر انسان سپاہی ہو۔ تو دشمن کے تعاقب کے لئے یا اگر کسی وقت پیچھے ہٹنا پڑے۔ تو اپنی جان بچانے کے کام آسکتا ہے۔ آئے دن ایسے واقعات ہوتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہتے ہیں۔ کہ چور مال لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو بھاگنے کی مشق ہوتی ہے مگر گاؤں والے ہانپتے ہوئے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو مشق نہیں ہوتی۔ اگر بھاگنے کی مشق ہو۔ تو چوروں کو پکڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح بیسیوں مواقع زندگی میں ایسے آتے ہیں۔ کہ اگر انسان کو بھاگنے کی مشق ہو تو کام سدھر جاتے ہیں۔ اسی طرح اور بیسیوں ایسی کھیلیں ہیں۔ جو مفید ہو سکتی ہیں اس وقت میں وہ ساری تو بیان نہیں کر سکتا۔ صرف مثال کے طور پر چند ایک بیان کر دیتا ہوں۔ مثلاً میں نے بتایا تھا۔ کہ ہمارے ملک میں بعض ایسی کھیلیں ہیں۔ جو

ذہنی ترقی کے لئے تو مفید

ہو سکتی ہیں۔ مگر ان سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ بچپن میں ایک کھیل یہ کھیلی جاتی ہے۔ کہ ایک بچہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ لاتیں لمبی کر لیتا ہے۔ ایک اس کے پیچھے بیٹھ کر اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔ پھر ایک ایک کر کے دوسرے لڑکے اسکی ٹانگوں پر سے گزرتے ہیں۔ اور پیچھے بیٹھنے والا پوچھتا ہے۔ کہ کون گزرا۔ اسے اجازت نہیں ہوتی۔ کہ گزرنے والے کے جسم کو ہاتھ لگائے۔ صرف لباس کی آواز سے وہ پہچانتا ہے۔ کہ کون گزرا۔ اگر وہ ٹھیک بتا دے۔ تو کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ اور دوسرا ہار جاتا ہے۔ اس کھیل سے شنوائی کی طاقت اور توجہ کا مادہ بڑھتا ہے۔ یہ کھیل چھوٹے بچوں کی ہے۔ مگر اسے بنانے والے نے اس میں بہت حکمت رکھی ہے۔ جس کے کان عادی ہو جائیں۔ کہ کپڑے کی آواز سے آدمی کو پہچان لے۔ یا خیال سے معلوم کرے۔ کہ کون گزرا ہے تو وہ پولیس اور سکاؤٹ میں کتنا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص اگر پولیس میں جائیگا۔ تو یقیناً بہت ترقی کریگا۔ پھر ایک کھیل یہ ہوتا ہے۔ کہ پیچھے سے آکر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ جس کی آنکھیں اس طرح بند کر دی جائیں۔ اس کا حق ہوتا ہے۔ کہ پہچانے۔ اس طرح ہاتھوں کے

لمس سے پہچاننے کی مشق

ہوتی ہے۔ یہ کھیل رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک صحابی بہت بدصورت اور کریہہ المنظر تھے۔ قد چھوٹا تھا۔ اور جسم پر بال بڑے بڑے تھے۔ ایک دفعہ وہ بازار میں مزدوری کر رہے تھے۔ پسینہ بہہ رہا تھا۔ اور گرمی کی وجہ سے سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابھی گر پڑینگے پیچھے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم آئے۔ آپ کو ان کی حالت پر رحم آیا۔ اور ان کی دلجوئی کرنا چاہی۔ اور ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ جس کے معنے یہ تھے۔ کہ بتاؤ کون ہے۔ انہوں نے ہاتھ پر ہاتھ پھیرا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا جسم بہت نرم تھا۔ اس لئے وہ پہچان گئے۔ اور مذاق کے لئے آپ کے جسم مبارک کے ساتھ اپنا پسینہ والا جسم ملنے لگے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ میں نے پہچان لیا ہے۔ یہ کھیل بھی درحقیقت اپنے اندر

ایک عمدہ مشق

رکھتی ہے۔ بشرطیکہ بچوں کو عمدگی سے کھلائی جائے۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں۔ کہ ان سے اتنی مشق ہو جاتی ہے۔ کہ انسان بڑے بڑے کمالات ظاہر کر سکتا ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے۔ کہ

امریکہ کی ایک قوم

ہے۔ جسے ریڈ انڈین یعنے سرخ ہندوستانی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جب یورپ والے پہلے پہل امریکہ گئے۔ تو ان کا خیال تھا۔ کہ ہندوستان یہی ہے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ ہندوستان اور ہے۔ ان لوگوں کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو ریڈ انڈین کہتے ہیں۔ انہوں نے کانوں کی مشق میں بہت کمال حاصل کیا ہوتا ہے۔ لوگ پہلے زمانہ میں ان کو مزدوری پر جنگلوں میں رہنمائی کے لئے لے جاتے تھے۔ یا جب چور یا ڈاکو لوٹ مار کر کے بھاگتے تھے۔ تو ان میں سے کسی کو لالچ دے کر ساتھ لے جاتے تھے۔ اور جنگل میں چھپ جاتے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ لوگ

زمین پر کان

لگا کر دو تین میل کے فاصلہ پر سے بتا دیتے تھے۔ کہ گھوڑے فلاں جہت سے دوڑے آرہے ہیں۔ اور یہ کوئی معجزہ نہیں۔ نہ ہی وہ کوئی غیر معمولی انسان ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ صرف مشق کی بات ہے۔ اس قوم نے کانوں کی مشق سے ایسے اصول دریافت کر لئے ہیں۔ کہ ایسی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ جو دوسروں کو معلوم نہیں ہو سکتیں۔ اور اس طرح چور یا ڈاکو ان کی اطلاع پر وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ جا چھپتے۔ اگر آنکھوں سے دیکھ کر چھپنے کی کوشش کی جائے۔ تو بچنا محال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سوار پکڑ سکتے ہیں۔ مگر جب دو تین میل کے فاصلہ پر سے ہی اطلاع مل جائے تو ان کے وہاں پہنچنے تک وہ آگے نکل کر جا سکتے ہیں۔ اسی طرح

زبان۔ ناک۔ ہاتھ اور کان کی مشق

بہت کام آنے والی چیزیں ہیں۔ ان سے ذہانت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ ذہانت حواس خمسہ کی تیزی کا نام ہے۔ اور حواس کی تیزی کے لئے ایسی کھیلیں ایجاد کی جا سکتی ہیں۔ بلکہ ہمارے بزرگوں نے ایجاد کی ہوئی ہیں۔ جو کھیل کی کھیل ہیں اور آئندہ زندگی کے فوائد بھی ان میں مخفی ہیں۔

خدام الاحمدیہ کو چاہیئے

کہ اس بات کو اپنی سکیم میں شامل کریں۔ اور جماعت میں ان کو رائج کریں۔

میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی کہا تھا۔ کہ جماعت ورزش جسمانی کی طرف خاص طور پر زور دے اور اب میں یہ کام بھی خدام الاحمدیہ کے سپرد کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ نوجوانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پس خدام الاحمدیہ اسے قادیان میں بھی اور باہر بھی شروع کریں۔ مجھ سے مشورہ کر کے وہ ایسی سکیمیں تیار کر سکتے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ ایسی کھیلیں جماعت میں جاری کی جا سکیں۔ جو آئندہ زندگی میں کام آنے والی ہوں۔

نویں بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ

علم کا عام کرنا

ہے۔ میں پہلے ان کو توجہ دلا چکا ہوں۔ کہ ان کا فرض ہے۔ کہ علم سیکھیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کسی شخص کا نیکی حاصل کرنا اسے بچا نہیں سکتا۔ جب تک اس کے ارد گرد بھی نیکی نہ ہو۔ آپ اپنے بچے کو کتنا سچ بولنے کی عادت کیوں نہ ڈالیں۔ وہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے محلہ میں دوسرے بچے جھوٹ بولتے ہیں۔ پس ان کا اپنا علم حاصل کر لینا کام نہیں آسکتا۔ جب تک کہ دوسروں میں تعلیم کی اشاعت نہ کریں۔ کچھ عرصہ سے میں نے ان کے سپرد یہ کام کیا ہوا ہے۔ کہ

قادیان میں کوئی اَن پڑھ نہ رہے

اور جب یہاں یہ کام ہو جائے گا۔ تو پھر باہر بھی اسے شروع کیا جائے گا۔ انہوں نے کچھ عرصہ سے اس کے متعلق کوئی رپورٹ مجھے نہیں بھیجی۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ کام ہو رہا ہے یا نہیں۔ یہ کام اتنا اہم تھا۔ کہ ان کو یہ سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ اس کے متعلق ہفتہ واری رپورٹ ضروری ہے۔ مگر آج میں یہ کام پھر خصوصیت کے ساتھ ان کے سپرد کرتا ہوں۔ اور ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اسے پہلے یہاں شروع کریں۔ اور پھر باہر۔ اور کوشش کریں۔ کہ سال دو سال کے عرصہ میں

کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو

خواہ احمدی عورت ہو یا مرد۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔ سب پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں۔ اس کے لئے چھوٹے سے چھوٹا معیار مقرر کر لیا جائے۔ اور پھر اس کے مطابق سب کو تعلیم دی جائے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک علم عام نہ ہو۔ جماعت پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اس زمانہ میں علم کتابی ہو گیا ہے۔ مگر پہلے زمانہ میں زبانی ہوتا تھا۔ پہلے زمانہ میں علم کانوں کے ذریعہ سے سکھایا جاتا تھا۔ مگر اب کتابوں کے ذریعہ۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ

ہر احمدی لکھنا پڑھنا سیکھ جائے

عربوں میں زبانی حفظ کرنے کا رواج تھا۔ اور اس کا یہاں تک اثر ہے۔ کہ صرف و نحو کی بعض کتابیں وہ ہر طالب علم کو حفظ کراتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں علماء کے لئے قرآن کریم کو حفظ کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ حدیثوں کو یاد کرنا محدثین کے لئے ضروری ہوتا۔ شاعروں میں شعر زبانی یاد کرنے کا رواج تھا۔ صرفی نحوی صرف و نحو کی کتابیں یاد کرتے تھے۔ فقہاء فقہی کتابیں حفظ کرتے تھے۔ مگر آج کل تو قرآن کریم کا حفظ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ کتابیں عام ہیں۔ جب ضرورت ہوئی دیکھ لیا۔ مگر اس زمانہ میں کتابیں عام نہ تھیں۔ اس لئے حفظ کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں کتاب لکھنا یا پڑھنا موجب عار سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کے یہ معنے سمجھے جاتے تھے۔ کہ حافظ کمزور ہے۔ وہ شاعر شاعر ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جس کے شعر لکھے جائیں۔ اس کے یہ معنے ہوتے تھے۔ کہ گویا اسکی قوم نے اس کی قدر نہیں کی اگر قوم قدر کرتی۔ تو اس کے شعر حفظ کرتی۔ اسی واسطے جو بڑے بڑے شعرا ہوتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے ساتھ ایسے لوگ رہتے تھے۔ جو ان کے شعر حفظ کرتے۔ ان کو راویہ کہا جاتا تھا۔ اور

توجہ اور مشق سے حافظے

اتنے تیز ہو جاتے تھے۔ کہ بعض کو لاکھ لاکھ دو دو لاکھ اور تین تین لاکھ شعر زبانی یاد ہوتے تھے۔ ایران کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس زمانہ میں وہاں عربی کا زیادہ رواج تھا۔ اسلامی ممالک میں زیادہ تر یہی زبان رائج ہوتی تھی۔ بادشاہ کو سخاوت کی عادت تھی۔ شعراء آتے۔ شعر سناتے اور بڑے بڑے انعام پاتے تھے۔ وزیر نے اس سے کہا۔ کہ شعراء تو اس طرح لوٹ کرلے جائیں گے۔ اور خزانہ میں کمی آجائے گی۔ اس لئے آپ ہر ایک کو انعام نہ دیا کریں۔ بلکہ قید لگادیں۔ کہ صرف اسی شاعر کو انعام دوں گا۔ جو کم سے کم ایک لاکھ شعر سنا سکتا ہو۔ بادشاہ نے یہ مان لیا۔ اور اعلان ہو گیا۔ کہ جب تک کسی شاعر کو کم سے کم ایک لاکھ شعر یاد نہ ہو۔ وہ دربار شاہی میں باریابی حاصل نہ کر سکے گا۔ اب لاکھ شعر کا یاد کرنا ہر ایک کے لئے تو مشکل ہے۔ کسی کو پانچ ہزار دس ہزار یاد ہوتے۔ کسی کو بیس ہزار کسی کو تیس یا چالیس ہزار۔ اور اس اعلان کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عام ادباء اور شعراء کو موقعہ نہیں مل سکتا تھا۔ اور وہ بھوکے مرنے لگے۔ ان کو خیال آیا۔ کہ اس طرح تو ملک کے علم ادب کو نقصان پہنچے گا۔ اس زمانہ میں وہاں ایک بہت بڑے اور مشہور ادیب تھے۔ سب اکٹھے ہو کر ان کے پاس پہنچے۔ اور کہا۔ کہ اس سے ملک کے علم ادب کو بہت نقصان پہنچے گا۔ اس لئے آپ بادشاہ سے ملیں اور اس بات پر آمادہ کریں۔ کہ ایک لاکھ کی تعداد میں کمی کردے۔ وہ بالکل الگ تھلگ رہتے تھے۔ بادشاہ نے ان کو بعض دفعہ بلوایا بھی تھا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی ذات میں اپنے آپ کو ادب کا بادشاہ سمجھتے تھے۔ مگر یہ چونکہ ایک ادبی خدمت تھی۔ اس لئے وہ بادشاہ سے ملنے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ وہ گئے۔ اور اطلاع کرائی۔ دربانوں نے نام پوچھا مگر انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ ایک شاعر ملنا چاہتا ہے۔ دربانوں نے کہا۔ کہ شاعروں کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ انہیں کم سے کم ایک لاکھ شعر یاد ہونا چاہیئے۔ پہلے درباری امتحان لیں گے۔ اور اگر کوئی ایک لاکھ شعر سنا سکے۔ تو اسے

باریابی کا موقعہ

دیا جائے گا۔ ورنہ نہیں۔ انہوں نے پیغام بر سے کہا۔ کہ جا کر بادشاہ سے پوچھو۔ کہ وہ کونسے ایک لاکھ شعر سننا چاہتا ہے۔ اسلام کے زمانہ کے۔ یا زمانۂ جاہلیت کے۔ مردوں کے یا عورتوں کے۔ میں ہر قسم کے ایک ایک لاکھ شعر سنانے کو تیار ہوں۔ جب بادشاہ کو یہ اطلاع پہنچی۔ تو وہ سمجھ گیا۔ انہی کا نام لیا۔ اور کہا۔ کہ وہی ہوں گے۔ ننگے پاؤں بھاگ آیا۔ اور کہا۔ کہ فرمائیے۔ کیا خدمت ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ کے اس حکم سے ملک پر یہ ظلم ہو رہا ہے۔ کہ اس کے ادب کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس شرط کے ہوتے ہوئے کوئی خاص شاعر ہی باریاب ہو سکتا ہے۔ اور جو اتنا بڑا ادیب ہو۔ اسے آپ کی مدد کی کیا احتیاج ہو سکتی ہے۔ اور وہ دربار میں کیوں آئے گا۔ اسے تو گھر بیٹھے ہی روزی ملے گی۔ اس لئے اسے منسوخ کر دیں بادشاہ نے کہا۔ بہت اچھا۔ میں اسے منسوخ کرتا ہوں۔ اور جب یہ شرط لگائی تھی۔ تو میرا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ کہ شاید آپ اسے منسوخ کرانے کے لئے آئیں۔ تو حافظہ پر زور دینے کی وجہ سے پرانے زمانہ میں ایسے ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو

لاکھوں شعر زبانی یاد

رکھتے تھے۔ کہتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ بوجہ حافظہ پر عام طور پر زور دینے کے اس زمانہ میں لوگوں کے حافظے بہت تیز ہوتے تھے۔ ایک دو دفعہ ہی بات سنکر یاد کر لیتے تھے۔ مگر اب کتابوں کے عام ہو جانے کی وجہ سے حافظہ کی تیزی کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو ضمنی طور پر اس طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک قوم کی عام رغبت اس طرف نہ ہو۔ ایک دو کی کوشش سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ پہلے زمانہ میں حافظہ کے ذریعہ لوگ عالم ہوتے تھے۔ مگر آج کل کتابیں پڑھنے سے ہوتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے ہر فرد کو کچھ نہ کچھ لکھنا پڑھنا آنا چاہیئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کا اتنا خیال رکھتے تھے۔ کہ بدر کی جنگ میں جو کفار قید ہوئے۔ ان میں سے جو فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے۔ آپ نے ان کے لئے یہ شرط لگائی۔ کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ اور جب انہوں نے سکھا دیا۔ تو ان کو چھوڑ دیا۔ تو خدام الاحمدیہ کو

تعلیم کے عام کرنے کی طرف خاص توجہ

کرنی چاہیئے۔ اگر وہ یہ کرلیں۔ تو جماعت کے اخلاق بھی بلند ہو سکتے ہیں۔ پڑھنا آتا ہو۔ تو وہ حضرت صاحب کی کتب بھی پڑھ سکیں گے۔ دینی کتب کا مطالعہ کریں گے۔ تصوف کی کوئی کتاب پڑھیں گے۔ اور ان کا وقت بھی ضائع نہ ہوگا۔ کتابیں پڑھنے سے ان کا ذہن صیقل ہوگا۔ اور پھر اخلاق بلند ہوں گے۔

یہ نو چیزیں ہیں۔ جو میں خدام الاحمدیہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ ان کو خصوصیت سے سامنے رکھ کر وہ کام کریں گے۔ اور ان کو اپنا قریبی مقصد قرار دیں گے۔ اور پھر اس کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرینگے اس کے ساتھ کچھ اور مضامین بھی ہیں۔ مگر اب چونکہ کافی وقت ہو گیا ہے۔ اس لئے اسی پر بس کرتا ہوں۔

اسی ہفتہ میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے مجھے ایک درخواست آئی تھی۔ کہ وہ تفصیلی ہدایات کے لئے مجھے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ مل کر مجھ سے ہدایات لے سکتے ہیں۔

عملی سکیم اور کام کرنے کا طریق

یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ جو صرف ان سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے جب وہ ملیں گے۔ تو ان کے سامنے ہی اسے بیان کر دوں گا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ استقلال اور ہمت سے کام کریں گے۔ اور ایسے رنگ میں کرینگے۔ کہ ساری جماعت کو شامل کر سکیں۔ اور میں نے اسی غرض سے یہ خطبات پڑھے ہیں۔ چند افراد کی حیثیت ایسی نہیں ہوتی۔ کہ ان کے لئے اتنے خطبے پڑھے جائیں۔ اس لئے ان کو ایسے رنگ میں کام کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ساری جماعت پر حاوی ہو۔ اور مستقل حیثیت اختیار کرسکے۔ (الفضل)

درد گردہ یا گردہ کی پتھری

یہ دونوں نام دراصل ایک ہی بیماری کے ہیں جب گردوں میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو صرف پیدا ہو جانے سے چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ گردوں کی جگہ پر ذرا بوجھ سا ہے۔ (گردوں کا مقام کمر سے ذرا اوپر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں واقعہ ہے) جن کے گردوں میں پتھری ہوتی ہے ان کو ہمیشہ یا کبھی کبھی قبض ہو جاتا ہے۔ یعنی پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔ دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو کمر میں درد بھی رہتا ہے۔ گرم اور ترش چیزیں یعنی گوشت۔ سرخ مرچ اچار وغیرہ کھانے سے اور گرم موسم میں سفر کرنے سے پیشاب جل کر آتا ہے۔ اور بعض کو ریت سی چیز پیشاب میں خارج ہوتی ہے۔ لیکن جب پتھری سے چھوٹا سا ٹکڑا ٹوٹ کر پیشاب کی نالیوں میں پھنس جاتا ہے۔ تو پھر خدا کی پناہ۔ شدت سے درد ہوتا ہے۔ جو برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ اسی کا نام درد گردہ یا قولنج گردہ ہے۔

علاج:۔ ڈاکٹروں میں تو یہی مشہور ہے۔ کہ اپریشن سے پتھری نکال دی جائے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جان کا خطرہ اور خرچ زیادہ۔

ہمارا طرز علاج:۔

"پتھری توڑ ۱؎"

یہ ایک خاص دوا ہے۔ جو اس بیماری کا کامیاب علاج ہے۔ اس کے استعمال سے پتھری گھل کر پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ ساری خارج ہو جاتی ہے۔ اور گردے بالکل خالی ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا تلخ اور بدمزا نہیں۔ قدرے نمکین ہے۔ جو آسانی سے کھائی جاتی ہے۔ تین ماہ تک کھانی چاہیئے۔ تین ماہ کی دوا کی قیمت چھ روپے ہے۔ اور اگر قبض بھی ہو۔ تو "قبض کشا گولیاں ۲؎" کا استعمال کریں۔ ۶۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ۔

دواخانہ و مطب حکیم مولوی نظام الدین مبلغ ممتاز الاطباء قادیان ضلع گورداسپور

جنرل سروس کمپنی

تعمیر عمارت مرمت اور سفیدی وغیرہ کا کام ٹھیکہ اور کمیشن پر ہوتا ہے۔ زمین کی خرید و فروخت نقشہ جات۔ سروے کا کام۔ وصولی کرایہ مکانات معمولی کمیشن پر ایک اوورسیر کی۔ اور بجلی کی فٹنگ وغیرہ کا کام ایک سپروائزر کی زیر نگرانی کرایا جاتا ہے۔ احباب کمپنی کی خدمت سے فائدہ اٹھاویں۔ اس وقت بھی چند باموقعہ قطعات مختلف محلہ جات میں قابل فروخت ہیں۔ (مینیجر کمپنی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرانی شراب نئے برتن میں

(از رشحاتِ قلم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ)

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب فاروق اپنے اخبار کا ایک خاص نمبر تحریک جدید کے موضوع پر شائع کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے بھی خواہش کی ہے۔ کہ میں انہیں اس نمبر کے لئے کوئی مضمون لکھ کر دوں افسوس ہے۔ کہ آج کل کام کی کچھ ایسی نوعیت ہے۔ کہ میں کسی لمبے مضمون کے لئے یکسوئی نہیں پاتا۔ البتہ ایڈیٹر صاحب فاروق کی خواہش کے احترام میں یہ سطور لکھ کر بھجوا رہا ہوں۔

میرے اس نوٹ کی سرخی ایک انگریزی محاورہ کا اردو ترجمہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ کسی کام کو اعلےٰ صورت میں سرانجام دینے کے لئے بہترین روح اور بہترین جسم کا مہیا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر کام کی ایک روح ہوتی ہے۔ اور ایک جسم۔ اور کسی کام کا کمال تبھی ظاہر ہوتا ہے کہ روح اور جسم دونوں کو اعلےٰ صورت میں مہیا کیا جاوے۔ شراب کی مثال اس لئے دی گئی ہے۔ کہ اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ جتنی پرانی ہو۔ اتنی ہی اچھی ہوتی ہے اور برتنوں کے متعلق یہ اصول ہے۔ کہ نیا برتن سب سے اچھا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ کہ:۔

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس شعر کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں صحابہ کرام رضؓ والی شراب طہور جو ایک پرانی شراب ہے۔ ایک نئی جماعت کو پلا کر ان کو اسلام کی خدمت کے لئے متوالا کر کے کھڑا کر دیا ہے

پس تحریک جدید جس کے متعلق حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ اپنے متعدد خطبوں میں بیان فرما چکے ہیں۔ وہ کوئی نئی چیز نہیں۔ بلکہ وہی پرانی شراب ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کی۔ اور پھر اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نئے برتن میں ڈال کر لوگوں کے سامنے رکھا۔ اور اب حضرت امیرالمؤمنین بھی اسی شراب کو مختلف رنگ دے دیگر اور نئے نئے برتنوں میں ڈال کر جماعت کے سامنے پیش فرما رہے ہیں۔ پس اصل سوال شراب کا نہیں۔ کیونکہ وہ تو موجود ہے۔ اور پرانی ہو کر خوب تیز ہو چکی ہے۔ بلکہ اصل سوال یہ ہے۔ کہ ہم اس شراب کے لئے نئے برتن مہیا کریں۔ اور اپنے جسموں کو نیا رنگ دے کر اور نئی طاقتوں سے آراستہ کر کے خدمت اسلام اور خدمت احمدیت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ تحریک جدید کے مطالبات کی غرض و غائت تین باتوں میں محصور ہے:۔

اول:۔ افراد جماعت کے نفوس کی اصلاح

دوم:۔ جماعت کی اندرونی تنظیم۔

سوم:۔ اسلام اور احمدیت کی پُرزور تبلیغ و اشاعت۔

یہ وہ تین ستون ہیں۔ جن پر تحریک جدید کے جملہ مطالبات کی بنیاد قائم ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کی ترقی کے لئے ازل سے یہی تین طریق مقرر ہیں۔ پس جماعت کو چاہیئے۔ کہ تحریک جدید کے مطالبات کو اپنے لئے حرزِ جان کے طور پر سمجھیں۔ اور ان پر ایسے شوق اور ایسے ولولے اور ایسے اخلاص کے ساتھ کاربند ہوں۔ کہ جس کے نتیجہ میں جماعت میں ایک نئی جان پیدا ہو جائے۔ اور خدا تعالےٰ ہمیں اس عظیم الشان کام کے سرانجام دینے کی توفیق دے۔ جو سلسلہ احمدیہ کے قیام کی اصل غرض و غایت ہے۔ آمین

تحریک جدید کا تعلق سیاست مذہبی سے

(از مکرمی جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیرّ)

سیاست اور مذہب

حاکم و محکوم۔ راعی اور رعایا کے مابین فلاح عامہ۔ رفاہِ خلق۔ حفظ امن۔ ترویجِ تعلیم۔ تقسیم دولت۔ انصرام۔ معاملات اور دیگر امور داخلی اور خارجی کے متعلق جو تعلقات باہمی ہوتے ہیں۔ ان کا اصطلاحًا سیاست نام رکھا جاتا ہے۔ اور اچھا شہری بننے کے لئے سیاست کا علم اور صحیح طریقِ عمل اختیار کر کے انسانوں کو بہتر اور اعلیٰ روحانی اور باخدا انسان بنانے کے راستہ کا نام اسلامی تعلیم کی رو سے مذہب ہے۔

تحریک جدید

مذہب نے گرے ہوئے انسانوں کو اٹھا کر باکمال۔ روشن ضمیر صاحب تدبیر اپنی ذات اور اپنی نوع کے لئے مفید انسان بنانے کا کام ہمیشہ سے کیا ہے۔ اس کے شاہد تاریخ کے صفحات اور بانیانِ مذاہب اور ان کے خلفاء کے سوانح ہیں۔ ہمارے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے سلسلہ تجدید کی آخری کڑی مسیح موعودؑ کے ذریعہ مضبوط فرمائی۔ اور جو روح اسلامی عقائد و اعمال سے گم ہو گئی تھی۔ وہ ہم کو واپس دلائی۔ اور بانئے سلسلہ کی وفات کے بعد قدرت اول کے کام کو اپنی قدیم سنّت کے مطابق مظاہر قدرت ثانی خلفائے احمدیت کے ذریعہ جاری رکھا۔ اور قدرت ثانی کے موجودہ مظہر ثانی نے بدلتے ہوئے حالات اور سیاسیات کو دیکھ کر تعلیم و تربیت اور دعوۃ و تبلیغ احمدیت کو اس طرز پر چلایا۔ جس کے حالات پیش آمدہ متقاضی ہیں۔ پس تحریک جدید مذہب کی صحیح تعلیم اور خطرات پیش آمدہ کے مدِنظر بدلتے ہوئے سیاسی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مذہب کی اصل روح اور سیاسی مشکلات کے مقابلے کا بہترین طریق ہے۔

اغراض و مقاصد:۔ تحریک جدید حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے منہ کی بات کے مطابق "الفاظ میرے ہیں۔ مگر منشاء الٰہی ہے"۔

اس تحریک کے مندرجہ ذیل اغراض ہیں:۔

۱- جماعت احمدیہ کی ذہنیت اور ان کے ذریعہ ہموطنوں اور انسانوں کی ذہنیت کو بدل کر امیر و غریب کی تمیز کو دور کیا جائے۔

۲- اسلام کی اشاعت کم خرچ سادہ طرز تبلیغ سے ہو۔ اور دشمنانِ اندرونی اور بیرونی سے سلسلہ کی حفاظت ہو۔

۳- نوجوان احمدیوں کی اخلاقی۔ ذہنی۔ روحانی۔ جسمانی تربیت ایسے رنگ میں ہو۔ کہ وہ شیطان سے چھڑے ہوئے لمبے جنگ میں استقلال کے ساتھ مردانِ میدان بن کر جوہر مردانگی دکھلا سکیں۔ یعنی تربیت یافتہ مبلغین بکثرت تیار ہوں۔

۴- جماعت کی اقتصادی حالت درست ہو۔ اور قربانیوں کے ساتھ آنے والی تنگیوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔

مطالبات کا خلاصہ

چونکہ یہ تحریک حقیقتًا سیاست مذہبی ہے۔ اور اس کے اغراض خالصًا تبلیغی ہیں۔ اس لئے حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان انیس مطالبات میں تین امور مدنظر رکھے ہیں:۔

اول:۔ جماعت کے تمام افراد قربانیوں کے عادی ہو جائیں۔ اور سادہ زندگی اختیار کر کے دوسری قوموں کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں دنیا کے طول و عرض میں پھیل جائیں۔ ان سے غلامی کی روح نکل جائے۔

دوم:۔ جماعت کی مالی حالت اچھی ہو۔ بجٹ میں بقایوں کے سوال کا حل ہو سکے۔ مالی مطالبات پورے کر کے زیادہ سے زیادہ قربانیوں اور پس انداز کی عادت پڑے۔

سوم۔ مبلغین زیادہ تعداد میں کم خرچ پر تیار ہوں اور حضرت کی سکیم کے مطابق دنیا کی زمینِ قلوب کی تسخیر ہو۔

مطالبات پر ایک نظر

ہندوستان بلکہ تمام دنیا کی توجہ اس طرف ہے۔ کہ ان تمام تاثرات سے جن میں کچھ عرصہ سے مغربی دجالی تہذیب کے اثر سے دنیا مبتلا ہے۔ رہائی حاصل کی جائے۔ ہندوستانی (ہندو) اور جرمن و اٹالین۔ فسطائی۔ روسی۔ کمیونسٹ۔ اسی اصل کی پابندی کر رہا ہے۔ اس لئے عنوان اول کے ماتحت حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سادہ خوراک۔ سادہ غذا۔ سادہ علاج۔ سادہ رہائش۔ سادہ بیاہ شادی۔ غرض ہر رنگ میں سادہ زندگی کے احکام دیئے ہیں۔ اور فرمایا ہے۔ جو ان سے منہ موڑتا ہے۔ تم اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منہ موڑلو۔ اور اسی ضمن میں چھوٹے سے چھوٹا کام کرلینے اور تکلیف اٹھاکر بیرونی ممالک میں نکل جانے اور بیکاری سے کلیۃً احتراز کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

۲۔ مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حضور عالی مقام نے بچت کی عادت۔ امانت فنڈ اور ریزرو فنڈ قائم کیا ہے۔ جو کہ غیر مسلموں اور غیر احمدی ہمسایوں سے وصول کرنے کا ارشاد ہے۔ اس سے غیر مسلموں اور غیر احمدی دوستوں کی اصلاح مدنظر ہے۔ خاندانی جائیداد یا اپنے جمع شدہ سرمایہ کو چھیڑنے کے بغیر چھوٹے سے چھوٹا کام کرکے گذارہ کرنا اس تحریک کا ایک ضروری شعبہ قرار دیا ہے۔

۳۔ کم خرچ پر مبلغین کی زیادہ تعداد تیار کرنے کے مقصد کا حصول مدنظر رکھتے ہوئے حضرت اقدس نے قادیان میں تربیت کے لئے بچوں کو بھیجنا۔ مرکز سلسلہ میں رضا کاروں کی تعداد زیادہ کرنا۔ قادیان میں مکان بناکر مہاجرین کی تعداد بڑھانا۔ پنشنروں۔ صاحب حیثیت لوگوں۔ ملازمین یا طلباء کا (موسمی تعطیلات) عارضی یا وقف زندگی سے مستقل طور پر آنریری مبلغین کے طور پر پیش کرنا۔ اور خدام الاحمدیہ کی جماعت کا قیام وغیرہ ان دور اندیشانہ تدابیر کا ماحصل ہے۔ جو سیاست مذہبی کے لئے ان دنوں میں خصوصیت سے ضروری ہیں۔

تحریک جدید سیاست مذہبی کی روح ہے

غرض تحریک جدید اس تمام سیاست مذہبی کا خلاصہ اور اس تمام جدوجہد کی روح ہے۔ جو اس تاریک زمانے میں گمراہ مخلوق کی رہنمائی کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے گی۔ اور جس پر عامل ہوکر احمدی جماعت اپنے ہموطنوں اور کل دنیا میں اپنے مقصد کے حصول کے لئے کامیابی سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہوسکتی ہے۔ جس قدر آپ اس تحریک کے مختلف پہلوؤں پر غور کریں گے۔ اسی قدر آپ پر قرآن پاک کی صداقت اذا دعاکم لما یحییکم کا اظہار ہوگا۔ یہ آب حیات ہے۔ جس سے سکندر محروم رہا۔ مگر خضر راہِ ہدایت نے غریب احمدی جماعت میں اسے تقسیم کیا۔ احمدیو! خم کا خم منہ سے لگالو۔ اور ہمیشہ کی زندگی پاؤ۔

بالآخر میں یہ دعا کرتا ہوں۔ کہ اے قادر توانا۔ تو ہم سب کو توفیق۔ ہمت۔ استقلال اور اخلاص عطا فرما۔ تاکہ ہم تیرے محمودؐ کی ہر آواز پر بصد شوق لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔ آمین۔

"حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض کارنامے"

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی پیدائش سے قبل حضرت مسیح موعود ع کو آپ کی پیدائش کے بارے میں متواتر الہامات ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو بتایا۔ کہ "ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء۔ کان اللہ نزل من السماء" (ازالہ اوہام ص۶۳۵) پس وہ دولہا جس کا براتی انتظار کررہے تھے۔ وہ محبوب جس کی دید کی حسرت میں عشاق ماہیٔ بے آب کی مانند تڑپ رہے تھے۔ وہ مصلح موعود۔ وہ فخر رسل۔ وہ وجیہہ۔ وہ پاک نفس۔ وہ اولوالعزم۔ ہاں وہی پیارا۔ وہی دلارا اور وہی ہماری آنکھوں کا تارا بصد عزت و شان اور بہ ہزار جاہ و جلال ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں آسمان قدس سے نزول فرما ہوا۔ آپ کی پیدائش پر آپ کا اسم مبارک "محمود" رکھا گیا۔ لیکن یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں رکھا۔ بلکہ اس خدا نے جو رب العالمین ہے۔ آپ کا نام "محمود" رکھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ع فرماتے ہیں:۔

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے۔ جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا یہ پایا۔ کہ "محمود"۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا۔ جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے"۔ (تریاق القلوب ص۴۵)

پیدائش کے بعد آپ اگر حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کے آغوش محبت میں رہے۔ تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود ع کی زیر تربیت رہنے کا آپ کو شرف حاصل ہوا۔ پھر جب آپ ذرا بڑے ہوئے۔ تو آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا آپ کے بارے میں متواتر الہامات نازل کرنا۔ آپ کا نام محمود رکھنا۔ حضرت مسیح موعود ع کی تربیت اور حضرت ام المؤمنین کی آغوش میں آپ کا رہنا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کا شاگرد بننا۔ یہ ایسی باتیں نہیں۔ جنہیں معمولی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ایسے پاکیزہ ماحول میں جو مقدس وجود رہے۔ اس کے کارناموں پر اگر کچھ ذرا سی بھی خامہ فرسائی کی جائے۔ تو ایک بہت بڑی ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ لیکن تاہم میں اپنی استعداد کے مطابق کچھ تحریر کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

(۱) تشحیذ کا اجراء

حضرت امیر المؤمنین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک تبلیغی رسالہ جاری کیا۔ اس کے ایڈیٹر آپ تھے۔ اور آپ نے ہی اپنے دوستوں کو تحریک کرکے اور اپنے جیب خرچ میں سے کچھ رقم بچاکر اس رسالہ کو جاری فرمایا۔ حضرت مسیح موعود ع نے اس رسالہ کا نام "تشحیذ الاذہان" رکھا۔ جو بعد میں ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ ملا دیا گیا۔ بچپن میں ایسی ہمدردیٔ دین کا پیدا ہونا اور اشاعت اسلام کے لئے ایسے غیر معمولی جوش کا آپ کے قلب مطہر میں موجزن ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ یہ بہت بڑا خدا کا فضل ہے۔ اس جوش اور حمایت اسلام کے جذبہ کو دیکھتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب نے اس وقت لکھا۔ "اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ تو اعلےٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش ایک خارق عادت بات ہے۔ پھر موجودہ امیر غیر مبائعین نے یہاں تک لکھ دیا۔ کہ "جس نور کی شعاعیں محمود کے نورانی قلب سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں۔ وہ کچھ ایسا پاک اور نورانی ہے۔ کہ جس کی نظیر ہی نہیں ملتی"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ ص۲۳)

(۲) مدرسہ احمدیہ بند کرنے کی مخالفت

۱۹۰۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے بعض رفقاء نے جو انجمن کے صیغوں پر حاوی تھے۔ یہ تجویز پیش کی۔ کہ مدرسہ احمدیہ کو توڑ دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایجنڈا اجماعتوں وغیرہ میں بھجوایا۔ اور مشورہ کے لئے لوگ قادیان تشریف لائے۔ مسجد مبارک میں یہ جلسہ شروع ہوا۔ اس تجویز کی موافقت میں بہت سی تقاریر ہوئیں۔ مگر آخر میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس تجویز کی مخالفت میں تقریر کی۔ جو ایسی زبردست تھی کہ تمام حاضرین نے اقرار کیا۔ کہ مدرسہ احمدیہ جو حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ ہے۔ اسے قائم رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی جو مدرسہ احمدیہ کے اڑانے کی تجویز کے مؤید تھے۔ یہی کہنے میں اپنی خیر سمجھی۔ کہ میرا ہرگز یہ مطلب نہ تھا۔ جو میاں صاحب نے سمجھا۔ آخر وہ تجویز گر گئی۔ اور مدرسہ احمدیہ خدا کے فضل سے اب تک قائم ہے۔ اور روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور بزبان حال کہہ رہا ہے۔ حضرت محمود زندہ باد!

(۳) حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر اعتراضات کے جوابات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جب دشمنوں نے حضرت مسیح موعود ع کی پیشگوئیوں پر اعتراضات کئے۔ تو آپ نے ایک مضمون لکھا۔ "محمود اور محمدی مسیح کے دشمنوں کا مقابلہ" اور اسمیں مخالفین کے تمام اعتراضات کے ایسے دندان شکن جواب دئیے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ ان اعتراضات کا جواب آپ نے بھی لکھا۔ اور میں نے بھی لکھا۔ لیکن میاں صاحب ہم دونوں سے بڑھ گئے۔

(۴) الفضل کا اجراء

۱۹۱۲ء میں آپ نے حج کیا۔ اور حج سے واپسی پر جون ۱۹۱۳ء کے وسط میں حضور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کی اجازت سے ایک اخبار جاری کیا۔ جس کا نام "الفضل" ہے۔ لیکن یہ اخبار کن حالات میں جاری ہوا۔ اور کیسی کیسی مشکلات میں سے گذرنا پڑا۔ اس کے لئے حضور کے خود اپنے مبارک الفاظ سنیئے۔ حضور آئینہ صداقت کے ص۱۵۵ پر فرماتے ہیں:۔

"بدر اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا۔ "الحکم" اول تو ٹمٹماتے چراغ کی طرح کبھی کبھی نکلتا تھا۔ اور جب نکلتا تھا۔ تو اپنے جلال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اسی وقت بہت نازک ہو چکی تھیں۔ بہت گراں گزرتا تھا۔ "ریویو" ایک بالا ہستی تھی۔ جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں بے مال وزر تھا۔ جان حاضر تھی۔ مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی۔ وہ کہاں سے لاتا۔ اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی۔ جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو اُبھارے۔ ان کی ہمتوں کو بلند کرے۔ اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا تھا۔ اسکی خواہش میرے لئے ایسی تھی۔ جیسے ثریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی۔ نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی۔ اور کامیابی کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی"۔

اس کے بعد حضور السابقون الاولون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس معاملہ میں میری مالی امداد میری زوجہ اول۔ حضرت ام المؤمنین اور نواب محمد علی خاں صاحب نے کی۔ غیر مبایعین اور ان کے اخبار "پیغام" نے "الفضل" کی مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مگر "الفضل" نکلا۔ اور بڑی شان وشوکت سے نکلا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ نے "الفضل" کا پہلا پرچہ پڑھا۔ تو فرمایا۔ "پیغام بھی میں نے پڑھا ہے اور "الفضل" بھی۔ مگر میاں! تشتان بینہما۔ یعنی کجا وہ کجا یہ۔

(۵) مسجد کانپور کا واقعہ

انہی دنوں مسجد کانپور کا واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ یہ واقعہ در اصل یہ تھا۔ کہ حکومت نے کانپور کی ایک مسجد کے غسل خانہ کو گرا دیا۔ اس سے مسلمانوں میں بڑا ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور بڑی ایجی ٹیشن شروع ہوئی۔ آپ نے اس ایجی ٹیشن کا مقابلہ کیا۔ اور بڑے مضمون لکھے۔ اور ثابت کیا۔ کہ غسل خانہ مسجد کا حصہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ سمجھدار طبقہ پر آپ کے مضمونوں کا اچھا اثر ہوا۔

(۶) مسئلہ تبلیغ

مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے رفقاء کے اثر کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی طرف سے سلسلہ کی تبلیغ میں سستی پیدا ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر خلافت اولیٰ کے زمانہ میں حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ نے خود جماعتوں کا دورہ کیا۔ اور تبلیغ کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام صحیح طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

(۷) استحکام خلافت

سنہ ۱۹۱۴ء میں جب آپ کو اللہ تعالےٰ نے خلیفہ بنایا۔ تو تمام وہ فتنہ جو اندر ہی اندر اپنا کام کر رہا تھا۔ یک لخت پھوٹ پڑا۔ لیکن جب اس فتنہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہم کو دکھائی دیتا ہے۔ کہ جماعت کے وہ بڑے بڑے آدمی جو بظاہر سلسلہ کے ستون سمجھے جاتے تھے۔ عداوتِ محمود سے اندھے ہو رہے تھے۔ وہ مرکز سلسلہ کو چھوڑ کر اپنے ساتھ جماعت کا ایک حصہ گمراہ کر کے لے جا رہے تھے۔ انہوں نے خزانہ پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ اور انہیں جو کچھ ملا۔ وہ انہوں نے اپنی جیبوں میں ڈال لیا۔ جب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تھا۔ تو:۔

(۱) خزانہ خالی تھا۔ اور اس میں صرف ۱۳ کے پیسے تھے۔

(۲) جماعت کی اکثریت ان کے ساتھ تھی۔ اور وہ یہ دعوےٰ کرتے تھے۔ کہ ننانوے فی صدی جماعت ہمارے ساتھ ہے۔

(۳) وہ علی الاعلان کہہ رہے تھے۔ کہ مرکز سلسلہ اب ٹوٹ گیا۔ آئندہ کوئی شخص قادیان کا رخ نہیں کرے گا۔

(۴) وہ دعوےٰ کرتے تھے۔ کہ اب اسلام کا قادیان میں نام تک نہیں رہے گا۔ انہی میں ایک شخص تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ابھی دس سال نہیں گزریں گے۔ کہ یہ جگہ عیسائیوں کے قبضہ میں ہوگی۔

(۵) وہ ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ قادیان کی روح فاعلی نکل گئی۔ اب مرکز میں کوئی آدمی کام کے قابل نہیں رہا۔ زیادہ دن نہیں گزریں گے۔ کہ سب کام بند ہو جائیگا۔

(۶) وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اور خوش ہو کر کہتے تھے۔ چندہ بند ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ بھوکے مر جائیں گے۔ علی ہذا القیاس

غرض پھر نتیجہ کیا نکلا۔ جس خزانہ میں وہ تیرہ آنے کے پیسے چھوڑ کر گئے تھے۔ اس میں لاکھوں روپے داخل ہو گئے۔ اپنے آپ کو ننانوے فی صدی قرار دینے والے ایک فی صدی بن گئے۔ جس مرکز کے متعلق وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ ٹوٹ گیا ہے۔ اس نے میلوں میل تک اپنے دامن کو پھیلا دیا۔ اور دَورِ حاضرہ کی تمام ضروری ایجادات یعنی ریل۔ تار اور ٹیلیفون کا سلسلہ اس میں قائم ہو گیا۔ پھر وہی تعلیم الاسلام ہائی سکول جس کے بارے میں وہ کہتے تھے۔ کہ عیسائی لڑکے پڑھیں گے۔ احمدیت کے فرزندوں سے بھر گیا۔ اور ایسے نوجوان اس نے پیدا کئے جنہوں نے مرکز تثلیث میں جا کر عیسائیت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں۔ پھر وہ جنہیں اس بات پر ناز تھا۔ کہ وہی مرکز سلسلہ کا کام چلا رہے ہیں۔ ان کے نکلنے کے ساتھ ہی خدا نے بیسیوں کارکن جو نہایت روشن خیال اور مخلص ہیں۔ اپنے سلسلہ کو عنایت کئے۔ اور پہلے کارکنوں سے کئی گنے زیادہ کام کرنے والے خُدّام مل گئے۔ چندہ بھی آنے لگ گیا۔ اور اس سے بہت زیادہ آیا۔ جتنا ان لوگوں کو ملتا تھا۔ جو غیر احمدیوں کی خوشنودی کے لئے ان کی چوکھٹوں پر اپنی ناک رگڑتے تھے۔ سہ

ایک تنکے سے بھی بدتر تھی حقیقت میری
فضل نے اس کے بنایا مجھے شہتیروں سے

(از خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۸) نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ پر جماعت احمدیہ کا ثبات

آج ہماری جماعت کا بچہ بچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر نہایت راسخ عقیدہ رکھتا اور ہر میدان میں اندرونی بیرونی معاندین سے اس بات پر بحث کر سکتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے بدلائل قویہ یہ امر ثابت کر سکتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے نبی اور رسول تھے۔ مگر جانتے ہو۔ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ پر جماعت کو کس نے قائم کیا۔ یقیناً اس کا ایک ہی جواب ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے آقا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسئلہ العیاذ باللہ آپ نے ایجاد کیا۔ میں اس شخص کو ملعون خیال کرتا ہوں۔ جو یہ سمجھتا ہے۔ کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء اور آپ کی تعلیم کے خلاف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ جماعت میں پھیلایا۔ میں جو امر بیان کر رہا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ مگر آپ کی نبوت اور رسالت کا عقیدہ جماعت کے ایک حصہ کی نگاہ میں صحیح نہ تھا۔ اور وہ اس بات پر مصر تھا۔ کہ آپ کو نبی نہ کہا جائے۔ سلسلہ احمدیہ میں اس جزوی خرابی کے پیدا ہونے پر جس پاک انسان نے انتہائی اولوالعزمی کے ساتھ اس عقیدہ کو راسخ کیا۔ اور جماعت کے قلوب کو اس مسئلہ کے متعلق اطمینان اور سکینت سے لبریز کر دیا۔ وہ آپ ہی ہیں۔

(۹) کفر واسلام کے مسئلہ پر ثلج قلب

پھر آج کفر واسلام کا مسئلہ ایک طے شدہ حقیقت سمجھا جاتا ہے۔ اس کے تمام پہلو زیر بحث آچکے ہیں۔ اور کوئی امر ایسا نہیں۔ جو طبیعت میں خلجان پیدا کر سکے۔ جماعت اس امر کو پوری بصیرت اور روحانی شعور کے ساتھ سمجھ چکی ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا۔ گو نام کے لحاظ سے مسلمان کہلائیں۔ اور ہم انہیں مسلمان ہی کہیں۔ مگر اس وجہ سے کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے ایک نبی کا انکار کیا۔ کافر ہیں۔ مگر یہ کفر واسلام کا مسئلہ اور اسی طرح غیر احمدیوں کے جنازے کا مسئلہ آپ ہی کے عہدِ سعادت میں نمایاں رنگ میں جماعت کے سامنے پیش ہوئے۔ اور ایک خلجان اور بے چینی سے جماعت کے قلوب کو نکال کر آپ نے عظیم الشان احسان نسلِ احمدیت پر کیا۔

(۱۰) تحفظ مذاہب کا قانون

سنہ ۱۹۲۷ء میں حضور شملہ تشریف لے گئے۔ حضور کے قیام شملہ کا ایک کارنامہ تحفظ مذاہب کا قانون بھی ہے۔ آپ نے سب سے پہلے سنہ ۱۹۱۴ء میں اور پھر سنہ ۱۹۲۳ء میں گورنمنٹ کو توجہ دلائی۔ اور پھر اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء میں ایک مبسوط خط کے ذریعہ حضور نے وائسرائے ہند کو اس طرف متوجہ کیا۔ اسی سال پھر جبکہ ورتمان کے مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ تو ایک پوسٹر کے ذریعہ پبلک کو اس کے نقائص سے آگاہ کیا۔ اور گورنمنٹ سے نئے قانون کا مطالبہ کیا۔ جو گو ان تفاصیل کے ساتھ پاس نہ ہوا۔ جن کا ذکر حضور نے اپنے خط اور پوسٹر میں کیا تھا۔ تاہم شکر ہے۔ کہ یہ مطالبہ کسی حد تک پورا ہو گیا۔ اس کے علاوہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمات اسلام کے متعلق راجپال اور ورتمان کا مقدمہ ایک زبردست دلیل ہے۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا کرنے والے ہمارے امام ہی تھے۔ ورتمان کے کسی نامہ نگار نے جب ایک گندہ مضمون رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت لکھا۔ تو اس کے خلاف سب سے پہلے غیرت دکھانے والا انسان ہمارا امام تھا۔ جنہوں نے ایک پوسٹر اس کے خلاف شائع کیا۔ تو گورنمنٹ نے فوراً رسالہ مذکور کو ضبط کر لیا۔ اور ایڈیٹر و مضمون نگار کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا۔ اور قرار واقعی سزا دی۔ یہ سب واقعات ایسے ہیں۔ جن کے متعلق تمام ہندوستانی مسلم دنیا واقف ہے۔ اور سب کو اعتراف ہے۔ کہ اس وقت ان مشکلات میں جو خدمت امام جماعت احمدیہ نے کی۔ وہ بہت بےنظیر ہے۔

(۱۱) عالمگیر اخوت کی داغ بیل

پھر آپ کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے عالمگیر اخوت کی داغ بیل ڈال دی۔ دنیا میں ایک ہنگامہ بپا تھا۔ رسول عربی صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شانِ پاک میں نہایت گستاخانہ کتابیں لکھی جا رہی تھیں۔ قتل و خونریزی کے واقعات رونما ہو رہے تھے۔ اور امن اور چین دنیا سے مفقود تھا۔ تب آپ نے اللہ تعالیٰ کی تفہیم کے ماتحت یہ نہایت ہی کامیاب اصل دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کہ مسلمان سیرت النبی صلعم کے متعلق ہر سال جلسے منعقد کریں۔ جن میں علاوہ مسلمانوں کے غیر متعصب اور معزز غیر مسلم اصحاب سے بھی آپ کی شان بلند کے اعتراف میں لیکچر دلائے جائیں۔ اور جب یہ تحریک کامیاب ہو جائے۔ تو پھر ایک دن ایسا مقرر کیا جائے۔ جس میں ہندو مسلمانوں کے بزرگوں کی تعریف میں لیکچر دیں۔ تو مسلمان ہندوؤں کے بزرگوں کی تعریف میں۔ اور اس طرح ہر قوم بجائے اپنے اپنے بانی یا نبی اور اوتار کے دوسری قوموں کے مسلمہ پیشواؤں کے محاسن بیان کرے۔ اور مناقشات اور جھگڑوں کا سدِ باب کرے۔

آج دنیا اگر اس تحریک کی اہمیت کو نہیں سمجھتی۔ تو وہ معذور ہے۔ ایک کونپل جس نے تناور درخت بن کر اکناف عالم کے تھکے ماندوں کو اپنے سایہ تلے آرام دینا ہو۔ وہ ابتداء میں حقیر سمجھی جاتی ہے۔ اور اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ لیکن وقت گزر جاتا ہے۔ اور وہی چھوٹی سی کونپل کسی زمانہ میں عظیم الشان درخت بن کر ہزاروں لوگوں کے آرام کا موجب بن جاتی ہے۔ یہی حال اس تحریک کا ہے۔ ابھی یہ ایک مخفی رَو ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ مخفی رَو دنیا کی زبردست اصلاحی تحریکوں سے زیادہ شاندار اور زیادہ اعلےٰ نتائج رونما کرنے والی ہے۔

(۱۲) ارتداد ملکانہ

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارتدادِ ملکانہ کے دنوں میں حفاظت اسلام کے لئے ایک صیغہ انسدادِ ارتداد قائم کیا جہاں غیر مسلم مثلاً آریہ یا عیسائیوں کا مسلمانوں پر حملہ ہوتا۔ وہاں صیغہ ہذا کے کارکن پہنچتے۔ اور ارتداد کی رو کا مقابلہ کرتے۔ سب واقعات کا دہرانا تحصیل حاصل ہے۔ یہاں صرف ایک واقعہ کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ شدھی ملکانہ کا واقعہ ہے۔ جب شردھانند جی نے راجپوتانہ میں مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کیا۔ تو اکثر مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کو پکارا۔ کہ وہ کیوں اس موقعہ پر مدد نہیں کرتی۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اعلان کیا۔ کہ اگر تمام مسلمان ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اور ہمارے کاموں میں روڑے نہ اٹکائیں۔ تو ہم تیار ہیں۔ چنانچہ ہماری جماعت کے مجاہد اس میدان میں جا اترے۔ اور ایک ایک وقت میں وہاں تنو تنو مجاہد جن میں ہر طبقہ کے لوگ عالم۔ ڈاکٹر وکیل۔ ملازم۔ تاجر۔ رئیس وغیرہ شامل تھے۔ کام کرتے رہے۔ یہ علاقہ جس میں ہمارے مجاہدین کام کرتے تھے۔ علی گڑھ سے آگرہ تک شمالاً جنوباً اور فرخ آباد سے ریاست الور تک شرقاً غرباً پھیلا ہوا تھا۔ اس پر جماعت کا ہزاروں روپیہ خرچ کر کے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تمام مسلمانوں پر ایک عظیم الشان احسان کیا۔ چنانچہ اس وقت اخبارات نے اس کے متعلق بہت اچھے ریمارکس کئے۔ مثلاً اخبار مشرق ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء نے لکھا۔ "جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے۔ اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔"

(۱۳) مختلف ہیبت ناک فتن سے جماعت کی حفاظت

آپ کے عہد خلافت میں مختلف فتن پیدا ہوئے جیسے فتنہ مستریاں۔ فتنہ بابیاں۔ فتنہ احرار۔ فتنہ مصری۔ فتنہ منافقین۔ مگر آپ نے ان تمام فتن کا ایسا سختی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ کہ وہ جو کہتے تھے۔ کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ یا یہ کہ جماعت کے تمام اکابر ہمارے ساتھ ہیں۔ یا یہ کہ جماعت 95 فی صدی ہمارے ساتھ ہے۔ سب حسرت و اندوہ سے انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔

(۱۴) مختلف ممالک میں مشن

خلافت ثانیہ سے قبل انگلستان میں احمدیہ مشن قائم تھا۔ اور وہ بھی نہایت غربت کی حالت میں۔ لیکن حضور نے نہ صرف لنڈن مشن کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ بلکہ اور کئی ممالک میں مثلاً۔ ماریشس۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ مشرقی افریقہ۔ امریکہ۔ سماٹرا۔ جاوا۔ فلسطین۔ آسٹریلیا۔ ہنگری۔ روم۔ یوگوسلیویہ۔ سٹریٹ سیٹلمینٹس۔ چین۔ جاپان وغیرہ میں بھی باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہیں۔ اس کے علاوہ مصر۔ دمشق۔ بخارا۔ ہالینڈ اور ایران میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کا نام پہنچ چکا ہے۔ اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے روز افزوں ترقی پر ہے۔ آپ اور آپ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ الہام جو کہ آپ کو ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔ کہ "تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۴۳) پورا کر دکھایا۔

(۱۵) مرکزی دفاتر کا ایک اجمالی نقشہ

پھر جماعت کے نظام کو مضبوط کرنے کے لئے مرکزی کاموں کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مختلف شعبہ جات میں تقسیم کر دیا ہے۔ جو اپنے اپنے دائرہ میں نہایت نمایاں خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ ان شعبہ جات کا سرسری خاکہ حسب ذیل ہے۔

(۱) دفتر پرائیویٹ سکرٹری۔ (۲) دفتر ناظر اعلےٰ (۳) دفتر قضاء (۴) دفتر افتاء (۵) دفتر محاسب (۶) دفتر جائیداد (۷) دفتر آڈیٹر (۸) دفتر مقبرہ بہشتی (۹) دفتر تعمیر (۱۰) دفتر نظارت بیت المال (۱۱) دفتر نظارت تالیف و تصنیف۔ (۱۲) دفتر نظارت ضیافت (۱۳) دفتر نظارت تعلیم و تربیت (۱۴) دفتر نظارت امور عامہ (۱۵) دفتر نظارت امور خارجہ (۱۶) دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ (۱۷) نور ہاسپیٹل (۱۸) دفتر اخبار الفضل (۱۹) دفتر ریویو اردو (۲۰) دفتر ریویو انگریزی (۲۱) دفتر تحریک جدید (۲۲) دفتر امانت فنڈ۔

(۱۶) قادیان کی وسعت

پھر آپ ہی کے حکم سے قادیان میں مختلف محلہ جات قائم ہوئے۔ مہاجرین کی تعداد بڑھ گئی۔ آپ ہی کی کوششوں سے منارۃ المسیح تکمیل کو پہنچا۔ اور آپ ہی کے حکم سے مسجد اقصیٰ وغیرہ کی توسیع ہوئی۔

(۱۷) مجلس شوریٰ کا قیام

یہ بھی آپ ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ کہ اس سے پہلے جماعت اتنے منظم طریق سے مشورہ کے لئے قادیان نہ آتی تھی۔ لیکن آپ نے مجلس شوریٰ قائم کی۔ جس میں جماعتیں اپنے اپنے نمائندے بھیج کر صحیح مشورہ دیتی ہیں۔ اور پھر جو فیصلے اس مجلس میں ہوتے ہیں ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

(۱۸) جماعت کے چندے میں ترقی: پھر احمدیہ انجمنوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۳ء میں صرف 156 تھی۔ لیکن اب خدا کے فضل سے یہ تعداد 600 تک پہنچ گئی ہے۔ یہ انجمنیں نہ صرف ہندوستان کے ہر حصہ میں قائم ہیں۔ اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض سر انجام دے رہی ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے باہر بھی 20 کے قریب جماعتیں قائم ہیں۔ پھر آپ کی جدوجہد کی وجہ سے جماعت نے مالی قربانی میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں بیت المال کی خالص آمدنی 61000 روپے سالانہ تھی۔ مگر آج کئی لاکھ کا سالانہ بجٹ تیار ہوتا ہے۔ جو جماعت پورے اخلاص اور فدائیت کے ساتھ پورا کرتی ہے۔ پھر وصیت کی تحریک جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا۔ کہ "خدا چاہتا ہے۔ وہ کامل الایمان لوگ جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ انہیں ایک مقام پر جمع کرے۔" آپ نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ اور اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد خلافت اولیٰ تک صرف ۳۲۷ تھی۔ مگر آج چھ ہزار سے بھی اوپر جا چکی ہے۔

(۱۹) جماعت میں تنظیم

جماعت میں تنظیم پیدا کرنے کے لئے آپ نے اسکو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ بچوں اور نوجوانوں کے مجلس انصار اللہ۔ نیشنل لیگ۔ مجلس خدام الاحمدیہ وغیرہ بنائیں۔ تاکہ نوجوان آوارگی اور لہو و لعب سے محفوظ رہیں۔ اور تا ان میں صحیح قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ پھر عورتوں کی لجنات قائم کیں۔ جو خدا کے فضل سے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور مردوں میں امراء و پریذیڈنٹان اور سکرٹریان کے تقرر کا طریق ان کو منظم کئے ہوئے ہے۔

(۲۰) سیاسیات کے ضمن میں عام مسلمانوں کی راہنمائی

پھر سیاسیات کے ضمن میں آپ نے عام مسلمانوں کی ایسی صحیح طور پر راہنمائی کی ہے۔ کہ اب تک کوئی ایسی راہنمائی نہ کر سکا۔ مثلاً آپ نے نہرو رپورٹ پر تبصرہ کیا۔ اور سائمن کمیشن پر تبصرہ کیا۔ اس طرح آپ نے ایک کتاب "اسلام میں سیاسی مسئلہ کا حل" لکھ کر عام مسلمانوں پر ایک بہت بڑا احسان کیا۔

(۲۱) تحائف - آپ نے مختلف بادشاہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو مختلف تحائف دیئے۔ وہ تحائف کیا تھے۔ وہ تبلیغی کتابیں تھیں۔ جو ان کی خدمت میں پیش کی جاتی رہیں۔ مثلاً لارڈ اروِن کو تحفہ دیا گیا۔ اور امیر کابل کو جو تحفہ دیا گیا۔ وہ "دعوۃ الامیر" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر شہزادہ ویلز کو تحفہ دیا گیا۔ جو "تحفہ ویلز" کے نام سے شائع ہو چکا ہے پھر نظام حیدر آباد دکن کو تحفہ دیا گیا۔ جو "تحفۃ الملوک" کے نام سے موجود ہے۔

(۲۲) تحریک جدید

پھر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور عظیم الشان کارنامہ یہ ہے۔ کہ آپ نے تحریک جدید جاری فرما کر جماعت کا مقام روحانی لحاظ سے بہت بلند کر دیا۔ اور اس کے اندر ایسی روح پھونک دی۔ جو اسے ہر وقت جوش عمل سے معمور کئے ہوئے ہے۔ غرض حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے سینکڑوں کارنامے ہیں۔ جو نہ صرف جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ غیر مسلم دنیا بھر ان کی وجہ سے حضور کے زیر بار احسان ہے۔ مگر ان کی تطویل اور اوراقِ مضمون کی تنگ دامنی بزبانِ حال کہہ رہی ہے۔ ؎

دامانِ نگہ تنگ و گُلِ حسن تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

والسلام

(مرزا منور احمد "جامعہ" محلہ دار الرحمت قادیان

کمزور ایمان والوں کو انتباہ

(از حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

"تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں۔ کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی صفات کے مظہر بناؤ ...... کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو بھی دھوکا نہیں دے سکتا۔ پھر تم کسطرح خیال کر لیتے ہو۔ کہ خدا کو دھوکا دے لوگے؟ یہی وہ احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا۔ اور میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اب اس قسم کے کمزور لوگوں کو جو احمدیت میں رہ کر جماعت کو بدنام کرتے ہیں۔ زیادہ مہلت نہیں دی جا سکتی میں جماعت کو اس طرف لا رہا ہوں ...... غرض تحریک جدید کے دوسرے دَور میں جو سکیم نافذ کی جانے والی ہے۔ وہ نہایت ہی اہم ہے ...... میں دوستوں اور کارکن اصحاب کی واقفیت کے لئے جنہوں نے اس سلسلہ میں کام کرنا ہے۔ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ جہاں اس تحریک کے دوسرے حصوں میں زیادہ سختیاں کی جائیں گی۔ اور دوستوں سے زیادہ زور اور زیادہ جوش سے کام لیا جائے گا۔ وہاں میرا اس تحریک کے مالی حصہ کو ایک حد تک پیچھے ہٹانے کا ارادہ ہے۔"

فتنۂ احرار کا آغاز

(از شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر نائب مدیر الفضل)

چند سال ہوئے ہیں۔ کہ پنجاب کے بعض بیکار مگر عیار اشخاص نے جو اپنے کو مجلس احرار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے خلاف تمام صوبے میں ایک طوفان بے تمیزی بپا کر رکھا تھا۔ ان لوگوں کا دعوے تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کا وجود اسلام اور مسلمان دونوں کے لئے سخت مضر بلکہ مہلک ہے۔ اور وہ اسکو صفحۂ ہستی سے ناپید کر کے رہیں گے۔ جہاں تک ان کے اس دعوے کا تعلق ہے۔

یہ کوئی ایسی بات نہ تھی

جو کسی معاملہ فہم اور دور رس نگاہ رکھنے والے شخص کے نزدیک درخور اعتنا ہو۔ کیونکہ دنیا میں بے شمار ایسے بزرگ موجود ہیں۔ جو تمام دنیا کی بادشاہی کے مدعی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدائی کے دعویدار ہیں۔ اس لئے محض دعوے کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس پر کسی اظہار رائے کی ضرورت ہو۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جہالت زار ہند میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو معاملہ کی تہ کو پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ یا پہنچ نہیں سکتے۔ اور ان عیاروں کی چرب زبانی اور سحر بیانی نے ایسے سطحی نظر رکھنے والے اشخاص کو واقعی اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا۔ کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ کو مٹا دیں گے۔ اور جنت الحمقاء کے یہ مکیں اس بظاہر شیریں خواب کی تعبیر کے انتظار میں آنکھیں بند کر کے ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اور ان بندگانِ زر نے جلب منفعت اور حصول وجاہت کے لئے جو ہمرنگ زمین جال بچھا رکھا تھا۔ اس میں پھنس گئے تھے۔ اور بزعم خویش احمدیت کو مٹانے کے ثواب میں شریک ہونے کے لئے اپنے

گاڑھے پسینہ کی کمائی

ان لیڈروں کے قدموں پر نچھاور کرتے جا رہے تھے۔ اور اس امر پر غور کرنے کی کبھی بھی ضرورت نہ سمجھی کہ جو دلفریب دعاوی ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کے پورا ہونے کے امکانات کس قدر ہیں۔ اور کہاں تک گذشتہ واقعات اور حالات ان کے بروئے کار آنے کا یقین دلاتے ہیں۔ ہم دراصل مجلس احرار کے بلند بانگ دعاوی کی طرف اس لئے توجہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ایسے سادہ لوح اور فریب خوردہ بھائیوں کی آنکھوں سے دجل و فریب کا وہ پردہ اٹھ جائے۔ جو مجلس احرار کی شاطرانہ چالبازیوں اور عیارانہ پالیسیوں کی وجہ سے پڑ چکا ہے۔

ایسے تمام احباب کی خدمت میں ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس دعوے کے مالہٗ وما علیہ پر غور کریں۔ اور اس کے ہر پہلو پر نظر غائر ڈالنے کے بعد فیصلہ کریں۔ کہ اس کی حمایت میں ان کی قربانیاں ان کے لئے ان کی قوم کے لئے ان کے ملک کے لئے اور ان کے مذہب کے لئے کوئی مفید نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوئیں۔ یا محض رائیگاں ہی جا رہی ہیں۔ بلکہ الٹا ملتِ بیضا کے شیرازہ میں انتشار پیدا کر کے بدنصیب ہندوستانی مسلمانوں کو قعر مذلت میں گرانے والی ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ایک غیر احمدی کے نزدیک احمدیت کے مٹ جانے کا خواب نہایت شیریں ہے۔

مگر سوال یہ ہے

کہ یہ کبھی شرمندۂ تعبیر بھی ہو سکے گا۔ اگر احمدیت آج تک اپنے مخالفوں کے رحم پر زندہ رہی ہے۔ اگر وہ اس وجہ سے ترقی کرتی گئی ہے۔ کہ اسکو مٹانے کے لئے آج تک کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اگر اس کے وجود کا باعث یہ ہے۔ کہ مجلس احرار کے اراکین جیسے لوگوں نے کمال مہربانی اور ذرہ نوازی سے کام لیتے ہوئے اسے زندہ رہنے کی اجازت دی۔ تو بے شک آج اس کو مٹانے کے مشن میں کامیابی کی کوئی امید ہو سکتی ہے۔ اور مجلس احرار کے حامیوں کا حق ہے۔ کہ وہ اسے پوری طرح امداد دیں۔

لیکن اگر

یہ امر واقعہ ہے

کہ ہم نے اس قسم کے چیلنجوں میں ہی پرورش پائی ہے۔ ہم تلواروں کے سایہ اور پتھروں کی بارش میں بڑھے اور پھُولے پھلے ہیں۔ پھر نہ صرف ہندوستان بلکہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے علماء کہلانے والوں نے جن کو عامۃ المسلمین کی پوری پوری حمایت اور تائید حاصل تھی۔ اس پودے کو اُس وقت مٹانے کے لئے تمام حربے جو انسانی طاقت میں ہیں۔ استعمال کئے۔ جب یہ ابھی شگوفہ ہی تھا۔ پبلک کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے کفر کے سخت فتوے ہمارے خلاف دیئے گئے! اور ہر وہ شرمناک سلوک جو جاہل مسلمانوں کے نزدیک اسلام نے کفار کے لئے جائز رکھا ہے۔ ہم سے کیا گیا۔ اور نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ ان کے ساتھ ہندوؤں۔ عیسائیوں اور دیگر ادیانِ باطلہ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مشن میں ناکام رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اور اس راہ میں جائز و ناجائز۔ سچ اور جھوٹ۔ دیانت اور بے ایمانی کی تمیز بھی اڑا دی۔ احمدیوں کو ان کی جائیدادوں سے محروم کر دیا گیا۔ بیوی بچوں کو زبردستی جدا کر دیا گیا۔ شدید ترین قسم کا بائیکاٹ کیا گیا۔ بہت بُری طرح ذلت و رسوا کیا گیا۔ مارا پیٹا گیا۔ جھوٹے مقدمات میں مبتلا کر کے پریشان کیا گیا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بالکل

جھوٹے مقدمات

بنا کر آپ کو ذلیل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ اور ان کوششوں میں مسلم و غیر مسلم دنیا متحد ہو گئی۔ اور پھر سب سے آخر احمدیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ پتھروں کی بوچھاڑ کر کے اور طرح طرح کے عذاب دیکر ان کی جانیں لی گئیں۔ مجلس احرار جیسی ہزاروں انجمنیں معرضِ وجود میں آئیں۔ اور اگر حساب کیا جائے۔ تو بلا مبالغہ کروڑوں روپیہ مسلمانوں سے اسی آڑ میں ہتیا کر ہضم کر گئیں۔ لاتعداد کتابیں رسالے اور گند سے بھرے ہوئے اشتہار و ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ غرضیکہ احمدیت کے ننھے پودے کو جڑ سے اکھیڑنے کے لئے تمام طاغوتی طاقتوں نے مل کر زور مارا۔ اور مخالفت کی تیز و تند آندھیاں ایسی تیز و تند کہ جن کو دیکھ کر ایک ظاہر بین آنکھ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتی۔ کہ اس کے آگے بڑے بڑے پہاڑ بھی نہ ٹھہر سکیں گے۔ اس پھوٹنے والی نرم و نازک کونپل کو ذرہ بھر بھی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اور ان مخالفتوں کے طوفانوں میں تلواروں کے سایہ اور پتھروں کی بارشوں میں یہ پودا بڑھتا گیا۔ اور بڑھتا گیا۔ اور بڑھتا گیا۔ اور اس قدر سرعت سے بڑھتا گیا۔ کہ آج اس پر نصف صدی کا عرصہ بھی پورا نہیں گذرا۔ کہ

مولوی ظفر علی خاں

ایسے مخالف و معاند احمدیت کو حقیقت نے اس اعتراف کرنے پر مجبور کر دیا۔ کہ

"احمدیت ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اور اسکی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں"۔ اور کہ "آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں۔ کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کوئنٹ اور دیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ غلام احمدؑ قادیانی کی (معاذ اللہ) خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کرکے ایمان لے آئے ہیں"۔ (زمیندار ۹ر اکتوبر ۳۳ء)

میں ان سادہ لوح مسلمان بھائیوں کے اس جذبہ کی قدر کرتا ہوں۔ کہ وہ جس چیز کو ناحق سمجھتے ہیں۔ اسے مٹانے کے لئے قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ نہایت اخلاص بھرے دل سے عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنے اس رویہ پر ان حقائق کی روشنی میں غور کریں۔ کہ اگر یہ امر واقعہ ہے۔ کہ مجلس احرار کے ارکان سے ہزار ہا گنا زیادہ علم و اثر رکھنے والے حتیٰ کہ مکہ و مدینہ کے تقدس سے استفادہ کا حق رکھنے والے۔ اور ان سے بہت زیادہ مخلص اور بے نفسی سے کام کرنے والے۔ ان سے زیادہ ایثار پیشہ اور قربانی سے کام کرنے والے اور اپنی زندگیوں کو اس مشن کے لئے کلیتہً وقف کر دینے والے

پچاس سال

کے عرصہ میں انتہائی کوششوں کے باوجود احمدیت کی ترقی کو روک نہ سکے۔ اس کی ترقی میں اور اس کے عروج میں اتنا بھی رکاوٹ پیدا نہ کر سکے۔ جو ایک تنکا طوفان کی راہ میں کر سکتا ہے۔ اور ان سب کی سرگرم مساعی کے باوجود آج وہ ننھا پودا جسے اللہ تعالےٰ نے صرف نصف صدی پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ لگایا تھا۔ بقول مولوی ظفر علی خاں اتنا "تناور درخت" بن چکا ہے۔ کہ ایک طرف اس کی شاخیں چین میں پہنچ چکی ہیں۔ اور دوسری طرف یورپ میں۔ تو آج یہ مجلس احرار کے ارباب خمسہ اس "تناور درخت" کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

احرار کے فدائیوں کے لئے یہ سوال گہری فکر کا محتاج ہے۔ کہ احمدیت کے ننھے پودے کو وہ لوگ کوئی معمولی نقصان پہنچانا تو کجا اسکی ترقی میں معمولی سی روک بھی پیدا نہ کر سکے۔ جن کا تفصیلاً میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اور جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ اور ان سے زیادہ ایثار پیشہ و قربانی کرنے والے تھے۔ ان سے بہت زیادہ صاحب علم و اثر تھے۔ تو یہ بیچارے

کس باغ کی مولی

اور کس کھیت کے بتھوے ہیں۔ ان لوگوں سے جن کی علمی حیثیت یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کی ایک سطر بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ جن کا نصب العین کا ملاً سیاسی ہے۔ اور جو کامل آزادی کے حصول کے لئے اپنی سرگرمیوں کو وقف کر دینے کا بار ہا اعلان کر چکے ہیں۔ اور حتیٰ کہ "مجاہد" اخبار میں اس کا اظہار بھی ہو چکا ہے۔ جن کی اخلاقی زندگیوں کا مرقع ہر شخص کی زبان پر ہے۔ جن کا جامۂ اعمال تار تار ہے۔ اور جن کا کیریکٹر آج گلی کوچہ میں رسوا ہو رہا ہے۔ وہ اگر آج احمدیت کے تناور درخت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کا ادعا لے کر آپ کے سامنے آئیں۔ تو آپ سمجھ لیں۔ کہ یہ دھوکا اور فریب ہے۔ اور اس آڑ میں آپ سے وصول کیا ہوا روپیہ ان کے لئے کوٹھیاں تو بنوا سکتا ہے۔ انہیں مرغن اور مقوی اغذیہ کھلا سکتا ہے۔ گرمیوں کے موسم میں جب ان کو روپیہ دینے والے غریب کڑکتی اور چلچلاتی دھوپ میں ننگے بدن سڑ رہے ہوتے ہیں۔ ان کو پہاڑوں پر دادِ عیش و نشاط دینے کے سامان فراہم کر سکتا ہے۔ مگر اس شیریں خواب کی تعبیر کبھی نہیں دکھا سکتا۔ جو دراصل اس قدر سخت قربانی کا موجب بنی ہے۔

اچھی طرح یاد رکھو

کہ وہ خدا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالکل اکیلے ہونے کی حالت میں باوجود مخالفین کی سر توڑ کوششوں اور شرارتوں کے اتنی بڑی جماعت جس کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور جو دنیا کے سب ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ عطا کر سکتا ہے۔ وہ اس جماعت کو اپنی حفاظت اور ترقی کی طاقت بھی بخش سکتا ہے۔ ان بیچاروں کی ہستی ہی کیا ہے۔ اور ان کے دعوے حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جو اپنے اعمال کی شامت کے باعث ذلت و ادبار کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں جنہیں حوادث زمانہ کا ہر جھونکا پامال شدہ تنکوں کی طرح اڑائے پھرتا ہے۔ اور جو خدا اور رسول کے بدترین دشمنوں کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنی زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔ ان سے دریافت کرو۔ کہ آخر وہ کونسا طریق ہے۔ جس سے وہ احمدیت کو مٹا دیں گے۔ اور جو آج تک ہمارے خلاف استعمال نہیں کیا گیا۔ وہ ہر شہر اور ہر قصبہ میں کانفرنسیں کرتے رہے۔ مگر اس عظیم الشان جماعت کو مٹانے کا کونسا بینظیر پروگرام تھا۔ جو انہوں نے پیش کیا۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ سوائے اس کے

ان کے پاس کچھ نہیں

کہ احمدیوں کا بائیکاٹ کردو۔ ان سے لین دین نہ کرو۔ ان کے حقوق ادا نہ کرو۔ ان کے بیوی بچے ان سے چھین لو۔ ان کو تنگ کرو۔ مارو پیٹو۔ فصلیں تباہ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے۔ کہ ان سب خباثتوں کو یہ لوگ اسلام کی طرف منسوب کرکے لوگوں کو ان پر آمادہ کرتے۔ اور اس طرح اسلام کے صاف اور پاکیزہ چہرے کو میلا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہی ان کا سب سے بڑا پروگرام تھا۔ لیکن خدارا کوئی ان سے پوچھے۔ کہ اس کا کونسا جزء ہے۔ جو پچاس سال سے ہمارے خلاف زیر عمل نہیں رہا۔ اور جب وہ اتنے طویل عرصہ تک ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ اور اس کے باوجود ہم ترقی کرتے گئے۔ تو آج اس میں کیا جدت پیدا ہو چکی ہے۔ جو وہ ہمیں ملیامیٹ کر سکے گا۔ پس یہ خیال غلط اور بالکل غلط ہے۔ کہ مجلس احرار یا کوئی مجلس یا حکومت بلکہ سب حکومتیں ملکر بھی ہمیں مٹا سکتی ہیں۔

دنیا کی تاریخ

سے کوئی ایک تو ایسی صداقت پیش کرو۔ جسے مٹانے کے لئے تمام طاغوتی طاقتوں نے اکٹھے ہو کر زور نہ مارا ہو۔ حق کے حاملین کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا نہ کیا گیا ہو۔ ان کا کاملاً بائیکاٹ نہ کیا ہو۔ اور ان پر عافیت تنگ نہ کی گئی ہو۔ پھر کوئی ایک مثال ہی ایسی پیش کرو۔ کہ ایسا کرنے والے باوجود ہر قسم کی طاقت و شوکت رکھنے کے چند ایک غریب اور بادی النظر میں معمولی حیثیت رکھنے والوں کے مقابلہ میں خائب و خاسر اور ناکام و نامراد نہ ہوئے ہوں۔ کونسا نبی اور مامور ایسا گذرا ہے۔ جس کے مقابلہ میں مخالفین نے تمام وہ حربے استعمال نہ کئے۔ جن سے آج ہم کو ڈرایا جا رہا ہے۔ مگر انجام پر نظر ڈالو۔ کہ کس طرح ایسے ایسے منصوبے کرنے والے ذلیل و خوار ہوئے۔ پھر کیا آج ہمیں ڈرانے والے انہیں لوگوں کی اولاد نہیں۔ جو تمام حربے استعمال کرنے کے باوجود احمدیت کی ترقی و کامیابی کو روک نہ سکے۔

یہ صحیح ہے۔ کہ ہمارے مخالفوں کی کثرت ہے۔ اور انہیں اپنی کثرت پر ناز ہے۔ لیکن ہم اس کثرت سے خائف ہونے والے نہیں۔ بلکہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ جس طرح بھیڑوں کی کثرت

شیر کے مقابلہ میں

اور کوّوں کی کثرت باز کے مقابلہ میں بے کار ہے۔ اسی طرح ان کی کثرت ہمارے مقابلہ میں بے کار ہے۔ بھلا جو لوگ اپنی جان و مال خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کر دینا اپنی انتہائی خوش قسمتی سمجھتے ہوں۔ ان کے مقابلہ میں دنیا کے کیڑوں اور لمحہ بہ لمحہ رنگ بدلنے والے گرگٹوں کی ہستی ہی کیا ہے۔ پس ہم مجلس احرار سے ببانگ دہل کہتے ہیں۔ کہ پھر آؤ۔ اور وہ تمام حربے استعمال کرلو۔ جو انبیاءؑ کی جماعتوں کے مقابلہ میں آج تک استعمال ہوتے رہے ہیں۔ پھر دیکھو۔ خدا تعالےٰ کس کی تائید میں ہے۔ اور کسے ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ تکالیف اور مصائب روحانی جماعتوں کی ترقی کا موجب ہؤا کرتی ہیں۔ اسیئے جتنا بھی زیادہ ہمیں دبانے کی کوشش کی جائے گی۔ ہم خدا کے فضل سے اتنا ہی اُبھریں گے ہمیں وہ ظلم اور سفاکیاں یاد ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اولین صحابہ رضؓ پر روا رکھی گئیں۔

موجودہ زمانہ کے ظالم

ہزار شقی القلب سہی۔ لیکن ان کی قساوت قلبی قریشِ مکہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر یہ ان کے جانشین بن کر ان کی یاد تازہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو یاد رکھیں ہمارا ایمان ہے کہ جماعت احمدیہ مثیل صحابہ کرام ہے۔ اس لئے جب تک اللہ تعالےٰ کا منشا رہو گا۔ ہم اس طرح احرار کے مظالم برداشت کریں گے۔ جس طرح صحابہ رضؓ نے قریش کے مظالم برداشت کئے۔ لیکن اُنہی کی طرح جب مشیتِ ایزدی کے ماتحت ہمیں مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا پڑا تو اس لحاظ سے بھی ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے صحابہ رضؓ کا پورا پورا نمونہ بن کر دکھائیں گے اور اس کی توفیق سے وہی صحابہؓ والی قربانیاں آج بھی دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی۔

ہمیں تسلیم ہے۔ کہ دنیا میں ہمارا کوئی خیر خواہ نہیں۔ حکومت بھی بوجہ اس کے کہ ہماری اقلیت ہے۔ ہماری حفاظت کے متعلق اپنی تمام ذمہ واریوں کو کما حقہٗ ادا نہیں کرتی۔ لیکن ہمارا تکیہ صرف خدا پر ہے۔ غیر اللہ پر تکیہ کرنا ہمارے نزدیک سلب ایمان کا موجب ہے۔ ہمیں ان ظالموں اور سفاکوں سے۔ بچانے والی وہی قادر مطلق ہستی ہے۔ جس نے ابراہیمؑ کو نمرود سے بچایا۔ جس نے موسیٰؑ کو فرعون کے پنجہ سے نجات دی۔ جس نے مسیحؑ کو یہودیوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھا۔ جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قریش کے منصوبوں کو ناکام کیا۔ اور بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو باوجود انتہائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمزوری اور بے کسی کے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی عطا فرمائی۔

مجلس احرار

کے اس دعوے کے بعد مختصراً ان کے اس زعم باطل کی بھی حقیقت ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ اسلام کی حفاظت کے ٹھیکیدار اور اور اغیار کی دست برد اور یورش سے اسے محفوظ رکھنے کے ذمہ وار ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ اسلام کی دشمن ہے۔ لیکن کوئی رکن احرار یا ان کا کوئی یار غار وفادار عاشق زار ہمیں یا دنیا کو بتلا سکتا ہے۔ کہ اس بارہ میں انہوں نے کیا کیا ہے۔ اگر صرف دعوے کر دینا ہی کافی ہے۔ تو بے شک مجلس احرار اسلام کی محافظ ہے۔ لیکن اگر دنیا میں عمل کی بھی ضرورت ہے۔ تو کوئی بتائے۔ کہ خدمت و حفاظت اسلام کے لئے احرار نے آج تک کیا کیا؟ کون درد مند مسلمان اس حقیقت سے آشنا نہیں۔ کہ فی زمانہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ستودہ صفات اور قرآن کریم پر ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرف سے ہزارہا اعتراض ہو رہے ہیں۔ اور بے شمار لٹریچر صداقت اسلام کو مشتبہ کرنے کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ پھر مغرب زدہ مسلم نوجوانوں میں بھی

الحاد و دہریت

کی رَو پھیلتی جا رہی ہے۔ وہ اسلام کی تعلیم سے غافل اور اسکی حکمتوں سے ناآشنا محض ہیں۔ ان کے دلوں میں اسلام اور اسکی تعلیم سے کوئی وابستگی باقی نہیں۔ دینی تعلیم کو وہ بے ضرورت سمجھتے ہیں۔ مگر کیا مجلس احرار اس کے مقابل پر اپنے کارناموں کی کوئی فہرست پیش کر سکتی ہے؟ کیا وہ کوئی ایسا لٹریچر پیش کر سکتی ہے؟ کوئی ایسی کتاب۔ رسالہ یا بدرجہ اقل کوئی ٹریکٹ یا اشتہار ہی دکھا سکتی ہے جو اس نے اسلام کے خلاف اس خطرناک طوفان کے مقابلہ میں شائع کیا ہو؟ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ وہ "خون کے پیاسے" اور "مذہبی ڈاکو" ایسے لچر اور واہیات ناول تو شائع کر سکتی ہے۔ جو نوجوانوں کے اخلاق کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اور اس کے بزرگوں کو گالیاں دینے اور ان پر جھوٹے الزامات کی تشہیر کے لئے "احسان" اور "مجاہد" جاری کر سکتی ہے۔ لیکن اگر نہیں کر سکتی۔ تو کسی عیسائی یا ہندو کی

معترضانہ تصنیف

کا جواب نہیں دے سکتی۔ نور افشاں۔ آریہ گزٹ پرکاشش۔ آریہ مسافر۔ آریہ ویر اور ایسے صدہا اخبار اور رسائل میں اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے کوئی اخبار یا رسالہ جاری نہیں کر سکتی۔ مسلم نوجوانوں کی تربیت و تعلیم کے لئے اور ان کو اسلامی احکام کی فلاسفی سمجھانے کے لئے کوئی کتاب یا رسالہ شائع نہیں کر سکتی۔ ان کی دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں کر سکتی۔ انہیں قرآن شریف اور حدیث سے واقف کرنے کی کوئی تدبیر نہیں کر سکتی۔ بلکہ میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہوں گا۔ کہ اس کے ارکان خود قرآن شریف پڑھنے کا کوئی انتظام نہیں کر سکتے۔

وہ لاہور سے

آوارہ گردوں کی لاریاں

بھر کر سیالکوٹ کے جلسہ کی رونق بڑھانے کے لئے جانے پر خرچ کر سکتے ہیں۔ کشمیر پر چڑھائی کر سکتے ہیں۔ حجاز میں وفد بھجوا سکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک گھوم سکتے ہیں۔ مگر وائے حسرت کہ ان کو اگر توفیق نہیں ملتی۔ تو اسکی کہ ایک مبلغ بھی کسی کفرستان میں بھیج سکیں۔

ان اسلام کے نمائندگان کو کبھی یہ خیال نہیں آتا۔ کہ یورپ میں تبلیغ اسلام ضروری ہے۔ یہ تو ان سے ہو سکتا ہے۔ کہ غیر ممالک میں احمدیت کے خلاف جذبات نفرت پیدا کر دیں۔ مگر عبرت کا مقام ہے۔ کہ اسلام کو کسی غیر مسلم کے سامنے پیش کرنے کی توفیق اللہ تعالےٰ ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیتا۔

پھر میں حیران ہوں۔ کہ یہ لوگ اسلام کے علمبردار بن کر دنیا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرنے میں

کوئی شرم محسوس نہیں کرتے

میں یہاں اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے

جماعت احمدیہ

کو تبلیغ واشاعت و حفاظت اسلام کے لئے مخصوص کیا ہے۔ اور اسکی توفیق سے وہ یہ خدمت ادا کر رہی ہے۔ ابھی گذشتہ چند سال کے عرصہ میں ایک درجن سے زیادہ نوجوان جن میں ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی اور مولوی فاضل ہیں۔ بغیر کسی معاوضہ کے محض اسلام کی اشاعت کی غرض سے غیر ممالک کو جا چکے ہیں۔ اور ابھی بہت سے تیار ہیں۔ مگر ان مسلمانوں کی جن کی مجلس احرار نمائندہ ہے۔ یہ حالت ہے۔ کہ معقول سے معقول تنخواہ دینے کے باوجود کوئی ایک نوجوان بھی اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ ہؤا۔ انبالہ میں ایک

"جمیعۃ مرکزیہ تبلیغ اسلام"

قائم ہوئی تھی۔ جو معلوم نہیں اب زندہ ہے یا مر گئی ہے۔ اس کے منتظم صاحب نے زمیندار ۲۵ جولائی ۱۹۳۰ء میں لکھا تھا۔ کہ "مبلغ کی ضرورت کے لئے اخبارات میں اشتہارات شائع کئے گئے۔ جن کی اجرت ادا کی گئی۔ لیکن اشتہارات کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ایک بھی درخواست موصول نہ ہوئی۔ مجبوراً دوبارہ اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ اس اشتہار پر کچھ درخواستیں آئیں۔ جن میں سے ایک بنگالی مولوی صاحب کو جو ایم۔ اے تھے۔ کام کے قابل سمجھا گیا۔ انہیں سات سو روپیہ پیشگی اور چالیس روپے کتب کے لئے دیئے گئے۔ مگر کام کرنے کی بجائے انہوں نے کسی گمنام جگہ پر بیٹھ کر جمیعۃ کو نوٹس دینے شروع کر دیئے۔ جن میں ایک سال کی تنخواہ بحساب دو سو روپے ماہوار کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور جمیعۃ کا سات سو روپیہ نقد اور چالیس روپیہ کی کتب کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ جمیعۃ اپنے خرچ پر مبلغ بھیجنے کے لئے تیار تھی۔ مگر کیا کیا جائے۔ کہ کوئی مسلمان اس اللہ کے کام پر تیار نہیں ہوتا۔ بڑی مشکل سے جو ایک تیار ہؤا۔ تو اس نے عجیب و غریب طریقے اختیار کئے۔ اللہ کی راہ میں حفاظت و تبلیغ اسلام کے لئے کوئی مسلمان گھر سے باہر قدم نہیں نکالنا چاہتا۔ حالانکہ معقول تنخواہ اور سفر خرچ دیا جاتا ہے"۔

دیکھ لو! یہ ہیں احرار اور اس کے جاں نثار اور احمدیت کے نادان دشمنوں کے کارنامے اور حمایت اسلام و حفاظت ملت خیر الانام کے مدعیان کے دلوں کا درد اور اسلام کی حفاظت و تبلیغ کا جوش۔ اور احرار کے عروج کی سرگذشت۔ سہ

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

آگے احرار کا عبرتناک انجام بھی ملاحظہ فرمالیں۔

احرار کا عبرتناک انجام
اور
صداقت احمدیت کا ایک عظیم الشان نشان

جماعت احمدیہ کے خلاف جس زمانہ میں احرار نے شورش بپا کر رکھی تھی۔ جس کا ذکر کسی قدر گذشتہ مضمون میں ہو چکا ہے۔ اسکی یاد ابھی تک دلوں سے محو نہیں ہوئی۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ وہ کس طرح پنجاب بلکہ سارے ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے۔ تمام ملک میں ان کا طوطی بول رہا تھا۔ ہر طرف اس تحریک کا چرچا تھا۔ ہر شخص کی زبان پر اسی کا نام تھا۔ اور اس سے زیادہ وقیع۔ زیادہ فعّال زیادہ منظم اور زیادہ ایثار پیشہ مجلس کوئی نہیں سمجھی جاتی تھی۔ وہ علی الاعلان ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ مجلس ہونے کی مدعی تھی۔ اور مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو اسکی اس حیثیت کے قائل نہ تھے۔ یہ جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ کہ اس سے اختلاف کریں۔ ہزاروں لاکھوں ایسے شرفاء اور نیک طینت مسلمانوں میں موجود تھے۔ جو اسکی فحاشی اور سبّابی کو تہ دل سے نفرت کرتے۔ اور اس تحریک کے وجود کو انسانیت اور شرافت کے لئے باعث صد ننگ و عار یقین کرتے تھے۔ مگر ان کو یہ جرأت نہ تھی۔ کہ کوئی ایک جملہ بھی ان کے خلاف زبان سے نکالیں۔ جگہ جگہ تبلیغی کانفرنسیں منعقد ہو رہی تھیں۔ جن میں انسانوں کا دریا امنڈ آکر آجاتا تھا۔ ان کی آواز پر ہر طرف سے لبیک کی صدا بلند ہوتی تھی۔ روپیہ پیسہ کی کمی نہ تھی۔ ریل پیل ہو رہی تھی۔ پانچوں گھی میں تھیں۔ "امیر شریعت" "صدر احرار" اور دیگر ارکان مجلس کو لوگ سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ اور جہاں جی چاہتا۔ آتے جاتے۔ اور جو منہ میں آتا کہہ گذرتے تھے۔ ان کو یہ احساس تک نہ ہوتا تھا۔ کہ کوئی ان کو ٹوک سکتا۔ یا ان پر حرف گیری کر سکتا۔ ان کے کہنے پر مسلمان احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ ہمارے مُردوں کو قبرستان میں دفن ہونے میں مزاحمت ہوتی تھی۔ کاروبار کو خراب کیا جاتا۔ اور جائیدادوں کو نقصان پہنچایا جاتا۔ ہمارے لئے جلسوں کا انعقاد بے حد مشکل کر دیا گیا تھا۔ ہر طرف ایک شورش اور مخالفت کا طوفان بپا تھا۔

مسلمانوں میں اپنا اس قدر اثر ورسوخ پیدا کرنے سے احرار کا جو منشا تھا۔ اور جس کا وہ علے الاعلان بارہا اظہار کر چکے تھے۔ یہ تھا۔ کہ جدید دستور کے ماتحت انتخابات میں کامیابی حاصل کی جائے۔ پنجاب اسمبلی پر قبضہ کیا جائے۔ اور پھر احمدیوں پر زندگی اجیرن کرنے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں تک ممکن ہو۔ قانونی امداد اور حاکمانہ اقتدار سے مدد لی جائے۔ اور اپنی کامیابی کا ان کوتاہ بین لوگوں کو اس قدر یقین تھا کہ باخبر حلقوں میں یہ خبر مشہور تھی۔ کہ وزارت کی ترتیب بھی ہو چکی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان کا اس غلط فہمی میں مبتلا ہونا تو کوئی غیر معمولی بات ہی نہیں۔ عام حالات پر نظر رکھنے والا ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آئندہ انتخابات میں صرف وہی شخص کامیاب ہو سکے گا۔ جو احرار کے ٹکٹ پر کھڑا ہوگا۔

احراری اپنی اس کامیابی پر بے حد نازاں اور پھولے نہ سماتے تھے۔ اور ان کے وہ مخالفین جن کا خدا تعالے پر ایمان نہ تھا۔ ان سے مرعوب ہو رہے تھے۔ لیکن کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ کہ ان کا یہ عروج و اقبال اور شان و شوکت اس واسطے ترقی پر ہے۔ کہ اللہ تعالے اپنے عاجز بندوں اور اپنے سلسلہ کے لئے

ایک عظیم الشان نشان

ظاہر کرنے کے اسباب پیدا کر رہا تھا۔ خدا تعالیٰ انہیں اس قدر بلندی اس قدر ترقی پر لے جا کر گرانا چاہتا تھا۔ کہ جو ہر ایک کو نظر آئے۔ ان کی ترقی اور ان کی کامیابی در اصل حقیقی نہ تھی۔ بلکہ محض وقتی اور عارضی تھی۔ جس کا مقصد ان کی ذلت و رسوائی کی اہمیت کو ظاہر کرنا تھا۔ ان پر سہ

من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

کی مثل صادق آ رہی تھی۔ وہ اپنے شاندار مستقبل کے خواب شیریں کے مزے لے رہے تھے۔ وہ لوگ جو معمولی ملانوں کے ہاں پیدا ہو کر عسرت کی حالت میں جوان ہوئے تھے۔ گو آج کئی کئی مکانوں کے مالک بن چکے تھے۔ لیکن اس پر قانع نہ تھے۔ بلکہ بہت ہی قریب زمانہ میں ایوانِ حکومت میں وزارت کی مسند پر متمکن ہونے کے خیال میں مگن تھے۔ لیکن اللہ تعالے صداقت کی علمبردار اور دین متین کی حامل جماعت کی تائید و نصرت کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ اور بتانا چاہتا تھا کہ یہ وہ پودا نہیں۔ جسے بادِ مخالف کوئی ضرر پہنچا سکے۔ یا جسے کوئی زبردست سے زبردست آندھی ہلا سکے۔

احرار کے جھنڈے تلے

بالعموم مسلمان ہمارے خلاف جمع ہو چکے تھے حکومت کے بعض ذمہ وار اور با اختیار افسر ان کے ساتھ سازش میں شریک تھے۔ اور عملی طور پر ان کے ہاتھ مضبوط کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ غیر اقوام بھی ان کی پشت پناہی کر رہی تھیں۔ اور دنیا ان کی کامیابی۔ ترقی اور عروج پر انگشت بدنداں تھی۔ کہ یکایک نقشہ بدلا۔ اور ایک ایسا انقلاب آیا۔ جو احرار کے لئے پیغام موت ثابت ہوا۔ جماعت احمدیہ کے مقدس امام نے جو اپنی جماعت کے ساتھ ظاہری اسباب کی کمی کے باوجود نہایت کامیابی کے ساتھ اس فتنہ کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے متعلق ان کا ہر حربہ ناکام کر رہے تھے۔ اور پھر اس کے ساتھ اپنی کمزوری۔ بے بسی۔ عجز اور بے سروسامانی کا اقرار کرتے ہوئے خدا تعالے کے حضور گڑگڑا رہے تھے۔ اور اس قادر مطلق اور حیّ و قیوم ہستی سے امداد طلب کر رہے تھے۔ اچانک ایک خطبہ میں پورے جلال کے ساتھ یہ اعلان فرمایا۔ کہ

مَیں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین کو نکلتے دیکھتا ہوں

یہ اعلان کیا تھا۔ گویا احرار کی موت کے وارنٹ پر دستخط تھے۔ ابھی ایک مہینہ نہ گذرا تھا۔ کہ یہ نشان اپنی پوری شوکت کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور حالات نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ بمصداق سہ

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

چند ہی روز بعد ان کی پہلی حالت کا تصور بھی مشکل نظر آنے لگا۔ وہی احراری لیڈر جو ہر جگہ جا دھمکتے اور ہر شہر و ہر قصبہ میں ہمارے خلاف زہر چکانی کرتے پھرتے تھے۔ انہیں گھروں سے نکلنا دو بھر ہو گیا۔ ان کے لئے کسی شہر یا قصبہ میں جلسہ کرنا ناممکن ہو گیا۔ کجا یہ کہ بڑی بڑی سٹیجیں ان کے لئے تیار کی جاتی تھیں۔ جن پر کھڑے ہو کر وہ گرجا کرتے تھے۔ اور کجا یہ کہ مسلمان اس بات کو گوارا ہی نہ کرتے تھے۔ کہ احرار کے نام سے کہیں کوئی جلسہ ہو۔ اور اگر کہیں یہ قسمت کے مارے کوئی انتظام کرتے بھی۔ تو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے انہیں اپنی عزت بلکہ جان تک بچا کر لے جانا مشکل ہو جاتا۔ ابھی وہ عبرتناک واقعات ہر شخص کے ذہن میں تازہ ہیں۔ کہ جب احراری لیڈروں میں سے کسی کی شلوار کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ اور کسی کی قمیص کی۔ آہ کس قدر

عبرتناک نظارہ

تھا۔ کہ وہی ہاتھ جو ان لوگوں پر پھولوں کی بارش کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ وہ ان "بزرگوں" پر کوڑا کرکٹ پھینکنا اور غلاظت ڈالنا بہت بڑی قومی خدمت اور کار ثواب یقین کرنے لگے۔ احراری لیڈر مارے مارے پھرتے تھے۔ کہ کہیں اپنے قدم جما سکیں۔ لیکن زمین ان کے پاؤں کے نیچے سے نکل چکی تھی۔ اور آج تک نکلی ہوئی ہے۔ گو یہ نام ابھی تک سننے میں آتا ہے۔ مگر یہ محض اس نشان کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ حقیقتاً احرار مٹ چکے۔ تباہ ہو چکے۔ اور موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ ان کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہیں۔ آج نہ ان کا وہ جاہ و جلال ہے۔ اور نہ شان و شوکت۔ اور ہر جگہ ان کا یہی حال ہو رہا ہے۔ کہ سہ

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

انتخابات کے میدان

میں یہ لوگ داخل تو ہوئے۔ مگر یہ ان کی ذلت کو انتہا تک پہنچانے والا قدم تھا۔ کجا یہ کہ اکثریت ان کی ہونی تھی۔ اور کجا یہ کہ خود صدر احرار اپنے وطن میں ایک غیر معروف اور نوعمر نوجوان سے بہت بری طرح ہار گئے۔ ان کا مد مقابل جسے احمدیوں کی تائید حاصل تھی۔ کامیاب ہوا۔ کھسیانی بلی کی طرح جناب نے اپنے حریف کا کھمبا نوچنے کی کوشش کی۔ اور عذرداری کی۔ لیکن جب خدا تعالے کسی کو ذلیل کرنا چاہے۔ تو ہر قدم اس کا ذلت کی طرف ہی اٹھتا ہے۔ چنانچہ یہ عذرداری بھی ذلت میں اضافہ کا موجب ہی ثابت ہوئی۔ پھر ایک ضمنی انتخاب میں آپ نے حصہ لیا۔ اور اس میں بھی ناکام و نامراد ہوئے۔

غرضیکہ احرار کا انجام اس قدر واضح۔ اس قدر بیّن اور اس قدر عبرتناک ہے۔ کہ اس پر کسی لمبے چوڑے تبصرہ کی احتیاج نہیں۔ یہ ابھی کل کی بات ہے۔ اور ہر شہر و ہر قصبہ

احرار کی تصویر

جو صداقت ہے وہی رکھتی ہے شمشیر کا رنگ

(از نتیجۂ فکر جناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب منظور بھیروی منیجر شفاخانہ دلپذیر قادیان)

جب مقابل ہوا الحق کی تنویر کا رنگ
اڑ گیا سارا ہی احرار کی تصویر کا رنگ

آج بتلاؤ فتح کس کی ہے اغلبہ کس کا
کیسا نکھرا ہے اولوالعزم جہانگیر کا رنگ

جانتا کون تھا انجام یہ تھی کس کی نظر
رنگ لایا ہے جو مظلومیٔ شبیر کا رنگ

دیکھ لیتے ہیں بصیرت سے بصیرت والے
جو بھی ہوتا ہے خداوند کی تعزیر کا رنگ

کس طرح پاؤں کے نیچے سے زمیں نکلی ہے
دیکھو مظلوم کی خاموشی کی تاثیر کا رنگ

نام محمود تو جو کام ہے وہ بھی محمود
اسکی تحریر کا ہو رنگ کہ تقریر کا رنگ

اور دیکھے گی ابھی دنیا نے دیکھا کیا ہے
یہ تو ہے نیم سا اک نیم شبی تیر کا رنگ

کرنا چاہا تھا مخالف نے ذلیل و رسوا
بڑھ گیا اور مری عزت و توقیر کا رنگ

جھوٹ کیا چیز ہے اور اسکی حقیقت کیا ہے
جو صداقت ہے وہی رکھتی ہے شمشیر کا رنگ

میری تلوار دلائل ہیں نشانہ دل ہیں
ہے محبت ہی محبت مری تسخیر کا رنگ

ہے شرافت سے انہیں عار شرارت سے پیار
یہ ہے احرار کے اسلام کی تفسیر کا رنگ

خواب آتے تھے جنہیں ہم کو مٹا دینے کے
ان پہ سب کھل گیا ان خوابوں کی تعبیر کا رنگ

رنگ اللہ کا ہے کون مٹا سکتا ہے
میرے آقا میرے مرشد کا میرے پیر کا رنگ

اور ابھرتا ہے کوئی جتنا مٹانا چاہے
ہے زمانے سے نرالا میری تقدیر کا رنگ

ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں مخالف سارے
ایک ہی ہوتا ہے انذار کا تبشیر کا رنگ

میں تو وہ ہوں نہ کبھی چوکا نشانہ جس کا
کیوں نہ پھر فق ہو مرے سامنے نخچیر کا رنگ

میں خطا کار مگر بندۂ غفار بھی ہوں
وہ اڑا دیتا ہے ہر ایک خطاگیر کا رنگ

نام احرار کا پر کام تو سرکار کا تھا
کچا ہی نکلا مگر ساروں کی تدبیر کا رنگ

اہل پیغام بھی ہو لیتے ہیں ہر ایک کے ساتھ
ہاتھ میں جس کے کبھی دیکھتے ہیں کھیر کا رنگ

میرے محمود کو حاصل ہے مقام محمود
ہے عبث دنیا کے سب مکروں کا تزویر کا رنگ

آج کچھ ہو گئی منظور کے دم سے رونق
چھا گیا بزم پہ کیا شاعرِ دلگیر کا رنگ

بلکہ ہر گاؤں میں اس عظیم الشان عمارت کے کھنڈرات اس کے شاندار ماضی پر نوحہ کر رہے اور زبانِ حال سے

صداقت احمدیت

کا اعلان کر رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا یہ ایک اتنا زبردست نشان ہے۔ کہ یہ ممکن نہیں۔ کوئی شخص اس پر غور کرے۔ اور پھر وہ اس بات کا قائل نہ ہو۔ کہ یہ سلسلہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور اسکی تائید و نصرت اسے حاصل ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے صادق ہونے کی ایک واضح دلیل ہے۔ جس کا ذکر تاریخ احمدیت کا ایک نہایت اہم باب ہوگا۔ اور چونکہ اسکی تفاصیل میں اس وقت جانا ممکن نہیں۔ اس لئے مجمل طور پر اس کا تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ کہ تحریک جدید جو الٰہی منشاء کے ماتحت جاری ہوئی۔ اس کا باعث احرار کا فتنہ تھا۔ جو بمصداق اس مصرع کے ؎

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما درد باشد

جماعت احمدیہ کے لئے خیر ثابت ہوگیا

شربت "جان بہار"

یہ شربت بہار کے کیف آفریں و عطر آگیں پھولوں کی روح اور خوش رنگ و روح پرور پھلوں کا شیریں رس ہے نہایت قیمتی و صحت بہ آغوش ادویہ کا مرکب اور ترقی یافتہ سائنٹیفک طریقہ دواسازی کا اعلیٰ نمونہ ہے موسم بہار اور موسم گرما میں اس کے استعمال سے آپ صحت کا بیمہ کرا لیں گے۔ اور کشمیر کی گلپوش وادیوں۔ سیلون کے دلکشا ساحلوں اور مدھوبن کے شباب پرور مرغزاروں کے سنہرے خواب دیکھنے لگیں گے۔ موسم گرما کا یہ بےنظیر تحفہ اعلیٰ درجہ کا مفرح مقوی قلب و دماغ اور خوش ذائقہ ہے یہ حدت خون اور غیر ضروری پیاس کو کم کرتا اور دل کی گھبراہٹ اور دھڑکن کو دور کرتا ہے۔ یہ دھوپ اور لو کے مہلک اثر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور ہلکے ہلکے بخار کے لئے نفع بخش ہے۔ پھوڑے پھنسیوں کے لئے مفید اور سوزش پیشاب اور جلن وغیرہ کیلئے اکسیر ہے۔ گرمیوں میں ننھے بچوں کی پیاس اور دست آنے کی شکایت میں مفید ثابت ہوا ہے۔ نسوانی امراض اختلاج۔ ہول دل۔ درد سر وغیرہ کیلئے بیحد مفید ہے۔ بوڑھوں کی لاٹھی اور جوانوں کی تلوار ہے شربت "جان بہار" کے استعمال سے زندگی کی لذتوں میں اضافہ کیجئے قوی دل۔ صحت مند دماغ۔ آزاد روح اور یاقوت کی طرح سرخ خون کے مالک بن کر مناظر و مظاہر حیات سے ایک نیا سرور ایک نئی مسرت حاصل کیجئے۔ شربت جان بہار ایک پیام حیات و نشاط ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

نوٹ:۔ ایام مشاورت کے لئے ایک شاخ اس دواخانہ کی قادیان میں ہوگی جہاں سے یہ شربت اور بعض دیگر مفید ادویہ مل سکیں گی۔ ملنے کا پتہ:۔ ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل۔ لال کنواں دہلی۔

تحریک جدید کی اہمیت اور اسکا مقصد

تمدنِ اسلامی کا قیام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل قادیان)

گلشنِ احمد بنا ہے مسکنِ بادِ صبا ✲ جسکی تحریکوں سے سنتا ہے بشر گفتار یار

دنیا میں انسانی نفوس کی تربیت و اصلاح کرنا۔ اور ان میں اخلاق فاضلہ کا پیدا کرنا ایک بڑا اہم کام ہے۔ اور یہ ایک ایسا مقدس فرض ہے جس کی بنیاد ایک کامل اور پاکیزہ نمونہ پر مبنی ہوتی ہے۔ محض زبانی تقریر یا کاغذی تحریر سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ بڑی بڑی زوردار تقریریں جن کے اثر اور خوش الحانی سے سننے والوں پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جائے۔ ایسے ہی بڑی بڑی مبسوط اور رنگین تحریریں جن کے پڑھنے سے انسان پر ایک کیف کی حالت وارد ہو جائے۔ یہ سب چیزیں اس وقت تک ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا نہیں کر سکتیں۔ جب تک ان کے ساتھ ایک کامل باعمل اور زندہ نمونہ موجود نہ ہو۔

اس اہم مقصد کی تکمیل کے لئے ایک مسیحی نفس اور برگزیدہ انسان کی ضرورت ہے۔ جس کے ہونٹوں کی ایک جنبش دین سے بے بہرہ اور ساکن فضاء میں ایک ارتعاش پیدا کر دے۔ اور جس کے ہاتھ کا ایک ادنیٰ سا اشارہ دہریت اور مادیت کے سمندر میں ایک تلاطم بپا کر سکے۔ بیسیوں پُرزور تقریریں اور تحریریں وہ تغیر پیدا نہیں کر سکتیں۔ جو ایک مقدس انسان اپنے ایک اشارہ سے پیدا کر دیتا ہے۔ اس زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کی حالت نہایت درجہ جمود اور غفلت کی تھی۔ اسلامی احکام اور شریعت کا احترام دل سے مٹ چکا تھا۔ مادیت اور دہریت کی عام رَو نے ان پر یورش کر رکھی تھی۔ اور اس سے مغلوب ہو کر یہ اسلامی تہذیب و تمدن سے کوسوں دور جا پڑے تھے۔ اور بظاہر حالات ان کی اصلاح کی دوبارہ کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا۔ ان کی بے دینی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ ایسے زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اس نے اپنا ایک برگزیدہ انسان اس مقدس ترین فرض کی ادائیگی کے لئے مامور کیا۔ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء اور اس زمانہ کا موعود مسیح اس لئے مبعوث کیا گیا۔ تاکہ اسلامی شریعت اور قرآن مجید کی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کرائے۔ اور لوگوں میں ایمان اخلاص قربانی ایثار۔ اخوت۔ زہد۔ تقویٰ۔ عزم و ثبات اور عفت و عصمت جیسے اخلاق فاضلہ پیدا کر کے ایک زبردست تغیر بپا کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"زمین بگڑ گئی۔ اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا۔ ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے۔ لیکن دل اس سے پھر گئے۔ اس لئے خدا نے کہا۔ کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ زمین مر گئی۔ یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے۔ گویا مر گئے۔ کیونکہ خدا کا چہرہ ان سے چھپ گیا۔ اور گذشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہو گئے۔ سو خدا نے ارادہ کیا۔ کہ وہ نئی زمین و نیا آسمان بناوے" (کشتی نوح)

یہ عظیم الشان انقلاب جس کے ذریعہ سے نفوس انسانی کی حالت کو کلی طور پر بدل ڈالنا ہے۔ ایک نہایت اہم امر ہے۔ اتنے بڑے کام کی تکمیل کے لئے اسی کے مناسب حال قربانیوں کی بھی ضرورت ہے۔ تحریری اور تقریری۔ مالی اور جانی زبردست قربانیوں کے بغیر یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مقدس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے "تحریک جدید" کی سکیم کو جاری فرمایا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کے سامنے۔ سادہ زندگی۔ تبلیغ ریزرو فنڈ پچیس لاکھ روپیہ۔ وقف رخصت برائے تبلیغ۔ انسداد بے کاری۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔ لڑکوں کو دینی تعلیم دلانا۔ پنشنرز کا خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا تمدن اسلام کا قیام۔ دعا اور اس قسم کے انیس 19 اہم مطالبات پیش کئے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی پیش کردہ تحریک جدید ایک نہایت بابرکت سکیم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور اسکی نصرت سے قائم کی گئی ہے۔

چنانچہ حضور اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"میں اللہ تعالےٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں۔ کہ یہ کام اسی کا ہے۔ اور میں صرف اس کا حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں۔ مگر حکم اس کا ہے۔"

تحریک جدید کے ان مطالبات پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اگر ہم ان مطالبات پر سچے دل اور خلوص نیت سے کاربند ہو جائیں۔ اور اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق بنا لیں۔ تو اللہ تعالےٰ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑا روحانی تغیر پیدا کر دے گا۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے۔ کہ گذشتہ چند سالوں میں ہی اس تحریک کے نتائج نہایت بابرکت ثابت ہوئے ہیں۔ اور دشمنوں تک نے بھی اس تحریک کی فضیلت اور برتری کا اقرار کیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت میں اسکی وجہ سے اخلاص۔ ایثار۔ قربانی۔ علو ہمت اور استقلال وغیرہ میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ تبلیغ اور اعلائے کلمۃ اللہ کا عظیم الشان اور حیران کن کام اس کے ذریعہ سے معرض ظہور میں آیا ہے۔ بہت سے بیرونی ممالک میں مجاہدین کا اپنے اخراجات یا نہایت قلیل گذارہ اور سفر خرچ پر جانا اور وہاں پر خدا تعالیٰ کے دین کی منادی کرنا اس تھوڑے سے عرصہ میں وسیع پیمانہ پر ہوا ہے۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ "تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" بہت شان و شوکت کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔

پس تحریک جدید کے نتیجہ میں یہ نمایاں کامیابی اور ترقی ایسی حالت میں ہوئی ہے۔ جبکہ ابھی اس تحریک کی ابتدا تھی۔ اور جماعت کے سارے لوگ اسکی اہمیت سے کما حقہ، واقف بھی نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اگر ساری جماعت یا اس کا ایک بہت بڑا حصہ اس تحریک کو سمجھ کر اس پر گامزن ہو جائے۔ تو بہت تھوڑے عرصہ میں وہ حقیقی انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ جس کے قیام کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔

مضمون کے آخر میں ایک بات خصوصیت کے ساتھ احباب کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ ہے "اسلامی تمدن" کا قیام۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد کسی نئی شریعت یا نئے دین کا اجرار نہ تھی نہ ہی آپ کسی نئے مذہب کو دنیا میں لے کر آئے تھے۔ بلکہ آپ کی بعثت کی غرض صرف اور صرف اسلامی شریعت کا احیاء تھی۔ تاکہ اسلام کے فراموش شدہ تمدن کو دوبارہ دنیا میں رائج کیا جائے۔ اور اسکی مٹی ہوئی تہذیب کو ازسرِ نو زندہ کر کے لوگوں کو اس سے روشناس کرایا جائے۔ آج مغربی تہذیب و تمدن کا زہریلا اثر اس سرعت کے ساتھ قوموں پر چھا گیا ہے۔ کہ ہماری اصلی تہذیب نظر ہی نہیں آتی۔ نوجوان مغربی تمدن کی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں۔ اور اس کے خطرناک عواقب سے کلیتہً لاپرواہ اور غافل ہیں۔ پس ایسی حالت میں اسلامی تمدن کا قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ قوم مغربی تہذیب کی تباہی سے بچ جاوے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"تحریک جدید کی دوسرے دَور کی تحریک سے میری غرض یہی ہے۔ کہ ہم دنیا میں اسلامی تعلیم کو قائم کریں۔ اسلامی تعلیم اس وقت مٹی ہوئی ہے۔ اور ہم یہ کہکر اپنے دل کو خوش کر لیتے ہیں۔ کہ اس کا قیام حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھنے والی باتیں بہت تھوڑی ہیں۔ اور ان کا دائرہ بہت ہی محدود ہے۔ باقی زیادہ تر ایسی ہیں۔ کہ ہم حکومت کے بغیر بھی ان کو رائج کر سکتے ہیں"۔

اسی طرح ایک خطبہ جمعہ میں حضور فرماتے ہیں کہ "لوگوں سے اقرار لئے جائیں۔ کہ وہ آئندہ اسلامی تمدن اور تہذیب کے مطابق عمل کریں گے اور جہاں تک حکومت کا قانون ان کو اجازت دیتا ہے۔ تمدنی۔ معاشی۔ معاشرتی اور دوسرے معاملات میں اسلامی تعلیم کو رائج کریں گے"۔

پس حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے پیشِ نظر ضروری ہے۔ کہ ہم تمدن اسلام کے قیام کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ہمارے معاملات۔ تعلقات۔ کھانا۔ پینا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا غرض ہر کام خواہ وہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتا ہو۔ یا حقوق العباد سے۔ اسلامی شریعت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اور جن جن امور میں موجودہ مروجہ قانون ہمارے راستہ میں روک نہیں بنتا ان میں اسلامی تمدن کو اختیار کریں کیونکہ ایک زندہ رہنے والی اور ترقی یافتہ قوم اپنے تمدن کو بھی زندہ کر دیتی ہے۔ اور وہ دوسروں کی تہذیب کے دست نگر نہیں رہتی۔ پس اٹھو اور کوشش کرو۔ کیونکہ ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

تحریک جدید کے مطالبات

(از ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل قادیان)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کی ترقی کے لئے جو تحریک جدید کو جاری فرمایا ہے۔ اس کے مطالبات اتنے اہم اور نتیجہ خیز ہیں۔ کہ جن پر پورے طور پر عمل کرنے سے تھوڑے عرصہ میں ہی جماعت کی حالت بدل سکتی ہے۔ یہ تحریک کوئی معمولی امر نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے القا شدہ تحریک ہے۔ جس پر کاربند ہونے سے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان تیار ہو سکتا ہے۔ دنیا میں آج قومیں زندہ رہنے کی جد و جہد میں مصروف ہیں۔ وہ اپنے مستقبل کو شاندار اور کامیاب بنانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں۔ مگر انہیں اس کے لئے کوئی کامل رہنما نہیں ملتا۔ وہ ایک مقصد کے حصول کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ مگر اس تک پہنچانے کا سیدھا راستہ انہیں نصیب نہیں ہوتا۔

لیکن جماعت احمدیہ کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس بارہ میں کوئی کشمکش نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسے ایک ایسا مطہر امام عطا کیا ہے۔ جو اپنی جماعت کی کامل رہنمائی اور رہبری کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی تائیدات اس پاکباز امام کو حاصل ہیں۔ اور وہ اس سیدھے اور صحیح راستہ سے بخوبی آگاہ ہے۔ جس پر گامزن ہو کر جماعت اپنے منتہائے مقصود کو حاصل کر سکتی ہے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہم اسکی مجوزہ سکیم پر پورے طور سے کاربند ہوں۔ اور اسکی کامل فرمانبرداری کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے ان انعاموں کے جلد وارث بنیں۔ جو اس نے اپنی جماعت کے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔ پس تحریک جدید ایک ایسا نظام ہے۔ جس کی پابندی سے ہم اپنے مدعا کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس کے عامل بن کر نہایت آسانی سے بسرعت تمام ہر ایک کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کے مطالبات کو پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) سادہ زندگی۔ روٹی کے ساتھ صرف ایک سالن استعمال کرنا۔ البتہ دعوت و مہمان کے اعزاز میں زائد کھانوں کی اجازت ہے۔ احمدی مہمان میزبان کو دو سالن پکانے پر مجبور نہ کرے۔ بعض طبائع کھانے کے بعد کسی میٹھی چیز کی عادی ہوتی ہیں۔ انہیں اسکی اجازت ہے۔ عید کے موقع اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور جمعہ کے دن بھی ایک سے زیادہ کھانا تیار کیا جا سکتا ہے۔ لباس میں بھی سادگی اختیار کی جائے۔ اور ضرورت سے زیادہ کپڑے نہ بنوائے جائیں۔ عورتیں محض پسند آنے پر کپڑا نہ خریدیں۔ اور گوٹا کناری فیتہ بھی ..... نہ خریدیں۔ نئے زیورات نہ بنائیں۔ احمدی حکیم اور ڈاکٹروں سے علاج کرایا جائے۔ اور وہ سستے نسخے تجویز کریں۔ قیمتی دواؤں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ کوئی احمدی سینما۔ سرکس۔ تھیئٹر غرض کوئی تماشا نہ دیکھے۔ اور نہ کسی کو دکھائے۔ ہاں سرکاری ملازمین بعض تقریبوں پر مجبور ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ میں زیورات و پارچات کی زیادتی نہ کی جائے۔ لڑکی کو نقدی کی صورت میں دے دو۔ بیرونی احباب جلسہ سالانہ و مجلس مشاورت کے موقعہ پر قادیان کے دوکانداروں سے اشیاء خریدیں۔ اور دوکاندار بھی اپنی چیزوں کی قیمت کم رکھیں۔

(۲) امانت فنڈ۔ جماعت کے مخلص احباب اپنی آمد کا $\frac{1}{5}$ سے $\frac{1}{3}$ حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لئے تین سال تک بیت المال میں بطور امانت جمع کرائیں۔ یہ روپیہ میعاد مقررہ کے بعد انہیں نقد یا بصورتِ جائیداد واپس ہوگا۔

(۳) مخالفین کے گندے لٹریچر کے جواب کے لئے روپیہ اور آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔ اس نظام کے لئے ایک کمیٹی ہوگی۔ ..... یہ کمیٹی تجارتی اصول پر کام کرے گی۔

(۴) تبلیغ بیرونِ ہند۔ غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے ہر نئے ملک میں دو دو مبلغ جائیں۔ جن میں ایک انگریزی دان اور دوسرا عربی دان ہو۔ یہ مبلغین اول تو خود اپنے خرچ پر جائیں۔ اور اگر اسکی استطاعت نہ ہو۔ تو انہیں صرف کرایہ اور چھ ماہ کا معمولی خرچ دیا جائے گا۔ اس عرصہ میں وہاں کی زبان سیکھ کر گذارہ کی کوئی صورت پیدا کریں۔ اور تبلیغ بھی کریں۔ سلسلہ کا لٹریچر اس ملک کی زبان میں چھپوا کر پھیلائیں۔ اور وہاں کے تاجروں اور احمدی تاجروں کے درمیان تعلق قائم کرائیں۔

(۵) ایک خاص سکیم میرے ذہن میں ہے۔ جس میں سو روپیہ ماہوار خرچ ہوگا۔ اس کے لئے

خدا کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت

(حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی)

ہستی پہ ہے دلیل خدا کی یہ بے نظیر — یعنی وہ ذات پاک ہے علّام اور خبیر
ناداں دشمنوں نے بہت شور و شر کیا — جس وقت فوت ہو گیا پہلا پسر بشیر
تب قبل از ولادتِ محمود خوش صفات — وحیِ خدا کا آ کے لگا دشمنوں کو تیر
"اک دوسرا بشیر دیا جائیگا تجھے" — آزردہ اپنے دل میں نہ ہو اے مرے نذیر
کاموں میں اپنے ہوگا اولوالعزم وہ پسر — احسان اور حُسن میں ہوگا ترا نظیر
وہ صاحبِ شکوہ بھی ہوگا شکیل بھی — فرزندِ ارجمند گرامی و دلپذیر
قومیں سب اس سے پائیں گی برکت جہان میں — اسکی طفیل ہوں گے رہا سینکڑوں اسیر
ہوگا علومِ ظاہری و باطنی سے پُر — یعنی بہت ذہین و ذکی فاضل و دبیر
وہ تین بھائیوں کو بنا دیگا آ کے چار — ہوگا خدا کا شیر وہ۔ پر دیکھنے میں شیر
ہوگا خلافت اور امارت کو اس پہ ناز — جانیں گے جو حقیر اسے ہونگے خود حقیر
محمود نام مصلح موعود ہے خطاب — ہوگا وہ میرِ قافلہ اور پیرِ دستگیر
الہام جس صفائی سے پورا ہُوا سلیم — مسرور دیکھ کر ہے اسے ہر جوان و پیر
یہ معجزہ خدا نے دکھایا ہے اس لئے — تا یہ ثبوت ہو کہ وہ خالق ہے اور قدیر
ایسی کریم ذات بسیجی صفات پر
الزام جو لگاتا ہے واللہ ہے شریر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بارہ سو روپیہ درکار ہے۔ دوست اس میں حصہ لیں۔

(۶) چند نوجوان انٹرنس یا مولوی فاضل اپنے آپ کو وقف کریں۔ جو سائیکلوں کے ذریعہ پنجاب کی تبلیغی سروے کریں۔ اور اشاعت سلسلہ کے لئے مرکز میں رپورٹیں بھجوائیں۔ کہ کس علاقہ کے لوگوں پر کس طرح اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ کون کون با اثر لوگوں کو تبلیغ کی جائے۔ جن سے احمدیت کی اشاعت میں مدد مل سکے۔ اور کن کن احمدیوں کے کہاں کہاں رشتہ دار ہیں۔ تاکہ انہیں وہاں بھیج کر تبلیغ کرائی جائے۔ ان وقف کنندگان کو پندرہ روپیہ ماہوار گذارہ ملے گا۔ ان کا اصل کام تبلیغ نہیں۔ بلکہ تبلیغ کے لئے میدان صاف کرنا ہے۔

(۷) سرکاری ملازم اپنی تین ماہ کی رخصت جمع کر کے سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ تاکہ جہاں جہاں احمدی جماعتیں نہیں ہیں۔ انہیں بھیجا جائے۔ اور وہ اسی جگہ نئی جماعت تیار کریں۔ یہ لوگ اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے۔ ہاں انہیں اس قدر دور نہیں بھیجا جائیگا۔ کہ سفر خرچ برداشت کرنا مشکل ہو۔

(۸) ایسے نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں۔ جن کو خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ ہو۔ وہ تین سال تک اپنی زندگیاں وقف کریں۔ بعض کو ہندوستان میں اور بعض کو بیرون ہند تبلیغ کے لئے بھیجا جائے گا۔

(۹) بعض ملازموں کو تین ماہ کی چھٹیاں نہیں ملتیں۔ یہ اپنی موسمی رخصتیں اور جن چھٹیوں کا حق حاصل ہے۔ وقف کریں۔ ایسے دوستوں کو قریب کے علاقوں میں تبلیغ کے لئے لگا دیا جائے گا۔ دین کی تبلیغ کے لئے مولوی فاضل یا انٹرنس کی ضرورت نہیں۔ یہ شرائط غیر ممالک کے لئے ضروری ہیں۔ ورنہ بعض پرائمری پاس بھی اچھی طرح تبلیغ کر سکتے ہیں۔ زمیندار بھی اپنی فصل کے خالی دنوں کو وقف کر سکتے ہیں۔

(۱۰) صاحب پوزیشن لوگ یعنی ڈاکٹر۔ وکلاء اور دیگر عہدیدار اپنے تئیں پیش کریں۔ تا ان کو بھی جلسوں وغیرہ پر تبلیغ کے لئے بھیجا جائے۔

(۱۱) پچیس لاکھ ریزرو فنڈ جمع کیا جائے۔ اگر یہ جمع ہو جائے۔ تو اس سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ جسے ہم تبلیغ میں صرف کر سکتے ہیں۔ اسلام کی تبلیغ دوسرے مسلمانوں پر بھی فرض ہے۔ اس لئے اگر تبلیغ اسلام کے کام کے لئے ان سے بھی مدد لی جائے۔ تو حرج نہیں۔ اگر یہ رقم جمع ہو جائے تو تبلیغ کا کام بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے ہنگامی کام سرانجام پا سکتے ہیں۔

(۱۲) ایسے دوست جو اپنی ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ یا پنشن یافتہ ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کریں۔ تاکہ ان کے سپرد سلسلہ کا کوئی کام کیا جائے۔ اور اس طرح کام میں سہولت پیدا ہو۔

(۱۳) باہر کے دوست اپنے بچوں کو قادیان کے ہائی سکول یا مدرسہ احمدیہ میں سے جس میں چاہیں تعلیم کے لئے بھیجیں۔ تاکہ ان کی دینوی تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ہو۔ ایسے لوگ اپنے بچوں کو پیش کریں۔ جو اس بات کا اختیار دیں۔ کہ ان بچوں کو ایک خاص رنگ اور خاص طرز میں رکھا جائے۔ تا ان کی مذہبی تربیت کا پورا انتظام ہو

(۱۴) بعض صاحب حیثیت لوگ جو اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے ہیں۔ وہ بجائے اس کے کہ بچوں کے منشاء اور خواہش کے مطابق ان کے متعلق فیصلہ کریں۔ ان کے مستقبل کو سلسلہ کے لئے پیش کر دیں۔ ان کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ جو ان بچوں کو تعلیمی مشورہ دے گی تاکہ انہیں مختلف صیغہ جات میں ملازمتیں مل سکیں۔

(۱۵) بے کار باہر نکل جائیں۔ وہ نوجوان جو گھروں میں بے کار بیٹھے ہیں۔ وہ اپنے وطن سے باہر نکل کر کام کریں۔ خواہ کوئی کام ہی کیوں نہ ہو۔ وہ دوسرے ممالک میں جا کر روزی پیدا کریں۔ یا ہندوستان ہی میں دوسری جگہ جا کر اپنا ذریعہ معاش بنائیں۔ یہ نوجوان اپنے والدین کو اطلاع کر کے جائیں۔

(۱۶) جماعت کے دوست اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ یہ ذلت نہیں۔ بلکہ عزت ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا چاہیئے۔ اور یہ احساس مٹا دینا چاہیئے۔ کہ فلاں آقا ہے۔ اور فلاں مزدور۔

(۱۷) جو لوگ بیکار ہیں۔ وہ بیکار نہ رہیں۔ اگر وہ اپنے وطنوں سے باہر نہیں جاتے۔ تو چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی انہیں مل سکے۔ وہ کر لیں۔ اخبار اور کتابیں بیچنے لگ جائیں۔ ریزرو فنڈ کے لئے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیں۔

(۱۸) قادیان میں مکان بنانا۔ باہر کے دوست قادیان میں مکان بنانے کی کوشش کریں۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں لوگ مکان بنا چکے ہیں۔ مگر ابھی تک بہت گنجائش ہے۔ جوں جوں قادیان میں احمدیوں کی آبادی بڑھیگی۔ ہمارا مرکز بڑھیگا۔

(۱۹) دعا۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ہمیں اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ ہماری فتح ظاہری سامانوں سے نہیں۔ بلکہ باطنی سامانوں سے ہوگی۔ اگر ہمارے دلوں میں حقیقی ایمان پیدا ہو جائے۔ اور ہم صرف خدا کے ہو جائیں۔ تو ساری دنیا کو فتح کر لینا بھی کچھ مشکل نہیں۔

ان مطالبات کے علاوہ تحریک جدید کے دوسرے دور میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ اہم مقصد بیان فرمایا ہے۔ کہ اسلامی تہذیب اور تمدن کو قائم کیا جائے اور اعلیٰ اخلاق دیانت۔ امانت اور سچ کی پابندی کی جائے۔ نوجوانوں کو خاص طور پر ان امور کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت جلد سے جلد حاصل ہو۔ اور جماعت احمدیہ اس مدعا کو حاصل کرے۔ جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ مطالبات نہایت درجہ اہم ہیں۔ اور ان کی پابندی سے ہم بام ترقی پر پہنچ سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے انعاموں کے وارث بن سکتے ہیں۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

(۱) جس قدر رقم پہلے جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہنچ سکتا ہے

(۲) بے شک چندہ اختیاری ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے

(۳) دشمن اپنے سارے لاؤ لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔

(۴) قربانی ہی ایک راہ ہے۔ جس سے لوگ اپنے خدا تک پہنچے ہیں۔ اور موت ہی وہ رستہ ہے جو ہمیں اپنے محبوب تک پہنچاتا ہے۔

(۵) آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرتے۔ بلکہ اور قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

(۶) اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے۔ تو یاد رکھیں۔ کہ اخراجات کی زیادتی کی ذمہ واری زیادہ تر آپ پر ہی ہے۔ سلسلہ کی ذمہ واری دوسرے نمبر پر نہیں۔ بلکہ پہلے نمبر پر ہے۔

(۷) آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے۔ جن سے آپ لوگوں کو خاموش کرا سکیں۔ بلکہ ان سے جو قیامت کے دن خدا کے سامنے پیش کر سکیں۔

(۸) ایک وقت تھا۔ جب ہندوستان قربانی سے خالی تھا۔ اس وقت آپ کی قربانی بڑی نظر آتی تھی۔ اب ہندوستان میں قربانی کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ اور دوسری اقوام سے زیادہ قربانی کئے بغیر آپ سرخرو نہیں ہو سکتے (۹) وہ شخص جو اس بات کی انتظار میں رہتا ہے۔ کہ دوسرا مجھے تحریک کرے۔ وہ اپنے ایمان کا فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے۔ نہ کہ دوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا۔

(۱۰) وہ شخص جو اپنے نفس کے لئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا منہ وہی دیکھتا ہے۔ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے (۱۱) شاید دشمن ہماری کمزوری کو دیکھ کر پھر حملہ آور ہوا ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے بتا دیں۔ کہ اسکی امید وہم سے زیادہ نہیں۔ (۱۲) یہ مت خیال کرو۔ کہ تم امتحان میں پڑ گئے۔ یہ تو ابھی امتحان کی تیاری ہے۔ جو آج گھبراتا ہے۔ اس کا کل کیا حال ہوگا۔ (۱۳) مبارک ہیں وہ جو ہر امتحان کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جنہیں اس امر کا صدمہ نہیں۔ کہ ان سے قربانی کیوں طلب کی جاتی ہے۔ بلکہ اس امر کا خوف ہے۔ کہ حقیقی قربانی کے مطالبہ سے پہلے وہ اس دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں۔ ہاں مبارک ہیں وہ کیونکہ فتح ان کے ہی نام لکھی جائے گی (۱۴) ہزارہا آدمی ہماری جماعت میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو بسا اوقات چندہ کے لئے فاقہ برداشت کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات اپنی بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر روپیہ بھیجتے ہیں۔ اور اس تنگی کے باوجود وہ اپنے دل میں بشاشت پاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ خدا کا قرض اس لئے ہے۔ کہ اسے ادا کر دیا جائے۔ درحقیقت یہی لوگ ہیں۔ جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی تعریف کی ہے۔ (۱۵) جب کبھی خدا کی آواز تمہارے کانوں میں پڑے۔ تمہارا سر اسی جگہ جھک جائے۔ اور تمہارے اندر اس کے خلاف ذرا سی بھی جنبش پیدا نہ ہو۔ یہ وہ ایمان ہے۔ جو حقیقی ایمان کہلاتا ہے۔ جو دل سے ہر قسم کے گناہ دور کر کے انسان کو قوم بنا دیتا ہے (۱۶) اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے کوئی چندہ لکھاتا اور کسی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ اپنے عہد کو نباہے۔ خواہ کس قدر تکلیف ہو۔ اور یقین رکھے کہ خدا تعالیٰ کے لئے موت قبول کر کے انسان موت کا شکار نہیں ہوتا۔ بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (۱۷) مت خیال کرو۔ جو گذشتہ سالوں میں اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے ان کے لئے رحمت کے دروازے بند ہو گئے۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے (۱۸) جو شخص نیکی کو شروع کر کے آخر تک لے جاتا ہے۔ یا جو درمیان سے شروع ہو کر آخر تک ساتھ جاتا ہے۔ وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ ناکام وہی رہتا ہے۔ جو راستہ میں چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ ۲

۴ بھی کہتا ہے۔ کہ تم نے ہمیں چھوڑ دیا۔ اس لئے ہم تمہیں چھوڑتے ہیں۔ مگر جو دیر سے آتا ہے۔ اور توبہ کرتا اور کوشش کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مل سکے۔ وہ ضائع نہیں کیا جاتا۔ (۱۹) خدا تعالیٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالیٰ اپنا ہاتھ قرار دیدے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا۔ اور رحمت کا وارث ہو گیا۔ (۲۰) اے خدا تو ان کی مدد کر جو تیرے دین کی مدد کرتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ کے یہ ارشادات دیتے ہوئے احباب کرام سے گذارش ہے۔ کہ وہ اس پر عمل پیرا ہوں قدم اٹھائیں والسلام

(برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

تحریک جدید کی قربانیوں کے لئے بعض احباب کا قابل رشک نمونہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اسکی دی ہوئی توفیق سے تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں شمولیت کا فخر حاصل کرنے والے کئی احباب ایسے ہیں۔ جنہوں نے تحریک جدید کا چندہ دس سال کا اکٹھا پیشگی بھجوا دیا ہے۔ ایسے احباب کے متعلق سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"میں نے خود گذشتہ سال پہلے سالوں سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ اور باوجود سخت مقروض ہونے کے اب بھی زیادہ ہی دینے کا ارادہ ہے۔ (چنانچہ حضور نے سال چہارم سے جو تیسرے سال سے بھی زیادہ کا تھا بیس فی صدی اضافہ کے ساتھ وعدہ لکھوایا۔ فنانشل سکرٹری) اور بھی کئی دوست ہیں۔ جنہوں نے پہلے سالوں سے زیادہ چندہ پیش کر دیا ہے۔ اور بعض مخلصین نے تو ایسا نمونہ دکھایا ہے۔ کہ ان پر رشک آتا ہے۔ ایک دوست ہیں۔ وہ اپنی ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ تو انہیں گورنمنٹ کی طرف سے پراویڈنٹ فنڈ ملا۔ وہ اب بوڑھے اور کمزور ہو چکے ہیں۔ اور کوئی تجارت وغیرہ کا کام نہیں کر سکتے۔ ان کا گذارہ جو کچھ ہے۔ اسی پراویڈنٹ فنڈ پر ہے۔ مگر انہوں نے پراویڈنٹ ملتے ہی تحریک جدید کے دوسرے سات سالہ دور کا چندہ اکٹھا بھجوا دیا۔ اور لکھ دیا۔ کہ میری طرف سے یہ دفتر میں بطور امانت رکھ لیا جائے۔ اور ہر سال اتنا چندہ تحریک جدید میں میری طرف سے منتقل کر لیا جایا کرے۔ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ نہ معلوم کب مر جاؤں۔ یا خبر ہے۔ پھر چندہ دینے کی توفیق ملے یا نہ ملے۔ اس لئے میں آئندہ سات سال کا چندہ اکٹھا بھجوا دیتا ہوں۔

یہ کیسا اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور کس قدر خوش کن نمونہ ہے۔ جماعت کے لوگ ایسے لوگوں پر جتنا بھی فخر کریں۔ کم ہے۔ اسی طرح اور کئی دوست ہیں۔ جنہوں نے گو سات سال کا نہیں۔ مگر موعود تین تین سال کا چندہ اکٹھا جمع کرا دیا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ مالی لحاظ سے ہم پر کوئی کمزوری آ جائے۔ اور ہم اس ثواب میں شریک ہونے سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ ابھی سے آئندہ سالوں کا چندہ بھی جمع کرا دیا جائے۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر۔"

ایسے احباب کی ایک فہرست گذشتہ سال میں شائع کر دی گئی تھی۔ اور سال رواں میں بھی جن احباب نے اپنا دس سالہ چندہ بھجوایا ہے۔ ان کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ حتیٰ کہ ساٹرا سے ایک بہن انچارا (جن کا اصلی نام مریم ہے) نے اپنی ایک بھینس بیچ کر دس سال کا چندہ مولوی ابو بکر ایوب صاحب مولوی فاضل نے پاڈنگ سے حضور کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ اور ایک دوسرے شرف الدین خاں صاحب ریٹائرڈ کوتوال جادرہ راجپوتانہ سے حضرت کے حضور لکھتے ہیں۔

"۱۹۳۷ء میں یہاں آنے کے بعد ایک طویل مدت تک سلسلہ کے حالات سے میں بے خبر رہا۔ میں نے جولائی ۱۹۳۸ء میں "اخبار فاروق" اپنے نام جاری کرایا۔ تب سلسلہ کے حالات سے آگاہی ہوئی۔ "اخبار فاروق" میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطبات شائع ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ تحریک جدید کا ذکر بھی ہوتا رہا۔ چونکہ ۱۹۳۸ء تحریک جدید کا چوتھا سال معلوم ہوتا تھا اس وجہ سے اس سال کے اخبار میں سوائے سال چہارم کے وعدوں کے سو فی صدی پورا کرنے اور ذکر نہیں معلوم ہوا۔ اور نہ میری سمجھ میں آیا۔ کہ تحریک جدید کا چندہ ماہوار ہے۔ یا سالانہ۔ دوامی ہے یا عارضی۔ کچھ معلوم نہ ہوا۔ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ کہ اس چندہ کی مقدار کیا ہے۔ اور کیا غرض ہے۔ غرض خاکسار اس کے کوائف سمجھنے سے قاصر رہا۔ حضور نے ۱۹۳۸ء میں تحریک جدید سال پنجم کا جو خطبہ ۱۸ نومبر کو ارشاد فرمایا۔ اور اس کے بعد ۳۰ دسمبر کو سابقون الاولون کی جو تشریح فرمائی۔ (وہ فاروق میں شائع ہوئی) تو خاکسار نے سمجھا۔ کہ اسکی مدت دس سال ہے۔ اور یہ چندہ ہر شخص کی اپنی مرضی اور خوشی پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کسی کو توفیق دے۔ دے سکتا ہے۔ اور ۱۹۳۹ء پانچواں سال ہے۔ اور اسکی مقدار کم سے کم پانچ روپیہ ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ اور اس سے زیادہ جس قدر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ اس میں دے سکتے ہیں۔ چونکہ خاکسار اپنی کم علمی سے ابتدائی پانچ سال کے چندے میں شریک نہیں ہو سکا۔ اور ایسے لاعلم لوگوں کے لئے حضور نے اب از راہ کرم شرکت کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ جو چاہیں ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ حضور کے اس رحم وکرم کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے۔ کم ہے۔ خاکسار بذریعہ تار ایک سو تیس روپیہ حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ ان کو اس تفصیل سے شرف قبولیت بخشیں۔

"چندہ تحریک جدید سال اول -/-/5 سال دوم -/8/5 سال سوم -/-/6 سال چہارم -/8/6 سال پنجم -/-/7 سال ششم -/8/7 سال ہفتم -/-/8 سال ہشتم -/8/8 سال نہم -/-/9 سال دہم -/-/10 روپے کل رقم -/-/73 روپے بقیہ رقم خلافت فنڈ و توسیع مسجد اقصیٰ ومبارک ہے۔ آئندہ پانچ سال کا چندہ پیشگی اس لئے پیش حضور ہے نہیں معلوم کہ "شب حاملہ چہ زاید"

وہ احباب جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ تحریک جدید کا چندہ آئندہ پانچ سال کا پیشگی دے سکیں۔ وہ بھیج سکتے ہیں۔

جن احباب نے تحریک جدید سال پنجم کا وعدہ پورا نہیں کیا۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے وعدوں کے سو فی صدی پورا کرنے کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ اس لئے کہ جو لوگ اپنے وعدوں کو ابتدائے سال میں ہی پورا کریں گے۔ وہ پیچھے ادا کرنے کی وجہ سے زیادہ ثواب کے مستحق ہونگے۔ اور جن احباب نے گذشتہ سالوں میں معافی لے لی تھی۔ یا جن کا گذشتہ سالوں کا وعدہ سو فی صدی پورا نہیں ہوا ہے۔ ان کو بھی توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنے وعدوں کو سو فی صدی اس لئے پورا کریں کہ ان کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزار والی فوج میں اسی صورت میں آسکتا ہے۔ جبکہ ان کا وعدہ ہر سال کا سو فی صدی پورا ہو گیا ہو۔ پس احباب کو اپنے وعدوں کے پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

(خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

ہندوستان کے اب کن دوستوں کو اس الٰہی فوج میں شامل ہونے کا حق ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار سپاہیوں والی الٰہی فوج میں ہندوستان کے مندرجہ ذیل احباب اب بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ ان احباب کو چاہیئے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے۔ تو تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو کر ثواب حاصل کر لیں۔

(۱) ہندوستان کے وہ احباب شامل ہو سکتے ہیں۔ جو آج بے کار رہوں۔ اور وہ ملازم ہو جائیں۔ یا ان کو کسی اور کاروبار سے آمد ہونے لگے۔

(۲) وہ جو نئے احمدی ہوں۔ یا وہ نئے احمدی جنہوں نے اس وقت تحریک جدید کو سمجھا نہیں۔ مگر اب ان کو تحریک جدید کی سمجھ آگئی ہے۔ اور تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے اعلیٰ فوائد کے پیش نظر ان کو ان کا ایمان مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الٰہی فوج میں شامل ہو جائیں۔

(۳) وہ دوست جو کسی ایسے علاقہ میں رہنے والے ہوں۔ جہاں ان کو تحریک جدید کا علم نہیں ہوا۔ اور وہ نہ کوئی سلسلہ کا اخبار منگواتے ہیں۔ اب ان کو تحریک جدید کا علم ہوا ہے۔ ایسے احباب اب شامل ہو سکتے ہیں۔

(۴) وہ احباب جو کسی ایسے لمبے سفر پر رہے۔ جس میں ان کو کسی طرح سے بھی تحریک جدید کا علم نہیں ہوا۔ جس وقت ان کو علم ہو جائے۔ وہ شامل ہو سکتے ہیں۔

(۵) وہ احباب جو کسی جنگل میں رہتے ہیں۔ جہاں ان کے پاس کوئی ذریعہ تحریک جدید کا علم حاصل کرنے کا نہیں ہے۔ ان کو اب کسی طرح خبر ہوئی ہے۔ وہ بھی شامل ہونے کا فخر حاصل کر سکتے ہیں۔

(۶) ایسے افراد جو ان پڑھ ہیں۔ اور اپنے کسی کاروبار میں ایسی جگہ پر رہتے ہیں۔ جہاں ان کو تحریک جدید کا پتہ نہیں ملا۔

(۷) ایسے افراد جو پڑھے ہوئے تو ہیں۔ مگر انہوں نے تحریک جدید کو سمجھا نہیں۔ اور نہ کسی نے ان کو تحریک جدید کی اہمیت کا اظہار کیا ہے۔ اب ان کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ دے دی ہے۔ یا کسی سے سمجھ لیا ہے۔

ایسے تمام احباب ہندوستان کے اب تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ایسے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ جب بھی ان کو تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق ہو۔ وہ اپنا وعدہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور براہ راست یا دفتر فنانشل سکرٹری تحریک جدید کے ذریعہ پیش کر سکتے ہیں۔ وہ دوست جنہوں نے عمداً اس تحریک میں غفلت یا سستی سے حصہ نہیں لیا۔ وہ شامل نہیں ہو سکتے۔ مگر ان کو اب سال ششم کی تحریک جدید کے اعلان تک انتظار کرنا چاہئے۔ مگر اس عرصہ میں ان کو صدقہ کر کے کفارہ دینا چاہیئے۔ تا اللہ تعالیٰ ان کو تحریک جدید سال ششم کے اعلان کے وقت اس میں شمولیت کی توفیق عطا فرماوے۔ والسلام خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید اور انقلاب حقیقی

روحانی بادشاہت کے قیام کا لائحۂ عمل

(از مولوی خلیل احمد صاحب ناصر کارکن مجلس خدام الاحمدیہ)

(۱)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ مبارک تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا۔ اس وقت تکمیل اشاعتِ ہدایت کا زمانہ ہے۔ اور یہی جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد ہے۔ اسلام کا مکمل اور آخری غلبہ احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ احمدیت اسلام کے نشأۃ ثانیہ کا دوسرا نام ہے۔ بنی نوع انسان کو جو پیغام سید المرسلین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا تھا۔ اس کو دنیا کے ہر حصہ میں پھیلانا اور اسکی صداقت کا ہر ایک کو قائل کر دینا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو اسی غرض سے قائم کیا ہے۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں طاغوتی قوتوں کو آخری اور فیصلہ کن شکست دے کر شریعت محمدیہ کو دنیا میں پوری شان کے ساتھ راسخ کر دیا جائے۔

(۲)

یہ کام معمولی نہیں۔ بلکہ نہایت ہی اہم اور بہت ہی کٹھن ہے۔ عالم اسلام کی حالتِ زار سے کون ناآشنا ہے؟ مسلمان قعر مذلت میں گر چکے ہیں۔ وہ کونسی خوبی ہے۔ جو ابھی تک ان میں باقی ہے؟ خدا تعالےٰ کے نام کو وہ محو کر چکے۔ قرآن کو بھلا دیا گیا۔ مسجدیں ویران ہو گئیں۔ علماء ننگِ اسلام بن گئے۔ مسلمانوں کی تنظیم ٹوٹ چکی۔ وحدت و نظام کا نام نہیں۔ حکومتیں مٹ گئیں۔ شوکتِ اسلامی خاک میں ملا دی گئی۔ مسلمانوں کا وہ کونسا نمونہ ہے۔ جو غیر مسلموں کو اسلام کی طرف کھینچ سکے؟ ان کی حالت تو اسلام سے برگشتہ کرنے میں ہی ممد و معاون ہے۔ ادھر تمام مذاہب کے پیرو اپنے اپنے ادیان کو غالب کر دینے کی انتھک اور جان توڑ کوششوں میں مصروف ہیں۔ مغربی تہذیب و تمدن لوگوں کے دماغوں پر اس طرح محیط و مؤثر ہے۔ کہ کسی کو خدا کا نام یاد ہی نہیں آتا۔ الحاد پرستی زوروں پر ہے۔ الغرض یہ زمانہ اسلامی تعلیم کی اشاعت اور اس کے رسوخ و نفوذ کے لئے نہایت ہی نازک ہے اور جماعت احمدیہ کے مٹھی بھر افراد کا اسلام کو غالب کر کے دکھا دینا بجز تائیدِ ایزدی اور نصرت خداوندی کی اعجازی تجلی کے ممکن ہی نہیں۔

(۳)

احمدیت کی فتح یقینی ہے۔ خدا تعالےٰ کے پاک نوشتوں کی لکھی ہوئی بات ہے۔ بلاشک واقع ہو کر رہے گی۔ ہر احمدی اس یقین کے جذبہ سے لبریز اور ایمان کے احساس سے سرشار ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس خوشگوار مستقبل کے جلد آنے کا منتظر ہے۔ جب اکنافِ عالم میں اسلام کا ہی پرچم لہرائیگا جب خدا کی بادشاہت قائم ہو گی۔ خدا کا نام اور اسکی توحید کا قیام ہو گا۔ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت و شوکت پوری تابانیوں کے ساتھ ظاہر ہو گی۔ اور اسلام کو وہ قوت و تمکین حاصل ہو گی۔ کہ لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ کی پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو جائے۔

(۴)

لیکن ہر انقلاب پیہم محنت۔ مسلسل عمل اور متواتر قربانیوں کا متقاضی ہوتا ہے۔ ترقی کرنے والی قوموں کا ہر فرد بیدار ہوتا ہے۔ اور قوم کے لئے ہر انفرادی اور فردی مفاد کو قربان کرنا ہے۔ قوموں کی ترقی کا یہی راز ہے۔ اس کے بغیر کسی قوم کا صحیح غلبہ ناممکن ہے۔ جب تک مرد اور عورتیں۔ بچے اور بوڑھے۔ امیر اور غریب۔ چھوٹے اور بڑے سب کے سب بلا امتیاز اور بغیر استثناء اس جنگ میں شامل نہ ہوں حقیقی انقلاب پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس خدا تعالےٰ کی اس خبر کے پورا ہونے کے لئے جو اسکی رفیع الشان وحی میں بار بار مذکور ہے۔ ضروری تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے سامنے کوئی ایسی سکیم آتی جس پر جماعت کا ہر فرد عمل کر سکتا۔ اور وہ تمام جو احمدیت کی سلک میں منسلک ہونے کے مدعی ہیں۔ خدا کے دین کے غلبہ کے لئے سرگرم کار ہو سکتے۔ اس کے بغیر دنیا کی کایا پلٹنا محال اور ناممکن ہے۔

(۵)

جماعت احمدیہ خدا تعالےٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور اسکی فتح بھی اسی کی طرف سے مقدر ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مشیت یہی ہے۔ کہ اس روحانی جماعت کی رہنمائی ایسے پاکیزہ اور مقدس وجود کے سپرد ہو۔ جو جماعت کو تائید ایزدی اور نصرت الٰہی کے ساتھ ایسی راہ پر گامزن کر سکے۔ جو کسی عظیم الشان اور محیر العقول انقلاب کا پیش خیمہ ہو۔ اسی لئے جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جری اللہ فی حلل الانبیاء کے وصال کے بعد خلفاء کا سلسلہ قائم کیا گیا۔

(۶)

خلیفہ ہمیشہ خدا بناتا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت یقیناً اسی کی قائم کردہ اور اسی کی مشیت اور تقدیر کے ماتحت ہے۔ پس سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ نے جماعت کی اس رنگ میں رہنمائی فرمائی۔ کہ روحانی بادشاہت جلد سے جلد قائم ہو جائے۔ تحریک جدید اسی قسم کا لائحۂ عمل ہے۔ یہ سکیم نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے مترادف ہے۔ یہ عظیم القدر تحریک عبارت ہے ایک تحیر خیز انقلاب سے۔ اور پروگرام ہے احمدیت کے عالمگیر اور ابدی اقتدار کے حصول کا۔ یہ تحریک ربانی القاء ہے۔ الفاظ بے شک امیر المؤمنین کے ہی ہیں۔ مگر اس کے پیچھے الٰہی ہاتھ کار فرما ہے۔ احمدیت کا پودا اسی نے لگایا ہے۔ اور وہی اسکی آبیاری کرتا رہا ہے اور کرے گا۔

(۷)

جیسا کہ ذکر ہوا۔ حقیقی انقلاب کے لئے تمام اعضاءِ قوم کا واحد نظام کے ساتھ حرکت میں آنا لازمی ہے۔ تحریک جدید کا یہی اصل الاصول ہے تحریک جدید قوم کے ہر فرد کے سامنے ایک لائحۂ عمل پیش کرتی ہے۔ ہر احمدی بچہ اور بوڑھا ہر احمدی مرد اور عورت اور سب کے سب احمدی امیر و غریب اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مثلاً:۔

اس تحریک کے ماتحت بچوں کے متعلق یہ مطالبہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ ان کو مرکزی ادارہ میں تعلیم دلائی جائے۔ اور ان کی تربیت اور رہائش کا انتظام کلی طور پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ کارکنوں کے سپرد کیا جائے تاکہ اس صحیح رنگ میں ان کی تربیت ہو سکے۔ کہ جس سے وہ قوم کے مستقبل کے بار کو مکمل ذمہ واری کے احساس اور قابلیت کے ساتھ اٹھانے کے اہل ہو جائیں۔

پھر نوجوانوں سے یہ خواہش کی گئی ہے۔ کہ وہ خدا کے نام کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں پیش کر کے اپنی زندگی وقف کر دیں۔ تا سلسلہ کو ایسے کارکن مل جائیں۔ جن کی باگ ڈور کلیۃً حضرت امیر المؤمنین کے ہاتھ میں ہو۔ اور احمدیت دنیا کے ہر ملک اور ہر قطعہ میں پھیل سکے۔

پھر تمام کمانے والے افراد سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہر سال سلسلہ کے لئے ایک خاص رقم اپنے لئے مقرر کر کے ادا کریں۔ تاکہ اسے تحریکِ جدید کے پروگرام کے ماتحت غلبۂ اسلام کے مفاد کی خاطر صرف کیا جا سکے۔ اور ہر دفعہ گذشتہ سال سے بڑھ کر وعدہ پیش کریں۔ تاکہ جماعت کا ہر قدم ترقی کی طرف ہو۔

بیکاروں سے حضور کی یہ خواہش ہے۔ کہ وہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام ہی شروع کر دیں۔ اگرچہ اس سے کس قدر ہی قلیل آمدنی کیوں نہ ہو۔ یا پھر وہ اپنے گھر بار چھوڑ کر باہر نکل جائیں۔ اور اشاعت دین کے پاکیزہ مقصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اپنی روزی کے وسائل بھی تلاش کریں۔

پنشنروں سے یہ چاہا گیا ہے۔ کہ وہ جواں ہمت بن کر اپنی بقیہ زندگی کو سلسلہ کی خاطر صرف کرنے کے لئے مرکزی نظام میں کام کریں۔

پھر عورتوں سے حضور کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ جماعت کو قربانیوں کے قابل بنانے کے لئے جہاں تحریک جدید کے تمام مطالبات کو اپنے ماحول میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہوں۔ وہاں خود بھی اس پر عامل ہوں۔ اور سادہ زندگی کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر جماعت کو قربانیوں کے قابل بنائیں۔

معذوروں اور ناداروں سے حضور نے دعاؤں پر زور دینے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آسمانی بادشاہت کے دروازے معذوروں اور ناداروں اور دل کے غریبوں کے لئے کھلے ہیں۔ پھر زمینداروں سے وقف ایام رخصت اور ملازمت پیشہ سے وقف ایام رخصت کا مطالبہ ہے۔

الغرض تحریک جدید ایک اپیل ہے قوم کے ہر ایک فرد سے بیدار ہونے کی۔ اور ان قربانیوں کے کرنے کی جو خدا کے فضل اور اسکی تائید کے ماتحت اسلام کے غلبہ اور تمکین کو جلد از جلد لے آئیں۔

(۸)

انقلاب حقیقی کے قیام کے لئے سب سے پہلے اپنے اندر من حیث الفرد اور من حیث القوم انقلاب اور تبدیلی کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر حقیقی تغیر کا خیال بھی کرنا خواب پریشاں سے بڑھ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقت نہیں رکھتا۔ تحریک جدید جماعت احمدیہ کے اندر نہ صرف قربانیوں کی روح ہی پیدا کرتی ہے۔ بلکہ اسکی زندگی میں بھی یکسر تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ سادہ زندگی کا اہم مطالبہ اسی غرض کو پورا کرتا ہے۔ اگر تمام افراد کی غذا سادہ ہو جائے۔ اور ان کے لباس میں سادگی آجائے تمام تقاریب میں سادگی ملحوظ خاطر ہو۔ عورتوں میں صرف زیبائش کی خاطر اموال صرف نہ ہوں۔ تفریح گاہوں۔ تھیٹر۔ سینما۔ اور تماشوں پر روپیہ تباہ نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ سب افراد اپنے ہاتھ سے کام کرنا شروع کر دیں۔ تو قومی زندگی میں حیران کن تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔

پس تحریک جدید کے ذریعہ جہاں جماعت سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے ارد گرد مشرق مغرب اور شمال و جنوب میں غلبۂ اسلام کے لئے کوشاں ہو جائیں۔ وہاں اپنے اندر بھی وہ انقلاب پیدا کریں۔ کہ جس سے ان کی زندگیاں صبغۃ اللہ میں رنگین ہو کر احمدیت کے قیام کے مقصد کو پورا کر سکیں۔

(۹)

احمدیت کے قیام کا مقصد اسلامی تمدن کا قیام ہے۔ دنیا اسلامی صداقتوں کی معترف ہے۔ عیسائی اور یہودی۔ پارسی اور ہندو اور تمام ادیان کے پیرو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس تعلیم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ مگر تمدن اسلام کے حقیقی اور عملی قیام کے لئے عظیم الشان محنت درکار ہے۔ اس کے لئے پیہم کوشش۔ لگاتار سعی اور مسلسل سرگرمیوں کی ضرورت ہے۔

تحریک جدید جماعت احمدیہ کے اندر سادہ زندگی کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی۔ ورثہ کی صحیح تقسیم۔ اور احمدیہ دار القضاء کے قیام کے مطالبات پیش کرتی ہے۔ اور یہ وہ بنیادی امور ہیں۔ جن پر تمدنِ اسلام کا رفیع الشان قصر استوار ہے۔ پس تحریک جدید قیام احمدیت کے مقصد کی تکمیل کا صحیح پروگرام اور مکمل ڈھانچہ ہے۔

(۱۰)

کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک اس کے کیریکٹر کی تعمیر نہ ہو۔ جب تک اس کے اخلاق کا سکہ ہر ایک کے دل میں نہ بیٹھ جائے۔ اور جب تک اس کا اعتبار اور وقار قائم نہ ہو جائے۔ تحریک جدید سے جہاں دوسرے عظیم الشان فوائد کا حصول مطلوب ہے۔ وہاں اس میں قومی کیریکٹر کی تعمیر کا عظیم الشان سامان ہے۔ جماعت کے ہر فرد سے یہ مطالبات کہ وہ سچ بولے۔ ہر معاملہ میں دیانت کے اسلامی معیار کو قائم کرے۔ اور اپنے اموال کو صحیح رنگ میں خرچ کرے۔ ایسے مطالبات ہیں۔ کہ ان پر عمل کرنے والی قوم دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہو سکتی۔ ایسی قوم دنیا کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہلا سکتی ہے۔ یقیناً حقیقی انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ ایک نئی زمین اور نیا آسمان تعمیر کر سکتی ہے۔ خدا کی بادشاہت کے قائم کرنے کے قابل ہو سکتی ہے۔ اور تحریک جدید میں جماعت احمدیہ کے لئے ان بلند ترین مقاصد کے حاصل کرنے کے تمام اصول موجود ہیں۔

تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں حصہ لینے کا اصول اور جو مالی قربانی نہیں کر سکتے ان کے لئے بھی ثواب کا ایک ذریعہ

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سنہ ۱۹۳۴ء کے آخر میں جب تحریک جدید کی مالی قربانیوں کا مطالبہ مخلصین جماعت سے فرمایا تھا۔ تو حضور نے اسی وقت یہ اعلان فرما دیا تھا۔ کہ اس تحریک میں شامل ہونے والے وہی احباب میرے مخاطب ہیں۔ جو کم سے کم پانچ روپیہ کی رقم کا وعدہ کریں۔ وہ لوگ جو پانچ روپیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ میرے اس تحریک میں مخاطب نہیں۔ جو لوگ دو دو چار چار روپیہ دے سکتے ہوں۔ ان کو اس تحریک میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ نہ میرے مخاطب اور نہ ان کے ثواب میں کمی آتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ پس چونکہ تحریک جدید کی قربانیوں میں ان کو ہی مخاطب کیا گیا ہے۔ جو کم سے کم پانچ روپیہ ادا کرنے کی توفیق رکھتے ہوں۔

اور وہ لوگ جو پانچ روپیہ نہیں دے سکتے۔ ان کے لئے یہ رستہ بتایا۔ کہ ایسے دوست تحریک جدید کی کامیابیوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کریں۔ ان کا اس طرح دعائیں کرنا مالی طور پر شامل نہ ہونے کی کمی کا ازالہ ہوگا۔ پس اسی طرح سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک احمدی کے لئے تحریک جدید کی شمولیت کا راستہ کھول دیا۔ اس سال میں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض احباب تحریک جدید میں اس لئے شامل نہیں ہو سکے۔ ان کو یہ مغالطہ ہوا۔ کہ تحریک جدید میں شامل ہونے کے لئے کم سے کم پانچ روپیہ ماہوار ادا کرنا ہے۔ جو پانچ روپیہ ماہوار ادا نہ کر سکے۔ وہ شامل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ بلکہ شرط صرف یہ ہے۔ کہ میعاد مقررہ کے اندر کم سے کم صرف پانچ روپیہ کا وعدہ کرے۔ اور یہ وعدہ کردہ رقم وعدے کے بعد سال کے اندر اندر ادا کر دے۔ جو ان پانچ روپیہ کی رقم دورانِ سال میں کسی ماہ میں ادا کر دے۔ خواہ ایک روپیہ ماہوار قسط کر کے پانچ ماہ میں ادا کر دے خواہ آٹھ آنہ ماہوار قسط کر کے دس ماہ میں ادا کر دے۔ یہ ان کی اپنی توفیق پر ہے۔ پس اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس تحریک میں پانچ روپیہ ماہوار ادا کرنے کی کوئی قید نہیں ہے۔ بلکہ شرط یہ ہے۔ کہ کم سے کم پانچ روپیہ سالانہ کا وعدہ کر سکتا ہے۔ اور صرف وعدہ کردہ پانچ روپیہ کا ادا کرنا پورے سال کے اندر ہے۔ خواہ اسے قسط سے ادا کرے۔ یا یکمشت اصول یہ ہے۔ کہ تحریک جدید میں ایک ایک دو دو تین تین چار چار روپیہ کی رقوم وعدہ کرنے کی اجازت نہیں۔ کم سے کم پانچ روپیہ کا سالانہ وعدہ کر کے اسے سال میں ادا کرنا ہے۔ پس دوستوں کو تحریک جدید کی آئندہ قربانیوں میں یہ اصول یاد رکھنا چاہیئے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

حضرت امیر المؤمنین کا ارشاد

"خدا تعالےٰ کے کام پریذیڈنٹوں اور سکرٹریوں سے وابستہ نہیں ہوتے۔ اور نہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کسی جماعت سے یہ پوچھے گا۔ کہ تمہارا پریذیڈنٹ یا سکرٹری کیسا تھا۔ بلکہ وہ افراد سے پوچھیگا۔ کہ تم کیسے تھے۔ اگر کسی جگہ کا پریذیڈنٹ یا سکرٹری سست ہوگا اور ان کی سستی کی وجہ سے جماعت کے لوگ تحریک میں حصہ لینے سے محروم رہیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ انہیں معاف نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ کہے گا۔ کہ تم میں سے ہر شخص پریذیڈنٹ اور سکرٹری تھا۔ اور تمہارا فرض تھا۔ کہ جب کوئی پریذیڈنٹ یا سکرٹری سستی میں مبتلا تھا۔ تو تم خود اسکی جگہ کام کرتے ..... کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے۔ کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے۔ بلکہ اسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے جبتک کہ اسمیں ساری جماعتیں حصہ نہ لیں۔"

تحریک جدید کا مطالبہ نمبر ۸

احمدیت کے جاں نثاروں کو مژدہ

(از مولوی نور الحق صاحب مولوی فاضل مجاہد تحریک جدید قادیان)

وہی قوم بام رفعت تک پہنچ سکتی ہے۔ جس کے افراد کسی قسم کی قربانی کرنے سے دریغ نہ کریں۔ اسلام کے شیدائیوں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں نے اسلام کے عروج کے لئے جس فراخ دلی سے قربانیاں کیں۔ وہ کسی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں۔ ماں کی مامتا نے اپنے بچے کے لئے یہی مناسب سمجھا۔ کہ وہ قوم کی ترقی کے لئے قربانی کی بھینٹ چڑھ جاوے۔ باپوں نے اپنی اولاد کے یتیم ہونے کا خیال نہ کیا۔ بھائیوں نے اپنی بھائیوں کی جدائی کو دوبھر نہ سمجھا۔ بلکہ انہوں نے مناسب حال قربانیاں کیں۔ اگر انہوں نے اپنی جانوں کو بکروں کی طرح ذبح کروا دیا۔ تو اپنے مال کو بھی پانی کی طرح اسلام کے لئے بہا دیا۔ ان کا خون رنگ لایا۔ اور جس پودے کو انہوں نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ اور جس کی آبیاری و آبپاشی اپنے مالوں سے کی تھی۔ وہ بار آور ہوا۔ اور اس نے اتنے پھل دیئے۔ کہ تمام دنیا نے اس سے لذت اٹھائی۔ لیکن ہر کمالے را زوالے کے مطابق اسلام پر بھی ایسا وقت آنا خدا تعالےٰ کے نزدیک مقدر تھا۔ مگر چونکہ اس کا حافظ و ناصر صرف اور صرف وہی خدا تھا۔ جس نے پہلے اسلام کے سورج کو افق عالم پر روشن کیا۔ اب پھر اسی سورج کو دوبارہ تاباں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک شخص کو دوبارہ کھڑا کیا۔ اور اس کو ایک جماعت عطا کی جس کو صحابہ کرام کا مثیل قرار دیا۔ اور اس جماعت سے اسلام کے احیاء کے لئے انہی قربانیوں کا مطالبہ کیا۔ جن کو قبل ازیں صحابہ کرام منصۂ شہود پر لا چکے تھے۔ منھم من قضٰی نحبہٗ کے مطابق وہ اپنی ذمہ داری کو ادا کر چکے۔ اب تابعین کی گردنوں پر بوجھ تھا۔ ان کی ذمہ واریوں کو خدا کے قائم کردہ خلیفہ اور اسلام کے ہونہار جرنیل نے سمجھا۔ اور قوم کو ان کی طرف متوجہ کیا۔ اور فرمایا کہ اسلام اپنے احیاء کے لئے ہم سے فدیہ مانگتا ہے۔ اور وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی کی راہ میں مرنا! نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدمت اسلام کیلئے وقف کریں۔ تاکہ اسلام پھر اپنی آب و تاب سے دنیا پر چمکے۔ حضور نے قرآنِ مجید کے

اس حکم کی طرف توجہ دلائی جس میں خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ "یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم"۔ اے اسلام کے جاں نثارو اور خدا کے دین کے فدائیو! خدا اور اس کا رسول اور اس کا قائم کردہ خلیفہ جب تمہیں پکارے۔ تاکہ تم ایک زندہ قوم بن جاؤ۔ تو اسکی آواز پر لبیک کہو۔ کیونکہ زندہ قوم بننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر شخص اپنی جان کو جبکہ اس سے قربانی کا مطالبہ کیا جاوے۔ لے کر آگے آئے۔ اور کہے۔ کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین اور اسلام کے لئے میری جان حاضر ہے۔ وہ قومیں جو اپنے آپ کو زندہ رکھنا چاہتی ہیں۔ ان میں جرأت و دلیری ہوتی ہے۔ وہ اپنی جانوں کو ایک بے حقیقت چیز سمجھ کر اسے قربانی کے لئے ہر وقت تیار رکھتے ہیں۔ لیکن جو قومیں اپنی جانیں بچاتی ہیں۔ وہی گمنامی کے گڑھے میں گرتی ہیں۔ اور جو اپنی ہتھیلیوں پر اپنی جانوں کو لئے پھرتی ہیں۔ وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہیں صحابہ کرام اور تابعین کا احسان جو ہماری گردنوں پر ہے۔ ہمارے ذمہ اس کا بدلہ ابھی واجب الادا ہے۔ وہ خطۂ عرب سے اٹھے اور انہوں نے اپنے لئے آلام و مصائب کو شہد سے شیریں تر جانا۔ اور اسلام جیسی نعمت تمام دنیا کے سامنے لا رکھی۔ اگر انہوں نے اپنی جانوں کو دینے سے دریغ کیا ہوتا۔ تو آج ہم اسلام جیسی لذیذ نعمت سے بہرہ ور نہ ہوتے۔ اس لئے اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم آج ان کے احسانات کے بدلے میں وہ چیز جو ان کی نسلوں سے کھوئی گئی۔ اور وہ ہماری جھولی میں خداتعالےٰ نے ڈالدی۔ ہم ان کے سامنے جاکر ڈال دیں اور ان کے احسان کا بدلہ کما حقہٗ ادا کر دیں۔ ہاں اگرچہ ہماری جانیں اس نعمت کو پہنچاتے پہنچاتے ضائع کیوں نہ ہو جاویں۔

صحابہ کرام کی قابل رشک قربانیاں جب آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ تو روح وجد میں آجاتی ہے۔ وہ پندرہ سالہ دو نوجوان جو لڑائی کے ناقابل سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجبور کیا۔ کہ آپ ان کی جانوں کو اسلام کے لئے قربان ہونے دیں۔ اور آخر انہی کے ہاتھوں اسلام کے بڑے دشمن کا خاتمہ ہوا۔

اِسوقت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احمدیت کی ترقی کے لئے تحریک جدید کے ماتحت نوجوانوں سے وقف زندگی کا مطالبہ کیا ہے۔ اور احمدیت کے جاں نثاروں کے لئے ایک موقع بہم پہنچایا ہے۔ کہ وہ اپنی جانوں کو خداتعالےٰ کے حضور پیش فرماویں۔ اور جس طرح صحابہ کرام نے زمانہ ماضی میں قربانیاں کیں۔ اور ان کے نام صفحات تاریخ پر درخشندہ ہیں۔ اسی طرح وہ بھی اپنے ناموں کو تاریخ کے اوراق میں محفوظ کرلیں۔ اور وہ نوجوان جو اپنے تعلیمی کورس کو پورا کر چکے ہیں۔ وہ اپنے ناموں کو پیش کر دیں۔ اور جو اپنی تعلیم کو عنقریب ختم کرنے والے ہیں۔ وہ بھی ان دونوں جوانوں کا نمونہ دکھائیں۔ جنہوں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں ایثار کرکے تاقیامت قربانی کا راستہ لوگوں کو بتا دیا۔ پس اسلام اس وقت اپنے احیاء کے لئے درد بھرے دل سے پکار رہا ہے۔ ؎

کون چھوڑے خواب شیریں کون چھوڑے اکل و شرب
کون لے خار مغیلاں چھوڑ کر پھولوں کے ہار

پس اے بھائیو۔ اٹھو اور دنیا پر چھا جانے کے لئے اپنی زندگیوں کو خداتعالےٰ کے لئے وقف کردو۔ اور اپنی زندگی کا عملی ثبوت پیش کرو۔ اور یہ ظاہر کر دو۔ کہ ہماری رگوں میں وہ خون رقصاں ہے۔ جس میں اسلام کے لئے قربانی کرنے کا جوش ہے۔ ہر ماں جو وقت کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اپنے بچے کو اسلام کی خاطر جان دینے کے لئے ترغیب نہیں دلاتی۔ وہ خداتعالےٰ کے حضور سرخرو نہیں ہو سکتی۔ ہر باپ جو اپنے لخت جگر کو اسلام کی خاطر قربانی کرنے کے لئے تحریص و ترغیب نہیں دلاتا۔ وہ اپنے فرض منصبی سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اور ہر وہ نوجوان جو خداتعالےٰ کی آواز کو سنکر احمدیت کے قیام کے لئے اپنی جان کو یہ کہتے ہوئے پیش نہیں کرتا۔ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہوا

اس کے دل میں احمدیت کی خالص محبت نہیں۔ اور اسلام کے جاں نثاروں اور احمدیت کے شیدائیوں میں سے وہ شمار نہیں ہو سکتا۔ پس اے بھائیو اٹھو اور دنیا پر چھا جاؤ۔ ایسے چھا جاؤ۔ جیسے پورب سے اٹھتی ہوئی گھٹا پچھم تک چھا جاتی ہے۔ اور اپنی موسلا دھار بارش سے دنیا کو سیراب کرتی ہے۔ دنیا کو اپنے نور سے منور کرتے ہوئے اور اپنی خواہشوں کو خدا کے لئے ترک کرکے یہ کہتے ہوئے اپنی جانوں کو پیش کردو۔ کہ ؎

اسلام چیز کیا ہے۔ خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضئ خدا

تحریک جدید جماعت احمدیہ کی بلوغت روحانی کا نشان ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری سابق مبلغ فلسطین)

جماعت احمدیہ کی تاسیس پر چالیس برس سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ نخلِ احمدیت کی شاخیں فضا میں اور اسکی جڑیں زمین میں پختگی حاصل کر چکی ہیں۔ دشمنوں کے مسلسل و پیہم حملے ناکام ہو چکے ہیں۔ تخریب احمدیت کے لئے ان کی تمام مساعی خاک میں مل گئیں۔ احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ اور احمد کے نام لیوا قریباً ہر ملک میں موجود ہیں۔ بلاشبہ احمدیت ہنوز مادی دنیا پر حکمران نہیں۔ اس کے فرزند ابھی تک اہلِ عالم کی نظر میں شان و شوکت کے مالک نہیں۔ مگر اس میں کیا شُبہ ہے۔ کہ احمدیت کی

روحانی فتح کا نقارہ

اکنافِ عالم میں بج رہا ہے۔ اس کے دلائل کا سکّہ ہر جگہ مانا جا رہا ہے۔ اور اس شمع کے پروانے دنیا کے مختلف گوشوں سے اس پر نثار ہونے کے لئے پرواز کر رہے ہیں۔ احمدیت آج کوئی راز نہیں۔ وہ جلد مٹ جانے والی تحریک نہیں۔ وہ تنگ دائرہ میں محدود جدوجہد نہیں۔ احمدیت اور اس کی گذشتہ تاریخ پر ایک چھچھلتی ہوئی نگاہ ڈالنے سے ہی باور کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس پودے میں پنپنے کی غیر معمولی طاقت موجود ہے۔ اس شجر کا پھیلاؤ اور اس درخت کی وسعت حیرت زا ہے۔ ایک دُوربین انسان صدہا نسلوں کو اس درخت کے سایہ تلے آرام کرتے اور کروڑہا آدم زادوں کو اس خوانِ نعمت سے بہرہ اندوز ہوتے دیکھتا ہے۔ وہ زمانہ کے حوادث اور آنے والی صدیوں کے تمام تغیرات کے باوجود احمدیت کو مضبوط چٹان کی طرح پاتا ہے۔ اور احمدیت کے علمبرداروں کو زمین کے چپہ چپہ پر صدائے تکبیر بلند کرتے سنتا ہے۔

یہ خیالی پلاؤ نہیں

یہ دل بہلانے کی باتیں نہیں۔ بلکہ بخدا یہ حقیقت ہے۔ جو گو آج صدہا پردوں میں مستور ہے۔ مگر وہ دن آتے ہیں۔ جب اس حقیقت کا برملا اعلان ہوگا۔ وہ گھڑی زیادہ دور نہیں۔ جب دشمن بھی پکار اٹھیں گے۔ کہ احمدیت دنیا کی زبردست ترین طاقت بن گئی ہے۔ ہمارے لئے یہ واقعہ تقدیر کا نوشتہ ہے۔ آسمانی قضا ہے۔ دریاؤں کی روانی رُک سکتی ہے۔ آفتاب کی تمازت منقطع ہو سکتی ہے۔ چاند بے نور ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ احمدیت کے لئے عالمگیر غلبہ کا وعدہ پورا نہ ہو۔ اسکی

فتوحات کا دور

اپنی پوری شان سے ظاہر نہ ہو۔ ہر آنے والے دن کی کرنیں اس گھڑی کو قریب تر لا رہی ہیں۔ اور ہر ایک تاریک رات ہمارے اور ان فتوحات نمایاں میں فاصلہ کو کم کر رہی ہے۔ کسی سچے احمدی کو ایک لمحہ کے لئے بھی اس اٹل واقعہ میں شک پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ بہر حال ہو کر رہے گا خواہ جلد ہو یا بدیر۔ جس شخص نے احمدیت کے ننھے سے بیج کو دیکھا تھا۔ اور آج چالیس سال کے عرصہ کے بعد اس کے بڑھتے ہوئے درخت کو مشاہدہ کیا ہے۔ ہاں ہاں جس نے ان تمام کوششوں پر طائرانہ نگاہ بھی ڈالی ہے۔ جو اس پیڑ کی بیخ کنی کے لئے کی گئیں۔ اور بایں ہمہ اسے پھلدار ہوتے پایا ہے۔ یقیناً وہ شخص اس بات کے اعتراف پر مجبور ہوگا۔ کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ انسانی منصوبے اسے گزند نہیں پہنچا سکتے۔ زمینی تدبیریں اس

شجرۂ طیبہ

کے استیصال پر قادر نہیں ہو سکتیں۔ نیز اس درخت کے بارے میں جو آئندہ کے وعدے ہیں۔ وہ ضرور منصۂ ظہور پر آکر رہینگے ان وعدوں کا پورا ہونا قطعی اور یقینی ہے لیکن ان کے ظہور کو قریب تر لانے کے لئے بہت بڑی قربانی درکار ہے۔ جماعت کے افراد میں عدیم المثال ایثار کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ ان کا اس منہج پر تیز گامی اختیار کرنا لازمی ہے جس شاہراہ پر چل کر انبیاء سابقین خصوصاً عظیم الشان رسولوں کی جماعتیں ترقی حاصل کرتی رہی ہیں۔

ترقیات اور فتوحات

کو دیرپا بنانے کے لئے متواتر اور لمبی تربیت کی ضرورت ہے۔ اولوالعزمی۔ بلند ہمتی اور بلند پروازی لازمی ہے۔ یہ تمام اوصاف حسنہ ایک خاص روحانی تربیت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ سو اس ساری ترقی کا راز۔ اس ساری کامیابی کی کلید مقتدائے روحانیت کے ہاتھ پر جمع ہونا ہے۔ اس کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اس کے اشاروں کو واجب التعمیل سمجھنا ہے۔ افراد پراگندہ اور منتشر دانے ہیں۔ ان کو سلک واحد میں پرونے والا

ان کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا صرف

واجب الاطاعت روحانی پیشوا

ہی ہوتا ہے۔ اسی کی تاثیرات قدسیہ افراد کے باہمی جھگڑوں اور تنازعات کو خس وخاشاک کی طرح بھسم کر دیتی ہیں۔ اور اسی کی حیات بخش اور روح پرور نورانی برکات ان کے قلوب میں زندگی اور ان کی ارواح میں تازگی پیدا کرتی ہیں۔ وہ ان کو نور عطا کرتا ہے۔ اور وہ اس کے گرد پروانہ وار جانیں اور اموال فدا کرتے ہیں۔ یہی رشتۂ وحدت۔ یہی پیوندِ محبت اور یہی جذبۂ جاں سپاری اس جماعت کی ترقی کا راز ہوتا ہے۔ اور اسی پر ان کی تمام فتوحات کا انحصار ہوتا ہے۔ بجز روحانی تربیت قوم بامِ رفعت پر نہیں پہنچ سکتی۔ بجز روحانی مقتداء یہ تربیت ناممکن الحصول ہے۔ اور بجز اس روحانی مقتدار کی کامل اور مخلصانہ اطاعت کے کوئی تربیت شیریں ثمرات پیدا نہیں کر سکتی۔ پس واجب الاطاعت امام اور مطیع ومنقاد جماعت کا وجود ہی ترقیات کی واحد ضمانت ہے۔ یہی چیز خدائی وعدوں کے ظہور کو قریب تر لانے کا ذریعہ ہے۔

احمدیت کی چالیس سالہ تاریخ

اس بات پر شاہد ہے۔ کہ جماعت احمدیہ عہدِ طفولیت کو طے کر چکی ہے۔ وہ جماعتی زندگی کی ابتدائی منازل کو عبور کر چکی ہے۔ اس مدت کو ختم کرنے کے ساتھ ہی یہ جماعت اپنی بلوغت کے دَور میں داخل ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اب اس سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی وہ سلوک ہو رہا ہے۔ جو سنِ بلوغت کو پہنچنے والے بچوں سے ماں باپ کرتے ہیں۔ جماعتی طور پر چالیس سال کا عرصہ کامل بلوغت تو نہیں۔ لیکن اس دَور کا آغاز ضرور ہے۔ فرزندانِ اسرائیل کے چالیس برس تک صحراء میں بھٹکنے کا بھی یہی راز ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ جواب دیا۔ جو بچوں کے لئے ہی سزاوار ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کے زمانہ اقتدار کو مزید چالیس برس پیچھے کر دیا۔ انبیاء علیہم السلام کو

نبوت ملنے کا زمانہ

بھی بالعموم چالیس سال کی عمر ہے۔ اس میں بھی ان کی جماعتوں کے چالیس سالہ آغازِ بلوغت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر روحانی زبان میں ایک دن سے ایک سال مراد لیا جا سکتا ہے تو میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چالیس روز ٹھہرنے کا اس طرف بھی اشارہ ہے۔ اور جماعتی طور پر یہی "میقاتِ ربہ" ہے۔ اسلام کا دورِ اول جلالی دَور تھا۔ اسمِ محمد کی تجلی کا زمانہ تھا۔ ابتداء بعثتِ نبوی سے لے کر چالیس برس تک نگاہ ڈالیں۔ تو جماعت محمدیہ کے استحکام اور شان جلالی کی بلوغت کا نظارہ نظر آجائے گا۔ بے شک بعد میں بھی بعض ملک فتح ہوئے۔ اور اسلامی پرچم ان ممالک پر لہرایا۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار صداقت ہے۔ کہ اسلام کی حقیقی مملکت کی خیرہ کن تجلی چالیس سال کے بعد اس رنگ میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ روحانی ترقیات ہوئیں۔ اور بے حساب ہوئیں۔ مگر اولین چالیس سالہ عہد کی شان ہی نرالی ہے۔ اسی طریق پر جماعت احمدیہ کے پہلے چالیس برس کا زمانہ اپنی ولولہ انگیز روحانی کیفیات کے باعث دلوں میں حسرت پیدا کرنے والا زمانہ ہے۔ آئندہ نسلیں اس درخشندہ ماضی کو حسرت بھری آنکھوں سے دیکھیں گی۔

چالیس برس کا یہ دور

جماعت احمدیہ کی جماعتی روحانی بلوغت کی علامت ہے۔ پہلے افراد بحیثیت افراد غیر معمولی قربانی کرتے تھے۔ اور جماعت بہ حیثیت جماعت ایک مقررہ حد تک قدم اٹھاتی تھی۔ وہ قربانیاں ایک دائرہ میں محدود اور خاص اندازہ میں محصور تھیں۔ وہ اس وقت کے لحاظ سے قابل صد رشک تھیں۔ اور ہیں۔ لیکن چالیس برس گزرنے کے بعد ان قربانیوں کی کیفیت اور کمیت میں معتدبہ اضافہ ہونا ضروری ہے۔ اپنی عام ضروریات سے زائد رقم میں سے کچھ دینے پر اکتفا کرنے کا زمانہ ختم ہو گیا۔ زائد اوقات کا ایک حصہ راہِ خدا میں خرچ کر دینے پر مطمئن ہونے کا اب وقت نہیں۔ جماعت کے معدودے چند اشخاص کا تبلیغ پر متعین ہو جانا اب ہرگز کافی نہیں۔ اب جماعت بحیثیت جماعت

دورِ بلوغت

میں داخل ہو چکی ہے۔ اس لئے اب ضروریاتِ زندگی کو ہر ممکن حد تک گھٹا کر۔ اوقات میں ہر ممکن طریق سے فرصت پیدا کر کے ہر احمدی کا اپنا مال۔ اپنا وقت اور اپنی جان قربان کرنا ضروری ہے۔ جماعت جماعتی قربانی میں ترقی کرے۔ اور تیز رفتاری سے اپنی منزل مقصود کی طرف قدم بڑھائے۔ یہ ہے تحریک جدید۔ اور یہ ہے تحریک جدید کے مطالبات کی روح اور یہ ہے تحریک جدید کے مطالبات کا مقصد۔

تحریک جدید

ہماری گذشتہ رفتار کے لحاظ سے بے شک جدید ہے۔ لیکن الٰہی سلسلوں کے لحاظ سے جدید نہیں۔ نبیوں کی جماعتوں کے لحاظ سے کوئی اچنبھی چیز نہیں۔ سچ یہی ہے۔ کہ یہ وہی پرانی شرابِ طہور نئے پیمانوں میں بھری جا رہی ہے۔ اسی قدیم نَے میں دیرینہ سُروں کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔ درحقیقت ساقی بھی اسی شانِ قدیم کے ساتھ جلوہ فرما ہے۔ کیونکہ وہ "حُسن واحسان میں مسیحا کا نظیر" ہے۔ وہ "جری اللہ فی حلل الانبیاء کا شبیہ" ہے تحریک جدید جماعت احمدیہ کی نہضتِ جدیدہ کا عمود ہے۔ اس کے جملہ مطالبات احمدیت کی کشتی کو ساحلِ نجات پر لے جانے والے چپو ہیں۔ وہ احمدی کے اخلاص وایمان کے لئے جہاز ہیں۔ وہ جماعت کی روحانی بلوغت کا نشان ہیں۔ اسی لئے یہ تحریک طوعی ہے۔ اسی لئے اس میں شمولیت اختیاری ہے۔

چھوٹے بچے

کو جو نفع ونقصان میں امتیاز نہ کر سکتا ہو۔ والدین جبر سے مدرسہ بھیجتے ہیں۔ لیکن بالغ اور سنِ رشد کو پہنچے ہوئے لڑکے پر نہ جبر کی ضرورت ہے نہ کوئی علقمند اس پر جبر کرتا ہے۔ اسے تو فائدہ اور نقصان بتا دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ اس نکتہ کے پیشِ نظر جو دوست اس تحریک کے طوعی ہونے کے باعث اس میں شرکت سے بے اعتنائی برتتے رہے ہیں۔ سخت غلط کار ہیں۔ انہیں اب بھی اسکی تلافی کر کے اپنی کمی کو پورا کرنا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے

کہ تحریک جدید کا طوعی نظام اسکی اہمیت کو بڑھانے کا موجب ہے۔ نہ کہ کم کرنے کا۔ ضروری تھا۔ کہ یہ تحریک اختیاری ہوتی۔ تا جماعت کی روحانی بلوغت کا نشان ہو۔ اور اس میں شمولیت اختیار کرنے والے اور سبقت لے جانے والے اپنی روحانی بلوغت سے مطمئن ہوں۔

آج سے چند سال بیشتر جب جماعت احمدیہ

تحریکِ جدید
کے
نوجوان مجاہد کا ترانہ مستانہ

(از قاضی ظہور الدین صاحب اکملؔ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہِ حق میں ہم نے جوانی لٹادی
لٹادی۔ لٹادی۔ جوانی لٹادی
یہ ساقیٔ مَہ وَش کی ہے اک نوازش
لٹادی۔ لٹادی۔ پلادی۔ پلادی
وہ منظر یہاں ہیں نشاں سب عیاں ہیں
فدا دل کیا۔ جان باقی تھی۔ وہ بھی
گنوا کر جو نعمت ملی۔ وہ بھی ہم نے
سُنا جب رہے نام اللہ کا باقی
یہ پیرِ مغاں کی نگاہِ کرم ہے
غریبوں کو مژدہ کہ شاہِ امم نے
جوانی لئے پھرتے تھے ہم بغل میں
محمدؐ کا وہ آستانہ ہے جس پر
گلوں نے کیا اپنا زر جب نچھاور
کیا کشتِ عالم کو سیراب یکسر
نتیجہ ہُوا یہ کہ پھل خوب آیا
بس ایسے ہی ایثار سے کام ہوگا

پئے مرسلِ قادیانی گنوا دی
جوانی تو کیا زندگانی لٹادی
کہ ساری مئے ارغوانی لٹادی
یہ "مے" کیا ہے اک زندگانی لٹادی
جہاں ہم نے اپنی جوانی لٹادی
جو پائی "نئی زندگانی" لٹادی
حضورِ اُولِی الْاَمر ثانی لٹادی
تو ہم نے یہ دنیائے فانی لٹادی
کہ بوڑھوں میں بھی اک جوانی لٹادی
ہمیں دولتِ جاودانی لٹادی
جو دیکھی فضا ہے سہانی لٹادی
ہزاروں نے صاحبقرانی لٹادی
تو سبزے نے پوشاک دھانی لٹادی
کہ دریا نے اپنی روانی لٹادی
پھلوں نے بھی اپنی نشانی لٹادی
نہ سمجھو کہ ہم نے جوانی لٹادی

نہ اس بے نوائی میں کچھ اور پایا
تو اکملؔ نے رنگیں بیانی لٹادی

کے قیام پر چالیس سال کا عرصہ پورا ہوا تھا

احرار اور بعض دیگر خفیہ

اور ظاہر طاقتوں نے احمدیت کے مرکز پر یورش کی۔ اور احمدیت کی بڑھتی ہوئی رَو کو روکنا چاہا۔ احمدیوں کو نیست ونابود کر دینے کی ٹھانی۔ تب جماعت احمدیہ کا امام۔ احمدیت کی کشتی کا ناخدا۔ مسیح پاک کا جانشین وخلیفہ آستانۂ الوہیت پر جھکا۔ اس نے رحمتِ ایزدی کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ اسکی اور اسکی جماعت کی زاری نے عرش کو ہلا دیا۔ تب وہ اللہ تعالے کے ایماء سے اپنی جماعت کے لئے کامیاب لائحۂ عمل یعنی تحریک جدید کا دستور العمل لے کر آیا۔ اور قوم کو شاہراہ ترقی پر ڈال دیا۔ جماعت کے مخلصین نے اس آسمانی آواز پر بصد شوق لبیک کہا۔ نوجوانوں نے زندگیاں وقف کیں۔ وطنوں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور بیسیوں نئے اقالیم میں احمدیت کے جھنڈے کو گاڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔

عورتوں نے

فیشن کے لباس اور زیورات کو خیرباد کہہ دیا۔ سب نے قناعت کو اپنا شعار بنایا سادگی اختیار کی۔ ایک کھانے پر اکتفا کی۔ بوڑھوں نے اپنے نونہالوں کو قوم کے سپرد کر دیا۔ مالداروں نے اموال اور ناداروں نے جانیں پیش کر دیں۔ جو کچھ نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے خدائے ذوالمنن کے سامنے روز و شب رونا اپنا پیشہ بنا لیا۔ اور مجاہدین اور اس تحریک کے عاملین کی فلاح وکامیابی کے لئے بدرگاہِ رب العزت دست بدعا رہنے لگے۔ ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ احمدی قوم کی کایا پلٹ رہی ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ است

جماعت احمدیہ کی موجودہ حالت

پر بکلی منطبق ہے۔ اور یقیناً تحریک جدید حق تعالےٰ کا گنجِ کرم ہے۔ دیکھ لیجئے۔ آج وہ احرار کہاں ہیں۔ ان کی کمریں ناکامیوں کے بار سے کس طرح خمیدہ ہو رہی ہیں۔ اور "نحن جمیع منتصر" کہنے والے کس طرح پراگندہ ہو کر پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ یہ سب خدا کے فضل سے ہوا۔ اس کے رحم سے ہوا۔ اور اس فضل وکرم کو جذب کرنے والے وہ مقدس انسان ہیں۔ جنہوں نے تحریک جدید کے مطالبات پر مال بھی دیئے۔ اوقات بھی دیئے۔ جانیں بھی دیں۔ عزت و رشتہ داریوں کو بھی قربان کیا۔ اور پھر باچشم گریاں اور باقلب بریاں اللہ تعالے کے حضور گڑگڑائے۔ خدا کی ان پر بے شمار برکات اور اس کے ان پر بے انتہا افضال ہوں۔ وہ اس زمانہ میں خدا کی فوج کا ہراول ہیں۔ اور ہمارا آقا

سیدنا محمود

ایدہ اللہ بنصرہ ان مقدسوں کا سردار اور قائد ہے۔ وہی تحریک جدید کا محرک ہے۔ اور رہتی دنیا تک بلکہ جنت ابدی میں بھی اس کا نام حمد سے یاد کیا جائے گا۔ اللھم انصرہ نصرًا مؤزرا وکن لہ معینا فی کل حین وآنٍ۔ آمین

تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں سابقون الاولون میں شمولیت کا سہل ترین رستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"ایک وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے پہلے تین سال میں تو اپنے چندوں میں زیادتی کی۔ لیکن چوتھے سال میں آکر میری دی ہوئی رعایت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اتنا ہی چندہ دیا۔ جتنا انہوں نے تحریک جدید کے سال اول میں دیا تھا۔ مثلاً پہلے سال انہوں نے پانچ دیئے تھے۔ دوسرے سال انہوں نے دس روپے دیئے۔ اور تیسرے سال پندرہ لیکن چوتھے سال آکر انہوں نے پہلے سال کے چندہ کے مطابق میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر صرف پانچ ہی چندہ دیا۔ ایسے لوگوں نے چونکہ میری مقرر کردہ رعایت اور قانون کے مطابق چوتھے سال اپنے چندہ میں کمی کی ہے۔ اس لئے اب ان کی زیادتی پانچویں سال سے شمار ہو گی۔ وہ اگر چاہیں۔ تو اب کے (سال پنجم میں) پانچ روپیہ کی جگہ پانچ روپیہ ایک آنہ دے کر یا پانچ روپیہ چار آنہ دیکر یا چھ روپیہ دے کر یا سات روپیہ دے کر یا آٹھ روپیہ دے کر "سابقون الاولون" میں شامل ہو سکتے" ہیں۔ بلکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے۔ پانچ روپیہ ایک پیسہ دے کر بھی ایک شخص اپنے چندہ میں زیادتی کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص زیادتی کرنے والوں میں ہی شمار ہو گا۔ بشرطیکہ وہ آئندہ سالوں میں کمی نہ کرے۔ (یعنی جبکہ اس نے اب پانچویں سال میں سالِ چہارم پر اضافہ کر لیا ہے۔ آئندہ چھٹے۔ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں اور دسویں سال میں بھی اضافہ کرتا چلا جائے۔ (اضافہ خواہ کتنا ہی قلیل ہو) بلکہ ہر سال اپنے چوتھے سال کے چندہ پر اضافہ کرتا چلا جائے"۔

"ایک وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے پہلے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ دوسرے سال دیا۔ دوسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ تیسرے سال دیا۔ اور تیسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا۔ اور چوتھے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ انہوں نے پانچویں سال دیا۔ ان کے لئے اگر وہ سابقون میں شامل ہونا چاہیں۔ تو یہی قاعدہ ہے۔ کہ وہ اب دسوں سال تک اپنے چندہ کو پہلے سالوں سے بڑھاتے چلے جائیں۔ کیونکہ انہوں نے چوتھے سال میں آکر تیسرے سال سے کم چندہ نہیں دیا تھا۔ بلکہ زیادہ دیا تھا۔ پس چونکہ انہوں نے ایک حلقہ اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اسلئے اب ان کی زیادتی اسی صورت میں زیادتی متصور ہو گی۔ جب وہ ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیں گے۔ اب اسے اجازت نہیں۔ کہ وہ پیچھے ہٹے۔ بلکہ وہ اسی صورت میں سابقون الاولون میں رہ سکتا ہے۔ جب ہر سال وہ اپنے چندہ میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ جیسے مَیں نے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ تیسرے سال دوسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ چوتھے سال تیسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور پانچویں سال چوتھے سال سے زیادہ چندہ لکھایا ہے (چنانچہ حضور نے پہلے سال ۲۰۰۷۔ دوسرے سال ۱۰۳۴۔ تیسرے سال ۱۰۴۷۔ چوتھے سال ۲۰۰۰ دیا۔ اور اب پانچویں سال ۲۰۸۸ لکھوایا ہے) پس میں اور میری قسم کے دوسرے دوست جنہوں نے چوتھے سال میں کمی نہیں کی۔ بلکہ تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کی تھی۔ وہ اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ اب آئندہ ہر سال اضافہ ہی کرتے چلے جاویں۔ اور پانچویں سال میں چوتھے سے اور چھٹے سال میں پانچویں سے۔ اور ساتویں سال میں چھٹے سے اور آٹھویں سال میں ساتویں سے اور نویں سال میں آٹھویں سے اور دسویں سال میں نویں سے زیادہ چندہ دیں۔ خواہ زیادتی کتنی ہی قلیل ہو"۔

چنانچہ حضور کے اس ارشاد کے مطابق ہندوستان کے بہت سے افراد نے اپنے چوتھے سال کے چندہ میں بھی اضافہ کر کے جس گروہ میں سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ہیں۔ شمولیت اختیار کی ہے۔ اور بیرون ہند کی جماعتوں میں سے مکرمی حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ مغربی افریقہ جنہوں نے پہلے سال ۶۰/-/- دوسرے سال ۹۰/-/-۔ تیسرے سال ۱۰۰/-/- دیا تھا۔ اور چوتھے سال حضور کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر سال اول کے برابر ۶۰/-/- دئے تھے۔ اب اس میں اضافہ کرتے ہوئے اپنے امام کے حضور لکھتے ہیں:۔

"سال چہارم کا اعلان فرماتے وقت حضور نے خدام کو ایک رعایت بخشی تھی۔ کہ وہ پہلے سال کے برابر چندہ دے سکتے" ہیں۔ میرے ذمہ میری غیر حاضری میں میری اہلیہ نے مکان بنایا۔ جس سے بہت سا قرض ہو گیا۔ اور میری ساری تنخواہ قرض میں جاتی ہے۔ حتیٰ کہ میری بیوی معہ بچوں کے اپنے والدین کے رہنے لگی۔ میری بیوہ بہن معہ بچوں کے اور بوڑھا دائم المریض صاحب فراش باپ بھی سخت مشکلات میں پڑ گئے۔ اس لئے مَیں نے حضور کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر سال اول کے برابر سال چہارم کا چندہ ۶۰/-/- دیئے۔ گو میں قرض میں دبے ہوئے ہونے کی وجہ سے مجبور تھا۔ اور حضور کی اجازت بھی تھی۔ مگر میرے دل کو تسلی نہ تھی۔ ایک جنگ سی میرے اندر ہی اندر رہتی تھی۔ اور دل نہ چاہتا تھا۔ کہ سابقہ چندوں سے قدم پیچھے ہٹے۔ لہٰذا اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ میں سال چہارم کے چندہ کو ساٹھ سے بڑھا کر ۱۰۲/-/- روپیہ کر دوں۔ میں سال پنجم کا وعدہ بھی ساٹھ ہی بھیج چکا ہوں۔ اس میں کچھ تبدیلی کر کے اسے ایک سو پانچ روپیہ کرتا ہوں۔ گو یہ زیادتی قلیل ہے۔ مگر حضور اس حقیر زیادتی کو شرف قبولیت بخشیں"۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے اس اضافہ کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

پس بیرون ہند اور ہندوستان کے جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ وہ سابقون الاولون میں آجائیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے گذشتہ چندوں میں کمی کا ازالہ کر کے سابقون میں ہو جائیں۔ جو لوگ تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہیں۔ ان کو اپنے چندوں میں اضافہ کر لینے کی اجازت ہے۔ اس میں روک نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ احباب کو اضافہ کر کے سابقون میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

(خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

مستورات بھی اس فوج میں شامل ہو سکتی ہیں

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۳۴ء کے آخر میں جب تحریک جدید کی مالی قربانیوں کا مخلصین جماعت سے مطالبہ فرمایا۔ تو اس وقت بعض عورتوں نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ ہم بھی اس تحریک میں حصہ لینا چاہتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے عورتوں کے اس اخلاص اور حقیقی جذبۂ قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو شمولیت کی اجازت فرمادی۔ چنانچہ قادیان اور سیالکوٹ کی مستورات اس وقت سے اب تک ہر سال میں باقاعدہ حصہ لے رہی ہیں۔ ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قریبًا پندرہ بیس احمدیہ جماعتوں کی مستورات نے تحریک جدید کی قربانیوں میں باقاعدہ حصہ لیا ہے۔ مسجد لنڈن کی تیاری کے وقت قریبًا تمام احمدیہ مستورات نے شامل ہو کر قابل تعریف اور قابل تقلید اپنے اخلاص کا نمونہ اپنے امام کے حضور پیش کیا تھا۔ جس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں ملتی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ تحریک جدید کی قربانیوں کے بارے میں اکثر احباب نے اپنے گھروں میں اس تحریک کو نہیں سنایا۔ اگر وہ تحریک جدید کی اس شاندار اہمیت اور اس کے اعلےٰ فوائد کو اپنے گھروں میں سناتے۔ اور ان کو تحریک جدید کے ہزاروں سال موت کے بعد کے ثواب سے واقف کرتے۔ تو ان کی عورتیں بھی تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو جاتیں۔ مگر عام طور پر ایسا نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پندرہ بیس جماعتوں کی مستورات نے حصہ لیا ہے۔ چنانچہ ایک رپورٹ سے معلوم ہؤا۔ کہ اس جماعت کے کارکنوں نے اور ان کے خاوندوں نے تحریک جدید کی قربانیوں کا نام تک نہیں لیا۔ اور اس جماعت کی بعض عورتوں نے کہا۔ کہ اگر ہمیں یہ بتایا جاتا۔ کہ تحریک جدید میں شامل ہونے والے وہ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار والی پیشگوئی کے پورا کرنے والے ہیں۔ اور جو لوگ تحریک جدید میں دسوں سال تک متواتر حصہ لینے والے ہیں۔ وہ ہیں۔ جن کے نام مرکز میں جو ایک اہم لائبریری سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تجویز فرمائی ہے۔ اور اس لائبریری کے ہال میں ان پانچہزار سپاہیوں کے نام لکھدیئے جاویں گے۔ جو اس میں بغیر کسی سال میں ناغہ کے دس سال تک متواتر قربانی کرتے چلے جاویں گے۔ تو ہم بھی اس میں ضرور شریک ہو جاتیں۔ چونکہ عام طور پر مستورات کو تحریک جدید کی قربانیوں سے واقف نہیں کیا گیا۔ بلکہ اکثر خاوندوں نے تحریک جدید کا علم اپنے گھروں میں دیا ہی نہیں ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر گھر والے پر یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان کو تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے اعلےٰ فوائد سے واقف کر دیں۔ اور اس کے بعد جو عورتیں تحریک جدید کی قربانیوں میں حصہ لینا چاہیں۔ اور ان کا ایمان ان کو مجبور کرے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الٰہی فوج میں ضرور شامل ہو کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں گی۔ تو چونکہ ان کو تاریخ مقررہ تک تحریک جدید کا علم نہیں ہؤا۔ اور اب ان کو بتایا گیا ہے۔ اس لئے ایسی عورتیں تحریک جدید کی قربانیوں میں اب شامل ہو سکتی ہیں۔ ان کے لئے تاریخ مقررہ کی قید نہیں ہے۔ کیونکہ ان کو علم نہیں تھا۔ جب ان کو علم ہؤا۔ تب ہی وہ شامل ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح وہ مرد بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ جن کو اس کا علم نہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ ایسے شامل ہونے والوں کے بارے میں لکھا جا چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ عورتوں کو اس قربانی میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

عہدہ داران جماعت کا فرض

ارشاد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ

جماعت کے عہدہ داروں کا فرض ہے۔ کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا ہفتہ میں کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنایا کریں۔ بلکہ جماعتوں کا اصل کام یہی ہونا چاہیئے۔ اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ میرا خطبہ جمعہ تفصیلاً یا خلاصۃً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں۔

جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ کی جماعت کی اصلاح کا کام کرنا ہے۔ اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے۔ جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے۔ اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے۔ وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے۔ کہ سکرٹریوں یا امراء کو یہ شوق ہوتا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ خود ہی خطبہ پڑھیں۔

احمدی مستورات تحریک جدید کے سلسلہ میں کونسی خدمات انجام دے سکتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از محترمہ امۃ السلام صاحبہ ہمشیرہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز مولوی فاضل قادیان)

اللہ تعالےٰ کا شکر

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں محض اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے۔ جس کو گذشتہ لوگ ترستے ہی چلے گئے۔ اور آئندہ آنے والے ترسیں گے۔ ہم سے زیادہ اور کون خوش قسمت ہوگا۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود ؑ کا زمانہ دیا۔ اور ہمیں اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے ماتحت صحابہؓ کے ساتھ شامل کر دیا۔ پس ہمیں خدائے قدوس کا شکر بجالاتے ہوئے اس طریق پر خدمتِ اسلام بجالانی چاہیئے۔ جس طریق پر ہمارا امام ہمیں حکم دے اور جس رنگ میں ہمارے بڑے بجالائے۔ وہ زمانہ جس میں ہمارے آباؤ اجداد نے دینِ اسلام کے پودے کو اپنے خون سے سینچا۔ وہ خدا کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ تھا۔ اور یہ زمانہ جس میں ہمیں اپنے غفلت کے لحافوں کو اتار پھینکنے کی ضرورت ہے۔ خدا کے مسیح موعود ؑ کا زمانہ ہے۔ آہ! وہی دین جس کو ہمارے بڑوں نے اپنے خون سے سینچا۔ اور جس کے مقابلہ میں تمام دنیا کی بلندیاں گرد ہو کر رہ گئیں۔ آج وہی دین مسلمانوں کی غفلت سے لوگوں کے پاؤں کے نیچے مسلا جا رہا ہے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد مبارک سے اسلام نے دوبارہ نئی زندگی پائی ہے۔ لیکن اُسے دوبارہ اسی مقام پر پہنچانے کے لئے جس پر وہ پہلے تھا۔ ہمیں اپنے خون سے اس پودے کو سینچکر ہرا بھرا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی وہ خاص جماعت جس نے خدا کے فرستادے کی آواز پر لبیک کہا۔ وہ ہم ہی ہیں۔ اسلیئے آج اسلام کے احکام کو صحیح طور پر بجالانے والی اگر کوئی قوم ہو سکتی ہے۔ تو وہ یقیناً احمدی قوم ہی ہے۔ مسلمان کامیاب ہوئے انہوں نے اسی دنیا میں اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق بادشاہت حاصل کی۔ وہ ہر مہم میں ثابت قدم رہ کر کامران ہوئے۔ ہر دشمن پر فتح حاصل کی۔ یہ سب کچھ کیوں اسلیئے کہ انہوں نے خلیفۂ وقت کی پوری پوری فرمانبرداری کی۔ اس زمانہ کی عورتوں نے کامل فرمانبرداری کا وہ نمونہ پیش کیا۔ جس کی نظیر ڈھونڈے نہیں ملتی۔ اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ نصف زندگی کا دستِ راز مستورات ہی ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نصف دین عائشہ رضؓ سے سیکھو۔ اس ارشاد کے ماتحت ہماری ذمہ واری بہت بڑھ جاتی ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تو اس وقت کے حالات کے مطابق لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دین سیکھا۔ اب اس زمانہ میں ہم کس طرح دوسروں کو دین سکھا سکتی ہیں؟

بظاہر یہ کام نہایت دشوار نظر آتا ہے۔ لیکن ادنیٰ سے فکر اور معمولی سے تدبر کے ساتھ ہر بہن سمجھ سکتی ہے۔ کہ اگرچہ از خود اس ذمہ واری کو اٹھانا نہایت مشکل ہے۔ لیکن جب ہمارا امام ہمارے اندر موجود ہو۔ وہ ہمارے لئے آسان سے آسان راستے تجویز کر کے اس ذمہ واری کو نباہنے کی تلقین کرے۔ اور تمام وہ سہولتیں جو ایک کمزور سے کمزور نفس کے لئے ممکن ہیں۔ میسر کر دے تو پھر کیا تعجب کا مقام نہیں۔ کہ ہم ان سہولتوں کو نظر انداز کر دیں۔ اور اپنی کوتاہ نظری کا بہانہ کر کے اپنے نفس کو تسلّی دے لیں۔

تحریک جدید کا خواتین سے تعلق

موجودہ "تحریک جدید" کا ایک بہت بڑا حصہ ہمارے سلئے ہے۔ اگر ہم اپنے اندر یہ عزم صمیم پیدا کر لیں۔ کہ اس تحریک میں سے اس حصہ کو ہم نے ہی نباہنا ہے۔ جس کا ہمارے ساتھ تعلق ہے اور اس کو نباہنے کی کوشش کرتی ہی چلی جائیں گی۔ جب تک کہ اسکو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا لیں۔ اور ہم چین نہیں لیں گی۔ جب تک کہ اس ذمہ واری سے عہدہ برآ نہ ہو لیں۔ تو یقیناً ہم اپنی ذمہ واری کو اٹھانے میں کامیاب ہو سکتی ہیں۔ ہم میں سے اکثر "تحریک جدید" کے مطالبات سے واقف ہیں لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ کچھ بہنیں ایسی ہوں۔ جن کو دوبارہ یاد کرانے کی ضرورت ہو۔ اس لئے میں ذیل میں اختصار کے ساتھ صرف چار پانچ مطالبات کا خلاصہ جو کہ زیادہ تر مستورات سے تعلق رکھتے ہیں۔ درج کر دیتی ہوں۔

موٹی تقسیم میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے انسان کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک مرد دوسری عورت۔ اسی طرح تحریک جدید کا ایک وہ حصہ ہے۔ جو خالصۃً خواتین جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے۔ جو مردوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالےٰ نے مرد و عورت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض اشتراک رکھے ہیں۔ اسی طرح تحریک جدید کے بعض وہ مطالبات بھی ہیں۔ جن میں مرد و عورت مشترک طور پر حصہ لے سکتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے بعض مستورات اس اشتراک و اختلاف کو سمجھتی نہیں۔ اور نہ ہی سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ حالانکہ ہر قدم اٹھانے سے پہلے ہمارے لئے اس اختلاف و اشتراک کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جس کے بغیر ترقی کے میدان میں کوئی عملی قدم ہم نہیں اٹھا سکتیں۔ ہر قوم کی ترقی و کامیابی کا انحصار اسی طرح اسکی تباہی کا دار و مدار اس قوم کی مستورات پر ہوتا ہے۔ کیونکہ بچے جو بڑے ہو کر قوم کی ریڑھ کی ہڈی بنتے ہیں۔ وہ پہلی تربیت ماں کی گود سے لیتے ہیں۔ اب اگر ریڑھ کی ہڈی ہی بہت سی کمزوریاں اپنے ساتھ رکھتی ہو۔ تو باقی جسم کا خدا حافظ۔ اسی طرح بچے بڑے ہو کر باقی قوم کے لئے ستون بنتے ہیں۔ جب ستون ہی کمزور ہوں گے۔ تو ہر فہیم انسان خیال کر سکتا ہے۔ کہ ان کمزور ستونوں پر چھت کیونکر قائم رہ سکے گی۔ غرض تربیت اولاد کی ذمہ داری اس قدر اہم ہے۔ کہ باقی تمام ذمہ داریاں اسی کے گرد چکر لگا کر اسکی اہمیت کو واضح کر رہی ہیں۔ غلط تمدن کی دلدادہ عورتیں خود اپنے بچوں کی تربیت کرنے کی بجائے انہیں جاہل ماماؤں کے سپرد کر دیتی ہیں۔ جہاں وہ انہی کے زیر تربیت رہ کر ایسی بُری عادتیں سیکھتے ہیں۔ جو بجائے ملک و قوم کو فائدہ پہنچانے کے نقصان کا موجب بن جاتی ہیں۔ ان بچوں کو بچپن میں گالی گلوچ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جب بچہ اپنی فطری سادگی سے گالی دیتا ہے۔ تو اقربا خوش ہو کر اس سے اس "عمل صالح" کا اعادہ چاہتے ہیں۔ پھر وہ ماں باپ کو بھی گالی نکالنے سے نہیں جھجکتا۔ مجھے زیادہ تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک ماں اگر اپنے بچوں کے نہیں تو اکثر مائیں اپنے نونہالوں کی بدعنوانیوں سے نالاں و پریشان ہوتی ہیں۔ پھر انہی بچوں پر کالج کی آزادی ایک اور رنگ چڑھا دیتی ہے۔ ان میں بُرے خیالات راسخ ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ماں باپ کوئی اچھی بات ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو وہ انہیں جاہل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اگر شروع سے ہی ماں اپنی ذمہ داری کو سمجھتی۔ اور اپنے بچے کی صحیح تربیت کرتی۔ اور وہ اس امر کو مدنظر رکھتی۔ کہ میں نے اپنے بچے کو قوم کا جاں نثار سپاہی اور مضبوط ستون بنانا ہے۔ تو کبھی اس بچے کی یہ حالت نہ ہوتی۔ یہ خیال کہ بچے بڑے ہو کر خود بخود سدھر جائیں گے۔ بالکل فضول اور لغو ہے۔ ایسے بچے سوسائٹی کے لئے ایک ناقابل برداشت بوجھ اور جماعت میں بجائے اصلاح کے پریشانی اور گندگی پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اور قوم کو ترقی سے روک کر اسکی ساری توجہ اپنی اصلاح کے لئے جذب کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ قوم کے لئے سانپ ہیں۔ جو موقعہ پا کر اپنا ڈنگ چلانے سے باز نہیں رہتے۔

ظاہری زیبائش کی بجائے اندرونی اصلاح کی ضرورت

مستورات کو اس بات کا از حد شوق رہتا ہے کہ ان کے بچوں کا لباس خوبصورت ہو۔ اور وہ دوسرے لوگوں کے بچوں سے خوبصورت ہوں خوبصورت بنانے کے لئے ان کو پوڈر ملا جاتا ہے اور زرق برق کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ مگر غور کا مقام ہے۔ کہ اگر ان بچوں کی اندرونی اصلاح نہیں ہوگی۔ تو اسکی ظاہری زیبائش کیا فائدہ دے سکے گی۔ اگر ان کا دل نور سے منور نہیں ہوگا۔ تو ان کے منہ کی ظاہری سرخی و سپیدی کیا فائدہ دے گی۔ سوائے اس کے کہ جب وہ بڑے ہوں گے۔ تو دین سے بے بہرہ اور فضول خرچ و عیاش ہوں گے۔ اور اس وقت جب انہیں کوئی مشکل پیش آئے گی۔ تو کہیں گے۔ بُرا ہو ہمارے والدین کا جنہوں نے ہمیں سوائے عیاشی و فضول خرچی کے اور کوئی سود مند امر نہ سکھایا۔ اور دینی امور سے بے بہرہ رکھا۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ ان کی تربیت ایسے رنگ میں کی جائے جس سے وہ بڑے ہو کر اپنے آباؤ اجداد کے لئے دعائیں کریں۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ "اگر تمہارے ہی بچے تربیت کے نتیجہ میں کسی دن نیک ہوں گے۔ تو وہ تمہارے لئے اور تمہاری روحوں کے لئے دعا کریں گے۔ ورنہ وہ تم پر لعنت کے سوا اور کیا بھیجیں گے۔"

عورت اسلامی ستون مضبوط کرے

پس اسلام عورت سے یہی چاہتا ہے۔ کہ عورت اسلامی ستون کو مضبوط کرے۔ ایک ایسی عورت جو اسلام کے لئے ایک درخشندہ گوہر پیدا کرتی ہے۔ اس کا وجود ساری قوم کے لئے ایک مفید وجود ہے۔ کیونکہ وہ ساری قوم کو زندہ کرنے والی سمجھی جائیگی۔ اور دین کے جس بڑے مقام کو اس کا بیٹا حاصل کرے گا۔ اس مقام کو حاصل کرانے میں اسکی ماں کا بہت بڑا دخل ہوگا۔ وہ بھی ثواب کی اسی طرح مستحق ہوگی۔ جس طرح اس کا بچہ جس طرح وہ خدا کے حضور سے انعامات کا وارث ہوگا۔ اسی طرح اس کی ماں بھی انعامات کی وارث ہوگی۔

پس احمدی خواتین کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے اندر وہ روح پیدا کریں۔ جو صحابیات کے اندر تھی۔ کیونکہ جب تک خود ان کے اندر مذہبی جوش و اخلاص پیدا نہیں ہوگا۔ اولاد میں کبھی نہیں ہو سکتا۔

نفس کی اصلاح

اس سلسلہ میں ضروری ہے۔ کہ سب سے پہلے نفس کی اصلاح ہو۔ خود صدقہ و خیرات اور نماز روزہ کی پابندی کی جائے۔ قربانی کی روح اور اسلام پھیلانے کا جوش رکھا جائے۔ اور مقابلہ کے میدان میں دلیری اور بہادری میں اس عورت کی سی روح اختیار کی جائے۔ جس نے آنحضرت صلعم کے شہید ہونے کی خبر سُنکر بیتابی اور گھبراہٹ سے احد سے آنے والے سپاہی سے دریافت کیا۔ کہ بتاؤ۔ آنحضرت صلعم کا کیا حال ہے؟ اسے چونکہ معلوم تھا۔ کہ آپ خیریت سے ہیں۔ وہ مطمئن تھا۔ جواباً کہنے لگا۔ تیرا تو باپ جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ کہ بتاؤ۔ آنحضرت صلعم خیریت سے ہیں؟ اس نے اس کا اصل مقصد نہ سمجھتے ہوئے پھر کہا۔ تیرا بھائی بھی مارا گیا۔ پھر اس نے پوچھا۔ بتاؤ آنحضرت صلعم کا کیا حال ہے اس نے جواب دیا۔ کہ تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا۔ آخر اس صحابیہ نے تنگ آکر پوچھا۔ کہ میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کر رہی ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ وہ تو بفضل خدا خیریت سے ہیں۔ اتنے میں آپ صلعم خیریت سے تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ صلعم کو دیکھتے ہی بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ کہ جب آپ خیریت سے ہیں۔ تو پھر سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ سبحان اللہ! کیا سچا جوش اور اخلاص ہے۔ بغیر ایسے جوش اور اخلاص کے احمدی خواتین کبھی حقیقی کامیابی حاصل نہیں کر سکتیں۔

بورڈنگ تحریک جدید

یہ روح پیدا کرنے کے لئے موجودہ زمانہ میں جو طریق ہمارے سامنے ہے۔ وہ "بورڈنگ تحریک جدید" ہے۔ جہاں حضور کے منشاء کے مطابق اعلے تعلیم کا انتظام ہے۔ بہت سی بہنیں ہیں۔ جنہوں نے حضور کے اس ارشاد کے ماتحت اپنے بچوں کو بورڈنگ تحریک جدید میں داخل کروا کے ثواب حاصل کیا۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ خواتین جو اپنے بچوں کا ایک منٹ کے لئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارا نہیں کرتی تھیں۔ ان کے نور نظر ان سے کوسوں دور قادیان کے بورڈنگ تحریک جدید میں تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ان ماؤں کی یہ قربانی معمولی قربانی نہیں۔ کیونکہ جب وہ بڑے ہو کر اپنے علم و فضل سے ہزاروں بندگانِ خدا کے لئے مفید وجود ثابت ہوں گے۔ تو ان کی مائیں ان سے پہلے ثواب کی مستحق ہوں گی۔ اور جس قدر لوگ ان کے علم و فضل سے فائدہ اٹھائینگے خدا تعالے ان کے والدین کا درجہ بھی ساتھ ساتھ بڑھاتا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ جب کوئی انسان کسی بڑے درجے کو پہنچیگا۔ تو ان کے ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کو اس کے ساتھ ساتھ رکھا جائے گا۔ یہ کس قدر عظیم الشان درجہ ہے۔ جو اس ماں کو حاصل ہوگا۔ جو سمجھتی ہوگی۔ کہ تربیت اولاد میرا فرضِ اولین ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ مستورات اپنے بچوں کو شروع سے ہی چھوٹے چھوٹے اسلامی فقرے جو اپنے اندر وسیع مطالب رکھتے ہوں۔ سکھائیں۔ کیونکہ "العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر"۔ بچپن کی سیکھی ہوئی باتیں بڑی عمر میں مشکل سے چھوٹتی ہیں۔

پس یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ ان کے اخلاق اور اقوال و افعال کا نہایت اچھی طرح خیال رکھیں۔ ہمیشہ ان کے خیالات اور ہمت کو بلند و بالا کرنے کی مساعی عمل میں لائیں۔ شروع ہی سے انہیں صلوٰۃ و صوم کا پابند اور عالم باعمل بنایا جائے۔ اس اصلاح کا دائرہ صرف اپنے گھر کے بچوں تک ہی محدود نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایک ہوشیار اور بیدار مغز استانی کی طرح اس اصلاح کا دائرہ اپنے اردگرد کے گھروں کی مستورات اور بچوں تک وسیع کیا جائے۔ پھر بچوں سے اس قسم کے اقرار لئے جائیں۔ مثلاً فرمانبرداری اطاعت۔ سچ بولنا۔ دیانت و امانت وغیرہ گو یہ بظاہر معمولی الفاظ ہیں۔ لیکن انہی پر بچے کی ساری زندگی کا انحصار ہے۔ اگر یہی باتیں ایک انسان میں مفقود ہوں۔ تو وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ تحریک جدید میں سب سے اہم مطالبہ جو مستورات سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو ایسی اعلےٰ دینی تعلیم دیں۔ کہ وہ صحیح معنوں میں اسلام کے درخشندہ گوہر کہلا سکیں۔ اور اس مطالبہ کو میں نے اسواسطے بھی مقدم رکھا ہے۔ کہ آج کل سالانہ امتحانات شروع ہیں۔ جس کے بعد بچے نئی جماعتوں میں داخل ہوں گے۔ پس بہنوں کو چاہیئے۔ کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور اپنی مامتا کی قربانی کر کے احمدیت کے لئے جاں نثار سپاہی بنائیں۔

مالی قربانی۔ اولاد کی قربانی کے بعد ہمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مالی قربانی کی ضرورت ہے۔ مالی قربانی جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح عورت کے لئے بھی ضروری ہے۔ زمانۂ اسلام کی مستورات نے ایسی عظیم الشان مالی قربانیاں کیں۔ جسکی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت خدیجہؓ کی قربانی سے کون شخص ناواقف ہے۔ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے ایک اشارے پر اپنا سارا مال راہِ خدا میں خیرات کر دیا۔ مرد کی نسبت عورت کو مالی قربانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے دوزخ میں زیادہ تر عورتوں کو ہی دیکھا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے گناہوں کی تلافی کے لئے زیادہ قربانی کی ضرورت ہے۔ لیکن ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمیں اپنے اندر ایک جنون اور عشق الٰہی اور والہیت پیدا کرنی چاہیئے۔ جب تک یہ تینوں باتیں پیدا نہ ہوں گی۔ کوئی قربانی نہیں ہو سکتی۔ قربانی وہ نہیں۔ جو دوسرے شخص کے کہنے پر کی جائے۔ بلکہ قربانی اس چیز کا نام ہے۔ جو محض جوش اور عشق الٰہی سے صادر ہو۔ عشق الٰہی اور والہیت اس عورت کی مانند ہونا چاہیئے۔ جس کے بچہ کو عقاب لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ تو اس عورت نے دیوانہ وار اس پر چڑھ کر لے لیا تھا۔ مگر اترنے کے وقت چلانے لگی۔ اور آخر بڑی مشکل سے اسکو اتارا گیا۔ حالانکہ اترنا چڑھنے سے آسان تھا۔

پس اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے اندر استقلال اور ہمت کا موجود ہونا ازحد ضروری ہے۔ خالی تجاویز کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ اور نہ یہ الفاظ اور تعلیاں کوئی فائدہ دے سکتی ہیں۔ کہ ہم یہ کریں گی۔ ہم وہ کریں گی۔

ایک عظیم الشان روحانی جنگ

اسلام اس وقت بڑی مشکلات میں سے گزر رہا ہے۔ ان مشکلات میں سے صحیح سلامت نکلنے کے لئے ایک عظیم الشان جنگ لڑنی پڑیگی اب طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کونسے طریق ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر اس جنگ میں حصہ لیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ تحریک جدید کے مطالبات پر عمل کرکے اور قربانی کے لئے مناسب ماحول پیدا کرکے جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ فرماتے ہیں۔ کہ قربانی اس وقت تک نہیں کیجا سکتی۔ جب تک اس کے لئے مناسب ماحول پیدا نہ کیا جائے۔ اور اخراجات میں کمی نہ کی جائے۔ سب سے اہم مطالبہ مناسب ماحول پیدا کرنے کے لئے سادہ زندگی ہے۔ سادہ زندگی کی ذمہ وار مستورات ہی ہیں۔ کیونکہ مرد کی کمائی کی مختار کل وہی ہوتی ہیں۔

سادہ زندگی

یہی وہ امر ہے۔ جو مستورات سے خاص طور سے تعلق رکھتا ہے۔ زیادہ فیشن کی دلدادہ مستورات ہی ہوتی ہیں۔ اسلیئے ضروری ہے کہ کفایت شعاری سے مردوں کا ہاتھ بٹائیں۔ پھر اسلامی مساوات قائم نہیں ہو سکتی۔ جبتک کہ سادگی اختیار نہ کی جائے۔ سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہزاروں ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو دنیا سے کس قدر بے رغبتی تھی۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ جب ہمارے آقا ایسی زندگی بسر کرتے ہیں۔ تو ہمیں بھی انہی کے نقش قدم پہ چلنا چاہیئے۔ سادگی کی کئی شقیں ہیں۔ مثلاً ایک کھانا کھانا دنیا میں جو لوگ مرغن غذائیں کھانے والے ہیں۔ وہ طرح طرح کے امراض میں گھرے رہتے ہیں۔ دوسرے ایسے لوگ ہر وقت عمدہ کھانوں کے ہی خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی سے چٹورپن پیدا ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان چٹورپن کے باعث باوجود پیسے نہ ہونے کے اُدھار لینے پر مجبور ہو کر گھر کی تباہی کا موجب بنتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے خواہ کتنے بھی کھانے کیوں نہ رکھے جاتے۔ آپ ہمیشہ ایک ہی پر ہاتھ ڈالا کرتے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء بھی اسی پر کاربند رہے۔ جب ہمارے ہادی و راہنما اس امر کے پابند رہے۔ تو ہمارے لئے اس امر کا پابند ہونا سب سے زیادہ ضروری ہے

لباس میں تخفیف

دوسرا مطالبہ کپڑوں میں تخفیف کا ہے۔ اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے نہایت چوکس اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ احمدی مستورات کا لباس دیگر مذاہب کی مستورات کی طرح نہ ہو۔ بلکہ لباس ہمارا وہ ہو۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہننے کا حکم دیا ہے۔ یعنی یا بنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوأتکم و ریشًا و لباس التقوٰی ذٰلک خیر۔ فرمایا تم وہ لباس پہنو۔ جو عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ دوسرا اس کا کام ریشًا ہے۔ تقوےٰ کا لباس پہنو۔ کیونکہ وہ کمزوریوں کو دور کرتا ہے انسان ہزار نیکیاں کرے۔ مگر جب تک اس کے اندر تقویٰ نہیں ہوگا۔ اس کے عیوب چھپ نہیں سکیں گے۔ اور وہ لوگ جو قوم کی بہتری اور بہبودی کے لئے بے انتہا کوششیں کرتے کرتے اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ آج ان کے عیوب اسی طرح ظاہر ہو رہے ہیں۔ کہ ان کے اندر تقوےٰ نام کو نہیں تھا۔ تقویٰ انسان کی زینت ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ؎

رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوبتر
ہے یہی ایماں کا زیور اور یہی دیں کا سنگار

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ اعمال میں تقویٰ پیدا کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ باقی تمام عبادات جسم ہیں مگر تقویٰ ان سب کی روح۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماءھا ولٰکن ینالہ التقوٰی منکم۔ کہ خدا کے پاس صرف اعمال حسنہ جاتے ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ ہم وہ لباس پہنیں۔ جو سوأت و ریش ہو۔

زیورات کی کمی

سادہ زندگی کی ایک شق زیورات بنوانے میں کمی کرنا بھی ہے۔ ایسے زیورات کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ کہ وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرکے رکھ چھوڑتے ہیں۔ اور اسے فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو عذاب کی خبر دے۔ جس دن انہیں جہنم کی آگ میں ڈالا جائیگا اور ان کی پیشانیوں پہلوؤں اور پشت کو داغ دیا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائیگا۔ کہ یہی ہے۔ جو تم جمع کرتے تھے۔ اب تم اپنے جمع کرنے کا مزا چکھو۔

پس ہمیں اس آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے زیورات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور جب کبھی مالی قربانی کے لئے آواز آئے۔ تو ان عورتوں کی طرح جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سنتے ہی اپنے زیورات اتار کر بلال رضؓ کی جھولی بھرنی شروع کر دی تھی۔ ہم بھی اپنے زیور اتار کر راہِ خدا میں دیتی جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی وارث بنیں۔

سینما

سینما۔ سرکس۔ تماشوں وغیرہ میں ایک ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ روپیہ کا ضیاع ہوتا ہے۔ اخلاق ناشائستہ کی تعلیم ملتی ہے۔ اور اسی طرح کے اور کئی نقصانات ہیں۔ جو اس کے نتیجہ میں بھگتنے پڑتے ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ ان نقصانات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم سادہ زندگی بسر کریں۔ اور تماشوں وغیرہ کو کبھی نہ دیکھیں۔ اسلامی زندگی کا راز سادگی میں مضمر ہے۔

سنو! امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ ”تحریک جدید میں عورتوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ تم اقتصادی طور پر اپنے خاوندوں کی مدد کرو۔ سادہ خوراک اور سادہ کھانے کی عادت ڈالو۔ جو عورت زیور سے خوش ہو جاتی ہے۔ وہ بڑے کام نہیں کر سکتی۔ پس سادہ کھانا کھاؤ۔ سادہ کپڑے پہنو۔ اور مساوات قائم کرو۔ ورنہ خدا تعالےٰ خود تمہارے اندر مساوات قائم کرے گا۔.....

اگر تم دنیا میں سکھ حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اور خدا کو بھی خوش کرنا چاہتی ہو۔ تو اپنے مالوں میں سے غریبوں کو بھی حصہ دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گی۔ تو وہ دن نزدیک ہیں۔ کہ خدا خود اس کا انتظام کرے۔ تم ان دنوں کا انتظار مت کرو۔ بلکہ خود ہی ثواب اٹھاؤ۔“

حضور کے اس ارشاد سے سادہ زندگی کی اہمیت نہایت احسن طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ سادگی اختیار کرکے اللہ تعالےٰ کے انعامات کی وارث ہوں۔

ہاتھ سے کام کرنا

تحریک جدید کا ایک اور ضروری مطالبہ جو مستورات سے تعلق رکھتا ہے۔ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہے۔ ہاتھ سے کام کرنے کی زیادہ ضرورت عورتوں کو ہے۔ کیونکہ گھر کا سارا انتظام عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے کام کیا جائے تو اخراجات کو بہت حد تک بچایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ جو جماعت کے لئے ایک ناقابل برداشت بوجھ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ تو یقیناً نہ صرف ان کو فائدہ ہو۔ بلکہ جماعت کا بار بھی ہلکا ہو جائے۔ اس ضمن میں بعض لوگ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمیں کوئی کام کرنا نہیں آتا۔ اور نہ کام ہی ملتا ہے۔ یہ ان کا اعتراض بالکل فضول ہے۔ اور لغو ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے ماتحت مرد و عورت دونوں کے لئے کئی ایسے کام جاری فرمائے ہیں۔ جن کو ہر انسان کر سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مانگنا انتہائی ذلت کی نشانی ہے۔ ہاتھ پاؤں صحیح سلامت ہوتے ہوئے دوسرے سے لے کر کھانا بڑی شرم کی بات ہے۔ کوئی ہنر نہ آتا ہو۔ تو سیکھ لیا جائے۔ بہر حال پسندیدہ امر خدا کے نزدیک یہی ہے۔ کہ انسان اپنے ہاتھوں سے کما کر خود کھائے۔ اور راہِ دین میں بھی خرچ کرے۔ اور دوسروں کو بھی دے۔ صرف مجبور اور ضرورت مند شخص سوال کر سکتا ہے۔ ورنہ بغیر مجبوری کے سوال کرنے والے کے لئے حدیث میں آتا ہے۔ کہ وہ خدا کے حضور ایسی حالت میں حاضر ہوگا۔ کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا تک نہ ہوگا۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کا بھی مقصد یہی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد ہاتھ سے کام کر کے اپنے لئے خود کھانے پینے کا سامان مہیا کریں۔

علاوہ ان کے بعض بہنیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو کام کرنا عار خیال کرتی ہیں۔ اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہ سرکار انگریزی نے ہمارے لئے ایسی سہولتیں مہیا کیں۔ جو پہلوں کو حاصل نہ تھیں۔ سیدہ فاطمہ رضؓ خود اپنے ہاتھوں چکی پیسا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود صحابہ رضؓ کے ساتھ مل کر اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی دفعہ برتن صاف کئے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے بھی کئی دفعہ اپنے ہاتھوں کپڑے دھوئے اور برتن صاف کئے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے حرم ثانی خود اپنے ہاتھوں چکی سے آٹا پیس کر حضور کے لئے کھانا تیار کرتی ہیں۔

حیرت کا مقام ہے۔ کہ ہمارے پیشوا اور مقتدا تو اپنے ہاتھوں کام کریں۔ مگر ہم گھبرائیں اور عذر کریں۔ کہ ہو نہیں سکتا۔ ہاتھ سے کام کرنے میں بہت سے فوائد ہیں۔ انسان محنتی اور جفاکش بنتا ہے۔ چستی و ہوشیاری پیدا ہوتی ہے۔ گھر کے اخراجات سے پوری واقفیت رہتی ہے۔ علاوہ ازیں غریب مستورات لجنہ اماء اللہ کی وساطت سے اپنی زندگی کے لئے گزارہ پیدا کر سکتی ہیں۔ مثلاً ازار بند بن کر یا رومال۔ میز پوش اور تکیہ کے غلاف وغیرہ کاڑھ کر اپنا پیٹ پال سکتی ہیں۔ اور سلسلہ کی مدد بھی کر سکتی ہیں۔

دعا

آخری مگر سب سے اہم مطالبہ دعا ہے۔ اور یہی وہ مطالبہ ہے۔ جس پر بچے۔ جوان۔ بوڑھے۔ امیر غریب۔ الغرض سب کے سب عمل کر سکتے ہیں۔

اس میں حصہ لینے والے ویسے ہی ہیں۔ جیسے باقی مطالبات میں حصہ لینے والے۔ یہی وہ حربہ ہے۔ جس سے انبیاء علیہم السلام کی جماعتیں کامیاب ہوئیں۔ اور یہی وہ حربہ ہے جس سے کام لے کر ہم بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

میری درخواست

گو احمدی بہنوں نے تحریک جدید کے ماتحت اپنے اندر بہت زیادہ تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ لیکن جس حد تک حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ چاہتے ہیں۔ اس حد تک ابھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو اس درجہ تک پہنچائیں۔ جب تک اس مقام کو حاصل نہ کریں گی سچی خوشی اور حقیقی راحت ہمیں حاصل نہیں ہو سکتی۔

پس میری واجب الاحترام بہنو! آؤ ہم دنیا کو دکھلا دیں۔ کہ ہر قسم کی قربانیاں کرنے والی مستورات پہلے زمانہ تک ہی محدود نہیں تھیں۔ بلکہ اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہ رضؓ کی طرح مالی قربانی کرنے والی عورتیں موجود ہیں۔ آج بھی خنساء کی طرح اپنے عزیز بچوں کو راہِ دین میں قربان کرنے والی پائی جاتی ہیں۔ اس وقت بھی ام عمارہ جیسی جوش و اخلاص دکھانے والی دلیر اور ہندہ جیسی بہادر عورتیں موجود ہیں۔ اور یہ زمانہ بھی سب کچھ قربان کر دینے والی عورتوں سے خالی نہیں۔

پس آؤ! ہم آگے بڑھیں۔ اور دیوانہ وار احمدیت پر سب کچھ قربان کر کے خود بھی نثار ہو جائیں۔ اسلام کو پھیلانے کے لئے ہمارے اندر ایک غیر معمولی جوش ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کی محبت ہمارے دل میں جاگزیں ہو۔ اور ہم اپنے قول و فعل سے دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیں۔ اور اسلامی جھنڈے کو اس کے اصل مقام پر دوبارہ گاڑ دیں۔ تا کہ وہ اپنی پوری شان کے ساتھ لہرائے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے۔ کہ احمدیت کے ذریعہ ہی اسلام کا دوبارہ احیاء ہوا ہے۔ آمین!

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

مجلس خدام الاحمدیہ

نوجوانانِ جماعت سے خطاب

قومی ترقیات کے لئے جدوجہد کے وقت چھوٹوں اور بڑوں ناتوانوں اور ضعیفوں کی نظر قوم کے نوجوانوں ہی کی طرف اٹھتی ہے۔ کہ وہ اپنی اٹھتی جوانی اور طاقت وہمت کے ایام میں قوم کی ترقی اور بہبود کے لئے ساعی ہوں۔ قومی ذمہ واریوں کو محسوس کریں۔ اور جادۂ استقامت پر گامزن ہوتے ہوئے قوم کو بامِ رفعت پر پہنچانے میں ممد ہوں۔

مگر جس طرح ملکی فتوح کے لئے قبل از وقت فوج کی تنظیم و تربیت ضروری ہے۔ اسی طرح مذہبی و ملی جنگ کے لئے نوجوانوں کی تنظیم ان کی صحیح اصول کے مطابق تربیت اور ان میں اخلاص ایمان جفاکشی اور جذبۂ ایثار و اطاعت پیدا کرنا لابدی ہے۔ آقائنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نئی نسلیں جب تک اس دین اور ان کے اصولوں کی حامل نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں۔ اس وقت تک اس سلسلہ کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا۔" پھر فرمایا:-

"اور وہ اصلاح اسی رنگ میں ہو سکتی ہے۔ کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں۔ کہ اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز انہیں میسر آ جائے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء)

اسی غرض کے پیشِ نظر سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ قائم فرمائی۔ جس کے ارکان کے فرائض بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"تمہارا فرض ہوگا۔ کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔ تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی کی نوجوانوں میں عادت پیدا کرو۔ تم تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرو۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی۔ بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بے کسوں کی۔ تا دنیا کو معلوم ہو۔ کہ احمدی کے اخلاق کتنے بلند ہوتے ہیں۔" نیز فرمایا:-

"نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی حالت کو سدھارنے اور دین کی خدمت کے لئے تقوےٰ اور سعی سے کام لینے کی طرف توجہ کریں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ راپریل ۱۹۳۸ء)

اے نوجوانانِ جماعت! کمر ہمت کس کے اٹھو۔ اور اپنے محبوب مطاع ہاں اس محبوب مطاع کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اٹھو۔ جس کے ہاتھ پر تم نے اپنی جان و مال۔ غرضیکہ سب ہی کچھ بیع کر دیا ہے۔ اٹھو اور اخلاص کے اس مظاہرہ میں کسی سے پیچھے نہ رہو۔ زندگی اور بیداری فرض شناسی اور ذمہ واری کے احساس کا ثبوت دو۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق "تم حزب اللہ بن جاؤ۔ اسلام اور اللہ تعالیٰ کی محبت نیکی اور سچائی ہمت اپنے دلوں میں پیدا کر لو۔ اور دنیا کی بہتری میں لگ جاؤ۔ اور بنی نوع کی خدمت کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اسلام کا کامل نمونہ بن جاؤ۔.... پھر دیکھو! کس طرح اللہ تعالےٰ کی نصرت تمہیں کامیاب کرتی ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ راپریل ۱۹۳۸ء)

قادیان کے جملہ محلہ جات میں مجالس خدام الاحمدیہ قائم ہیں۔ بیرونجات سے تادمِ تحریر بہت سی مجالس کے قیام کی اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔ بیرونِ ہند سے نیروبی۔ ممباسہ۔ میگاڈی (ایسٹ افریقہ) اور سیلون سے مجالس کے قیام اور باقاعدہ کام کرنے کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان کے علاوہ انگلستان۔ نائیجیریا اور فلسطین میں بھی مجالس قائم ہو رہی ہیں۔

اٹھو! اٹھو!! نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دو۔ کہ "جو شخص کام کرتا ہے۔ وہ عزت کا مستحق ہے۔ اور جو کام نہیں کرتا۔ بلکہ نکما رہتا ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار اور ننگ کا موجب ہے۔ اور یہ کہ معمولی دولتمند یا زمیندار تو الگ رہے۔ اگر ایک بادشاہ یا شہنشاہ کا بیٹا بھی نکما رہتا ہے۔ تو وہ بھی اپنی قوم اور اپنی خاندان کے لئے عار کا موجب ہے۔ اور اس چمار کے بیٹے سے بدتر ہے۔ جو کام کرتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء)

اس تگ و دو اور جدوجہد میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کو بھی ملحوظ رکھو۔ کہ "میں انہیں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ یعنی یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ اور ان مجالس خدام الاحمدیہ کو بھی جو میرے اس خطبہ کے نتیجہ میں قائم ہوں۔ کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ ان کا تعداد پر بھروسہ نہ ہو۔ بلکہ کام کرنا ان کا مقصود ہو۔ پھر حضور فرماتے ہیں:-

"میں کہتا ہوں۔ یہ سوال نہیں۔ کہ تمہارے دس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممبر ہیں۔ یا پچاس یا سو۔ اگر مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک سکرٹری یا پریذیڈنٹ ہی "کہی" ہاتھ میں لے لے۔ اور گلیوں کی صفائی کرتا پھرے۔ یا لوگوں کو نماز کے لئے بلائے۔ یا کوئی غریب بیوہ جس کے گھر سودا لا کر دینے والا کوئی نہیں۔ اُسے سودا لا کر دے دیا کرے۔ تو بے شک پہلے لوگ اسے پاگل کہیں گے۔ مگر چند دنوں بعد اس سے باتیں کرنے لگ جائیں گے۔ پھر انہیں میں سے بعض لوگ ایسے نکلیں گے۔ جو کہیں گے۔ کہ ہمیں اجازت دیں۔ کہ ہم بھی آپ کے کام میں شریک ہو جائیں۔ اس طرح وہ ایک سے دو ہو جائینگے دو سے چار ہوں گے۔ اور بڑھتے بڑھتے ہزاروں نہیں۔ لاکھوں تک پہنچ سکتے ہیں"۔

پس "بجائے اس کے کہ وہ تعداد بڑھانے کے شوق میں کام نہ کرنے والوں کو اپنے اندر شامل کریں۔ جنہیں بعد میں نکالنا پڑے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ کہ کام کرنے والوں کو اپنے اندر شامل کیا جائے۔ اور جو کام کرنے کا شوق اپنے اندر نہیں رکھتے۔ انہیں شامل نہ کیا جائے کیونکہ اندر سے گند نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن باہر سے گند نہ آنے دینا بہت آسان ہوتا ہے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء)

ممبران مجلس خدام الاحمدیہ کا عہد نامہ اور پروگرام

مجلس خدام الاحمدیہ میں داخلہ کے وقت مندرجہ ذیل عہد ہر ممبر سے لیا جائے۔ تمام عہد کنندگان کے نام محفوظ رکھے جائیں۔ اور سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو ان کے متعلق اطلاع دی جائے۔

عہد نامہ:۔ مَیں عہد کرتا ہوں:۔

(۱) کہ اگر کسی وقت خدا نخواستہ جھوٹ بولوں اور وہ جھوٹ ثابت ہو جائے۔ تو میں خوشی سے ہر سزا برداشت کرنے کے لئے تیار ہونگا۔

(۲) میں آئندہ یہی سمجھوں گا۔ کہ مَیں احمدیت کا ستون ہوں۔ اور اگر میں ذرا بھی ہلا۔ اور میرے قدم ڈگمگائے۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ احمدیت پر زد آگئی۔

(۳) مقرر کردہ پروگرام پر عمل نہ کرنے یا غیر حاضر ہونے کی صورت میں جو بھی سزا تجویز کی جائے۔ اسے بخوشی قبول کروں گا۔

(۴) میں اپنی قوتوں کو ایسے رنگ میں استعمال کروں گا۔ کہ اپنے فوائد کو بالکل بھلا دوں۔ اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا اپنا مقصود قرار دے لوں۔

(۵) کم از کم نصف گھنٹہ روزانہ باقی ممبروں کے ساتھ شامل ہو کر مجلس کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق ہاتھ سے کام کرتا ہؤا خدمتِ خلق کروں گا۔

(۶) اگر مجلس کو ضرورت پڑے۔ تو سال میں دس دن اکٹھے وقف کروں گا۔

(۷) نصف گھنٹہ کے ہاتھ کے کام کے علاوہ اوقاتِ دیگر میں سے بھی کچھ وقت مجلس کے باقی پروگرام مثلاً امداد بیوگان و مساکین یا تبلیغ وغیرہ کے لئے وقف کروں گا۔

(۸) حسب استطاعت ماہوار چندہ دونگا۔

پروگرام:۔ مجلس کے لئے ذیل کا پروگرام تجویز کیا گیا ہے:۔

(۱) "پروگرام تحریک جدید کا ہی ہو۔ تم تحریک جدید کے والنٹیر ہو گے۔ تمہارا فرض ہوگا۔ کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔ تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی کی نوجوانوں میں عادت پیدا کرو۔ تم تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرو۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی بلکہ ہر مذہب کے غریبوں اور مسکینوں اور بے کسوں کی۔ تا دنیا کو معلوم ہو۔ کہ احمدی اخلاق کتنے بلند ہوتے ہیں۔

"ممبر نوجوانوں کے اخلاق درست کریں۔ انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دیں سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں۔...... دینی علوم پڑھنے اور پڑھانے کی طرف توجہ کی جائے"۔ (اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ)

(۲) ہر ممبر کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ کم از کم نصف گھنٹہ روزانہ مجلس کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق "خدمت خلق کے لئے وقف کرے۔ سارے ممبر ایک جگہ جمع ہو کر کام کریں۔ اگر مجلس کو ضرورت پیش آئے۔ تو ہر ممبر کم از کم دس دن سال میں اکٹھے وقف کرے۔

(۳) ہاتھ کے کام میں سڑکوں کی صفائی۔ بوجھ اٹھانا۔ اسٹیشنوں پر پانی پلانا۔ محتاجوں کا سامان اٹھانا۔ تکفین و تدفین وغیرہ شامل ہیں۔

(۴) نمازوں میں باقاعدگی پیدا کرنا اور صبح کی نماز کے لئے جگانا۔

(۵) کمزوروں کی تربیت۔

(۶) بیماروں کی عیادت۔

(۷) فرسٹ ایڈ (اگر ممکن ہو)

دیگر ہدایات:۔ (۱) روزانہ اجتماعی کام کے لئے نصف گھنٹہ حسب حال مقرر کرنے کی ہر مجلس کو اجازت ہے۔

(۲) ہفتہ وار رپورٹ ہر جمعہ کو ارسال کر دی جائے۔ خانہ پُری ہر روز ضروری ہے۔ یہ رپورٹ بک پوسٹ کے ذریعہ دو پیسہ میں بھیجی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ لفافہ کھلا رکھا جائے۔ اور اس میں کوئی خط نہ ڈالا جائے۔

(۳) بیواؤں کی خبر گیری کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاکہ قبیح نتائج پیدا نہ ہوں۔ نوجوان بیواؤں کی امداد عمر رسیدہ اشخاص کو کرنی چاہیئے۔ اور عمر رسیدہ بیواؤں کی نوجوانوں کو۔ مختلف ممبروں کو باری باری اس کام پر مقرر کیا جائے۔ ممبران کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ بیوگان کے گھروں میں داخل نہ ہوں۔ نہ وہاں سے کچھ کھائیں پئیں۔ اور نہ ان سے کسی قسم کے تعلقات بڑھائیں۔

(۴) ممبروں کی تعداد بڑھانے کے لئے تحریک جاری رکھی جائے۔ ممبر بناتے وقت یہ دیکھ لیا جائے۔ کہ وہ کام کرنے والے اشخاص ہوں۔

(۵) صبح کی نماز کے لئے ہمیشہ نہ جگانا چاہیئے۔ بلکہ ایک ہفتہ جگانے کے بعد ایک ہفتہ چھوڑ دیا جائے۔ تا لوگوں میں جگانے سے ہی اٹھنے کی عادت نہ پیدا ہو جائے۔ (فی الحال احمدیوں کو ہی اٹھایا جائے)

(۶) کم از کم نصف گھنٹہ کے لئے ہر روز اجتماعی کارگزاری ضروری ہے۔ نمازوں کے لئے ہشیار اور بیدار کرنا۔ عیادت۔ بچوں کی تربیت۔ بیوہ پروری وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔

(۷) بچوں کی نگرانی کے لئے چالیس سال سے زاید عمر کے احباب مقرر کئے جائیں۔ جن میں ہمت اور استقلال ہو۔ اور ان کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں:۔

خدّام کا پروگرام

(از افکار مکرم خانصاحب ذوالفقار علی خاں گوہر رام پوری)

ہمت ہو تو ہر کام سنور جاتا ہے
تکلیف کا وقت بھی گذر جاتا ہے
قُربانیاں ہیں مدارِ عظمت گوہر
زندہ وہی رہتا ہے جو مر جاتا ہے

جو بحرِ معصیت سے ڈوبے ہوئے نکالے
جو بے حیائیوں سے بچنے کی راہ دکھائے
تکلیف دوسروں کی جو اپنی جان پر لے
مظلوم و غمزدہ کی خاطر جو دُکھ اٹھائے
بیواؤں اور ضعیفوں کا ہو جو خود معاون
دنیا کو علم قرآں۔ ایمان و معرفت دے
ذوقِ عمل کی بجلی رگ رگ میں سب کی بھر دے
جو "ن والقلم" کی تفسیر ہو مجسّم
بیداریٔ عمل کی جس میں ہو روح ساری
پستی کو دے بلندی صدق و صفا سے اپنے
ہو جان و مال جس کا وقف رضائے مولےٰ
ہو خُلق عاجزانہ سیرت میں جس کی داخل
صبر و سکوں کا جو ہو اک بے نظیر خاکہ
نافع وجود جس کا مخلوق کے لئے ہو
ہو بے نظیر جس کا طرزِ عمل جہاں میں

روحانیت سے نیچے گرتے ہوئے سنبھالے
اخلاق سوزیوں سے دنیا کو جو بچالے
محتاج بیکسوں کا جو بارِ غم اٹھالے
بیمار و ناتواں کی خدمت سے جو دعا لے
جو خستہ و یتامیٰ کو سینہ سے لگالے
جو بن پڑھے ہوؤں کو محنت سے خود پڑھالے
بیکار رہنے والوں کو کام پر لگالے
جو لکھ نہ سکتے ہوں کچھ لکھنا انہیں سکھالے
جو لبستیاں ہوں غافل جا کر انہیں جگالے
جو راستے ہوں گندے ستھرا انہیں بنالے
خوش ہو کے دے خدا کو جو دے کے پھر خدا لے
روٹھے ہوں جو خدا سے جا کر انہیں منالے
سُن لے بطیب خاطر جو کچھ کوئی سُنالے
خلقِ خدا کی خاطر اپنے کو جو مٹالے
امنِ جہاں کی خاطر خطروں میں جان ڈالے
ان خوبیوں کے مالک ایسے کمال والے

گوہر سُنیں تو ہم بھی وہ کون ہیں۔ بتاؤ؟
سُن لیجئے یہ ہم سے یہ پاک و نیک سیرت
کہلاتے ہیں جہاں میں خدامِ احمدیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) بچوں کو پنجگانہ نمازوں میں باقاعدہ لائیں۔
(۲) سوال و جواب کے طور پر دینی و مذہبی مسائل سمجھائیں۔
(۳) ان سے وہ کام لیں۔ جن کے نتیجہ میں محنت کی عادت۔ سچ کی عادت۔ نماز کی عادت۔ ان میں پیدا ہو۔
(۴) بچوں کو اپنی نگرانی میں کھلائیں۔
(۵) ان کی اخلاقی خرابیوں مثلاً گالی گلوچ کو دور کریں۔
(۶) ان میں اخلاق فاضلہ پیدا کریں۔
(۷) پریڈ (اگر ممکن ہو)
(۸) ممبران کو کام میں باقاعدہ حاضر ہونے کے لئے ہر زعیم کا فرض ہے۔ کہ انہیں تلقین کرے اور اپنی انتہائی کوشش اس کام میں صرف کرے
(۹) تمام زعماء اپنے جملہ ممبران کی فہرست معہ فہرست مقررہ چندہ سیکرٹری کو بھیج دیں۔
(۱۰) ہر مجلس کو چاہیئے۔ کہ ہفتہ وار رپورٹ کے علاوہ ایک ماہوار رپورٹ بھیجا کرے۔ جس میں روزانہ معمولی کاموں کے علاوہ خاص واقعات اور کاموں کا ذکر ہو۔ جس میں بحیثیت مجلس نمایاں طور پر کام کیا گیا ہو۔ مثلاً غیر احمدی اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی دعوتوں اور جلسوں کے انتظامات ان کے بیماروں کی عیادت وغیرہ۔
(۱۱) دیگر مذاہب کی بیواؤں کے پاس بلا واسطہ نہ پہنچا جاوے۔ بلکہ ان مذاہب کی سوسائیٹیوں کو لکھا جاوے۔ کہ ہم حتی الوسع آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ پھر وہ سوسائٹیاں اگر بیواؤں کی خدمت سپرد کریں تو یہی کی جائے۔ اگر جلسوں اور دعوتوں کے انتظامات سپرد کریں۔ تو وہی کئے جائیں۔
(۱۲) کسی رکن کی ایک غیر حاضری بھی برداشت نہ کی جائے۔ بلکہ فوراً ہر مجلس کی کمیٹی اس پر تعزیری کارروائی کرے۔ اور غیر حاضر کو سزا دے۔ اگر کوئی زعیم سست ہو۔ یا کسی ریزولیوشن پر عمل نہ کرے۔ تو مجلس مرکزیہ اس پر تعزیری کارروائی کرے۔
(۱۳) اس ہفتہ میں بھی جبکہ جگانے وغیرہ کا پروگرام نہ ہو۔ ان لوگوں کو جو نمازوں میں خاص طور پر سست ہیں۔ جگایا جائے۔
(۱۴) حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کو کہ "اگر مجلس خدام الاحمدیہ ہر جگہ نائٹ سکول کھول دے۔ اور ان لوگوں کو جن کو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں آتا۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانا شروع کردے۔ تو یہ ایک ایسی خدمت ہوگی۔ جو انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا مستحق کردیگی"۔ بھی لائحہ عمل میں شامل کیا جائے۔
(۱۵) حضرت امیر المؤمنین کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ "مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے خدمت کا ایک موقع ہے۔ اس کے والنٹیئر لوگوں کے گھروں میں جائیں۔ اور مردوں اور بچوں کو (تحریک جدید کے جلسوں میں شریک ہونے کی) تحریک کریں۔ تمام ارکان تحریک جدید کے جلسوں میں مستعدی سے کام کریں۔ اور کوئی مرد یا بچہ ایسا نہ چھوڑیں۔ جو ان میں شامل نہ ہو۔
(۱۶) ہر مجلس کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ ارکان سے جمع شدہ چندہ میں سے (جو رسید دیکر وصول کیا جائے) ¾ مقامی ضروریات کے لئے خرچ کرے۔ باقی ¼ مرکز میں جمع کرانا ضروری ہے۔ اس چندہ کے علاوہ ایسے اصحاب سے جو رکن نہ ہوں۔ زعماء و دیگر اصحاب عطیہ جات لیں۔ جو مرکزی ضروریات کے لئے مرکز میں جمع کرائے جائیں۔ رسید بک ختم ہونے پر مرکزی سکرٹری کو بھیجی جائے۔ اور نئی رسید بک منگوالی جائے۔
(۱۷) غیر حاضر ارکان کو ایسی سزا دی جائے۔ جو ان میں احساس ندامت پیدا کردے۔ مثلاً تبلیغ۔ مسجدوں کی صفائی وغیرہ۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے چھوٹی کتب کا مطالعہ اور امتحان۔ پنکھا کشی۔ بعض فوری کاموں میں ان سے استفادہ وغیرہ۔

(خادم الاحمدیہ خاکسار خالد بی۔ اے (آنرز) سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان دارالامان)

پانچہزار سپاہی والی الٰہی فوج کی یادگار

اللہ تعالےٰ نے جن احباب کرام کو یہ توفیق عطا فرمادی ہے۔ کہ وہ تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں شمولیت کا فخر حاصل کرچکے ہیں۔ ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار والی سپاہیوں کی الٰہی فوج میں ان کا ہی نام آئے گا۔ جو متواتر دس سال تک بغیر کسی سال میں ناغہ کئے کے اپنے وعدہ کو سال بسال سو فی صدی پورا کرتے چلے جاویں گے۔ یعنی جنہوں نے ہر سال جو وعدہ کیا۔ اسے سو فی صدی پورا کردیا ہے۔ اور جو اب پانچویں سال کے لئے وعدہ کیا ہے۔ اور آئندہ چھٹے۔ ساتویں آٹھویں۔ نویں اور دسویں سال میں جو وعدے کریں گے۔ اسے بھی سو فی صدی پورا کریں گے۔ انہی لوگوں کے بارے میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ کہ "میں نے چاہا۔ کہ وہ لوگ جو اس تحریک میں آخر تک (کم از کم دس سال تک) استقلال کے ساتھ حصہ لیں۔ ان کے ناموں کو محفوظ رکھنے کے لئے اور اس غرض کے لئے کہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے لئے دعائیں کرتی رہیں۔ کوئی یادگار قائم کروں۔ لوگ اولاد کے لئے تڑپتے ہیں۔ کہ شاید ان سے نیک نام باقی رہے۔ مگر اولاد کی نیکی کا کون ذمہ وار ہوسکتا ہے۔ مگر تحریک جدید کا حصہ نیک نام قائم رہنے کی بفضلہ تعالےٰ ضمانت ہے۔ اور کیا تعجب۔ کہ جو اس ذریعہ سے اپنی نیکی کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالےٰ اسکی اولاد کو بھی نیکی قائم رکھنے والا بنادے۔

پس ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ ان پانچہزار سپاہیوں کی کوئی مستقل یادگار قائم کریں۔ کیونکہ وہ سب لوگ جو اس "جہادِ کبیر" میں آخر تک ثابت قدم رہیں گے۔ ان کا حق ہے۔ کہ ان کا نام عزت سے لیا جائے۔ اور یہ ان کا حق ہے کہ ان کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رہے"۔

ایسے احباب کے لئے جو تحریک جدید کے جہاد کبیر میں مستقل طور پر دس سال تک باقاعدہ حصہ لیتے ہوئے قربانی کرتے چلے جائیں گے۔ یہی وہ لوگ ہوں گے۔ جو اللہ تعالےٰ کے حضور اس کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہونگے۔ جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہ اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں کے مورد ہوئے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے ناموں کی ایک فہرست مکمل کرکے اور ساتھ اس کے تحریک جدید کی ایک مختصر سی تاریخ لکھ کر چھاپ دی جائیگی۔ اور اس کتاب کو دفتر تحریکِ جدید مفت تمام احمدیہ لائیبریریوں میں بھیجے گا۔ نیز مرکز میں ایک اہم لائبریری قائم کی جاوے گی۔ جس کے ہال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار والی سپاہیوں کی پیشگوئی کے پورا کرنے میں حصہ لینے والوں کے نام لکھدیئے جاوینگے۔

پس مبارک ہیں وہ جو اس شاندار تحریک میں حصہ لینے والے ہیں۔ وہی اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور فضلوں کے وارث ہوں گے۔ جو اس تحریک جدید میں متواتر دس سال تک اپنے عزیز مال کی قربانی راہِ خدا میں اشاعتِ اسلام اور اشاعتِ احمدیت کے لئے کرتے چلے جائیں گے۔ والسلام

(خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

تحریک جدید اور قیام اسلام

(از مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین۔

(۲) اہم مضمون کو شروع کرنے سے قبل چند ایک اصولی باتوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جن پر تحریک جدید کی اہمیت کا سمجھنا موقوف ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ ہر چیز کی قدر و منزلت اور ہر معاملہ کی اہمیت اس کے حالات سے بڑھتی اور گھٹتی ہے۔ اور یہ اصول دینی اور دنیاوی۔ روحانی اور جسمانی ہر دو سلسلوں میں جاری اور ساری ہے۔ پھر دینی معاملات میں ہمیں یہ بات خصوصیت سے نمایاں معلوم ہوتی ہے۔ کہ اگر ایک چیز کے اختیار کرنے کا فائدہ غیر محدود اور دائمی ہو۔ تو اسکی اہمیت اس چیز سے بہت زیادہ ہوگی۔ جس کا فائدہ محدود اور غیر دائمی ہو۔ پھر اس کے حصول کے لئے بھی اتنی زیادہ محنت درکار ہوگی۔ جتنی زیادہ اس چیز کی اہمیت ہوگی۔

اسی طرح اگر ایک بات کے ترک کرنے کا نقصان غیر محدود اور دیرپا ہو۔ تو بھی اس کا اختیار کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اور اس کا ترک موجب خسران و تباب بنتا ہے۔

پھر وقت کی نزاکت اور پیش آمدہ حالات کی شدت بھی ہر معاملہ کی اہمیت کی ضامن ہوتی ہے۔ مثلاً کسی ملک پر دشمن ایسے وقت میں حملہ آور ہو۔ کہ اہل ملک دشمن سے کم تعداد میں ہوں۔ اور ساز و سامان میں بھی کم ہوں۔ اور دشمن نہ صرف باہر کے ہوں۔ بلکہ اندرونی دشمن بھی موجود ہوں۔ تو ایسے موقعہ میں جبکہ زندگی اور موت اور "تخت یا تختہ" کا سوال ہو۔ تو کوئی عقلمند اور زیرک انسان غفلت اور سستی جائز قرار نہیں دے سکتا۔ بلکہ سستی غفلت کا خیال بھی نہیں کرسکتا۔ اور ایسے حالات میں جبکہ معاملہ نہایت نازک صورت اختیار کرچکا ہو۔ اور خوش قسمتی سے قوم کی باگ ڈور اگر ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو۔ جو نہایت ہی دانا اور زیرک ہو۔ اور پھر یہ کہ خدا تعالےٰ اسکی پشت پر ہو۔ اور اس سے ہمکلام ہوتا ہو۔ اور وہ عالم الغیب والشہادہ کے اشارہ اور حکم کے ماتحت قوم کے سامنے ایسا پروگرام رکھے۔ جو پہلے برگزیدوں کا بھی آزمودہ اور بیان کردہ ہو۔ تو اس پروگرام کی اہمیت بہت ہی بڑھ جاتی ہے۔ اور اسکی شان اور عظمت میں بہت اضافہ ہوجاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہیں بیان کردہ اصولوں کی بنا پر جب ہم تحریک جدید کے مطالبات کو دیکھتے ہیں۔ تو اسکی اہمیت اور عظمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور اس کا اختیار کرنا اور اس پر عمل کرنا ہر فرزندِ احمدیت کے لئے لازمی اور ضروری بن جاتا ہے۔ اب میں بتاتا ہوں۔ کہ یہ پروگرام کن حالات میں اور کس وقت اور کس کی طرف سے جماعت کے سامنے رکھا گیا ہے۔ وقت اور حالات کی نزاکت کا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار سے پتہ لگ سکتا ہے۔ جو اسلام کا مرثیہ کہتے ہوئے حضور نے فرمائے ہیں:۔ ؎

بیکسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دینِ احمدؐ کار نیست
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

پھر آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۱ و ۵۲ پر اپنے دردِ دل اور اسلام کی نازک حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"زمانہ کی حالت کو دیکھو۔ اور آپ ہی ایماناً گواہی دو۔ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں الٰہی مددوں کی دین اسلام کو ضرورت ہے اس زمانے میں جو کچھ دین اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کی گئی۔ اور جس قدر شریعت ربانی پر حملے ہوئے۔ اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا۔ کیا اسکی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں۔ اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے۔ یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں۔ اور شائع کی گئیں۔ کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے۔ کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے۔ اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔ اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے۔ اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے۔ تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا۔ اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم صلعم کی کی گئی۔ دُکھا۔ پس کیا ابھی اس آخری مصیبت کا وہ وقت نہیں آیا۔ جو اسلام کے لئے دنیا کے آخری دنوں میں مقدر تھا۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور زمانہ بھی آنے والا ہے۔ جو قرآن کریم اور حدیث کی رو سے ان موجودہ فتنوں سے کچھ زیادہ فتنے رکھتا ہوگا......

سوچو کہ اس زمانہ میں ان بے راہیوں کا کچھ انتہا بھی ہے۔ ان آفتوں نے اسلام کے دونوں بازوؤں پر تبر رکھ دیا ہے۔ اے سونے والو۔ بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو اُٹھ بیٹھو۔ کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آ گیا۔"

مذکورہ بالا حوالہ اس بات پر کافی گواہ ہے۔ کہ اسلام پر بہت ہی نازک وقت آ گیا ہے۔ ایسا نازک کہ اگر اس کے بدلے میں اپنے عزیز واقربا کو مروانا پڑے اپنی جانِ عزیز دینی پڑے۔ اور اپنے اموال واملاک سے ہاتھ دھونا پڑے۔ تو بھی اسلام کے مصائب کے مقابلہ میں یہ زیادہ آسان اور معمولی بات ہے۔ اور بہت کم رنجدہ ہے۔ اور اس پر مزید ستم یہ کہ اسلام کے نام لیوا کچھ ایسی مدہوشی سے محوِ خواب ہیں۔ کہ جاگنے میں ہی نہیں آتے۔ اور مصائب اور حوادثات کی گھٹائیں اور ذلت و ادبار کے پے در پے تھپیڑے بھی انہیں بیدار کرنے میں ناکافی ثابت ہوئے ہیں۔ اور وہ لوگ جو قوم کے سرکردہ اور لیڈر بنے ہوئے ہیں۔ ان کا حال عوام کالانعام سے بھی بدتر ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ وہ دابۃ الارض نہ اپنی رفعت چاہتے ہیں۔ اور نہ قوم کو ذلت سے نکالتے ہیں۔ بلکہ الٹا اسے اور زیادہ بدنامی اور ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے میں کوشاں ہیں۔ اغیار کی غلامی۔ دوں ہمتی اور لیست خیالی کا سبق محض اپنا دوزخ شکم بھرنے کی خاطر دیئے چلے جاتے ہیں۔ مگر ابھی تک ان کا پیٹ بھرتا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ ھل من مزید کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ اور ان مولویوں نے اپنے اس ظلم کو اس انتہاء تک پہنچا دیا ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ کی آواز بھی لوگوں تک نہیں پہنچنے دیتے۔ اور دوسری طرف دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر ملتِ بیضاء کے ستون کو دیمک کی طرح کھاتے چلے جا رہے تھے۔ کہ غیرت الٰہی نے ایسے پرفتن زمانہ میں جماعت احمدیہ کو دین اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ کر دیا۔ اور ان کو وہ لیڈر اور امام عطا کیا۔ جس کی دانائی زیرکی اور معاملہ فہمی کے دشمن بھی قائل ہیں۔

وہ خود بھی تحدیث نعمت کے طور پر اپنے خطبہ جمعہ ۱۵ ارفروری ۳۶ء میں فرماتے ہیں:۔ "یاد رکھو کہ بہترین جرنیل دنیا میں وہی سمجھا جاتا ہے۔ جو اپنی فوج کو عقل کے ساتھ پھیلا سکے۔ میرے مخاطب اس وقت وہ ہیں۔ جو فوجی ہنر کو نہیں جانتے۔ اور انہیں مخاطب کرنے والا وہ شخص ہے۔ جس نے کبھی اپنے ہاتھ سے تلوار نہیں چلائی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اسے علم دیا ہے۔ اور ہر قسم کا علم دیا ہے"۔ اور جو "مظہر الحق والعلاء" ہے۔ اور "حسن و احسان" میں سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہے۔ پھر جس کے ساتھ خدا بھی ہمکلام ہوتا ہے۔ اور جس کا فرمان خدا کا فرمان ہے۔ ؎

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اور موجودہ تحریک کے متعلق تو حضور خود فرما چکے ہیں۔ کہ یہ تحریک الٰہی حکم اور ارشاد کے ماتحت ہے۔ چنانچہ حضور خطبہ جمعہ ۱۵ ارنومبر ۱۹۳۵ء میں فرماتے ہیں:۔

"میں اللہ تعالےٰ پر اس تحریک کی تکمیل چھوڑتا ہوں۔ کہ یہ کام اسی کا ہے۔ اور میں صرف اس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں۔ مگر حکم اسی کا ہے"۔

نیز حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ہمارے آقا سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔ کہ "وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا"۔ اور اسی اولوالعزم نے جماعت کو صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے۔ کہ

"آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اسی طرح دنیا اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالےٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سنے گا۔ وہ جیتے گا۔ اور جو میری نہیں سُنے گا۔ وہ ہاریگا۔ جو میرے پیچھے چلیگا خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ اور جو میرے راستہ سے الگ ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیئے جائیں گے"۔ (الفضل ۲۵ جون ۳۶ء) اور تحریک جدید کا پروگرام اس الہام کی صداقت کا فعلی ثبوت ہے۔ حضور خطبہ جمعہ ۱۵ ارجنوری ۳۷ء میں فرماتے ہیں:۔ "تین سال تو پہلا قدم ہے۔...... قربانیوں کے مطالبات اب زیادہ ہوں گے۔ کم نہیں۔ جو خیال کرتا ہے۔ کہ اب سال ختم ہو گیا۔ یہ بھی ختم ہو جانی چاہئیں۔ اس کے اندر ایمان نہیں۔ میرے ساتھ اب وہی چلیں گے۔ جو یہ مستقل ارادہ رکھتے ہوں گے۔ کہ ہم نے اب سانس نہیں لینا۔ اب ہم خدا کے قدموں میں ہی مرینگے اور جان دیں گے"۔

تحریک جدید کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے ۱۹ اراپریل ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے"۔

پس ان بیان کردہ حالات کے پیش نظر تحریک جدید کا پروگرام ایک الٰہی پروگرام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا "فرض" اور "ضروری" ہے۔ یہی "فرض" اور "ضروری" کے الفاظ لکھتا ہوا سیدنا امیر المؤمنین کے ان الفاظ کو نہیں بھولا۔ کہ یہ "تحریک اختیاری" ہے۔ یہ الفاظ تو زیادہ سے زیادہ ثواب دلانے کی خاطر ہیں۔ اور سیدنا کے "دل کا حلیم" ہونے کا ثبوت ہیں۔ ورنہ جو شخص اس تحریک پر گہری نظر ڈالے گا۔ اور پھر اس کے عظیم الشان فوائد کا تصور کرے گا۔ جو اس تحریک کے مدنظر ہیں۔ تو وہ ضرور میرے ساتھ متفق ہوگا۔ کہ واقعی یہ تحریک "فرض" اور "ضروری" ہے۔

تحریک جدید کے مطالبات کی اہمیت اس سے بہت ہی بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ قرآن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ہر سچے مسلم کا پروگرام بایں پاکیزہ الفاظ بیان ہوا ہے۔ کہ قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذالك امرت وانا اول المسلمين۔ یعنی کہہ دے۔ کہ میری نماز یا دعا اور میری جانی اور مالی قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اسی کا مجھے حکم دیا ہے۔ اور میں پہلا فرمانبردار ہوں۔

اب اگر غور سے دیکھیں۔ تو تحریک جدید کے مطالبات کا بھی یہی خلاصہ ہے۔ کہ ہم یہ ثبوت دیں۔ کہ ہمارا سب کچھ دراصل اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اور ہمارا اپنا کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب مطالبہ ہوا۔ تو ہم نے اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کی جو آٹھویں شرط بیان کی ہے۔ وہ بھی تحریک جدید کے تمام مطالبات کا خلاصہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔ "ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔"

پس سیدنا امیر المؤمنین کی بیان کردہ تحریک کا نام گو تحریک جدید ہے۔ مگر در اصل یہ وہی تحریک قدیم ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کے لئے ابتدا ہی سے مقرر کی۔ اور جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بیعت کی آٹھویں شرط میں ذکر فرمایا۔

تحریک جدید کے جس قدر مطالبات ہیں۔ وہ سب قوم میں نئی روح اور نئی زندگی پھونکنے کے لئے ہیں۔ اور حضور کا یہ پروگرام دو اصلاحی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اولؔ یہ کہ اپنی اصلاح ہو۔ اور دومؔ یہ کہ دوسرے لوگوں کی اصلاح کے لئے مکمل تیاری ہو۔ اور اسلام کی حکومت نہ صرف اس کے ماننے والوں پر ہو۔ بلکہ ساری دنیا پر اس کا دامن وسیع ہو۔ اور یہ ایسے عظیم الشان کام ہیں۔ کہ جن کے لئے عظیم الشان تیاری کی ضرورت ہے۔ اور اس تیاری کا نام "تحریک جدید" ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں۔ کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی صفات کے مظہر بناؤ۔" (خطبہ جمعہ ۲۶ رنومبر ۳۷ء)

پھر ۱۴ رجنوری ۱۹۳۸ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔ "تحریک جدید کے دوسرے دور کی تحریک سے میری غرض یہی ہے۔ کہ ہم دنیا میں اسلامی تعلیم کو قائم کریں۔ ...... سو تم اگر اسلام کی تعلیم کو عملی طور پر دنیا کے سامنے پیش کرو۔ خدا تعالےٰ کی صفات کو پیش کرو۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ لوگ انہیں اختیار نہ کریں گے۔ اور تمہاری نقل نہ کرنے لگیں گے۔ ...... یہ ہدایت کرتا ہوں۔ کہ ہر جگہ تمام دوستوں کو اکٹھا کر کے ان سے پھر عہد لیا جائے۔ کہ وہ اسلامی تمدن اور اسکی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے۔ اور احیاء دین اور قیام شریعت کی بنیادوں کو مضبوط کریں گے۔ تا قلیل سے قلیل عرصہ میں وہ تمدن قائم ہو جائے جس کو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور جس کو قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔"

(۳) تحریک جدید کے مطالبات کے مطالعہ سے جو فوائد معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بیشمار ہیں۔ کاش احباب اندازہ لگا سکیں۔ کہ یہ تحریک کتنی ضروری ہے۔ اور اس کا چھوڑنا کس قدر نقصان دہ ہے ان مطالبات پر اگر پوری طرح عمل کیا جائے تو بہت سے فوائد قومی اور ملی۔ تمدنی اور معاشرتی اور بین الاقوامی تعلقات کے حاصل ہو سکتے ہیں۔

پس جو پروگرام اتنا اہم ہو۔ اور کثیر فوائد پر مشتمل ہو۔ اس پر عمل کرنے والی قوم کتنی ترقی پذیر اور کتنی ہی خوش قسمت ہو سکتی ہے۔ پھر تحریک جدید کے مطالبات کتنے ہی شاندار نظر آتے ہیں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے سوا دوسری جماعتیں بھی عملاً یہی پروگرام اختیار کر رہی ہیں۔ جو تحریک جدید کا ہے۔

پھر "پانچہزاری" سپاہیوں میں شامل ہونے کا موقعہ بھی کتنا روح پرور اور ایمان افزا ہے جو تحریک جدید کے مطالبات پر کامل طور پر عمل کرنے کی صورت سے حاصل ہوگا۔ جو لوگ اس موقعہ کو کھو دینگے۔ جو محض اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں عطا کیا ہے۔ ان سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی بد قسمت نہیں ہو سکتا۔ یہ مبارک دور مدتوں کے بعد آیا ہے۔ اور گذر جائے گا۔ اور خدا کے سلسلہ کو ترقی حاصل ہو کر رہے گی۔ پس جماعت کو اس موقعہ سے خوب فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

بالآخر میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین کے ان مبارک کلمات پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ جو الفضل ۲ر اگست ۱۹۳۶ء میں چھپے ہوئے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اگر تم نے دیانتداری سے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ تو اے مردو اور اے عورتو تمہارا فرض ہے۔ کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا جانتا ہے۔ کہ جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ خدا اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو۔ اور اپنا تن اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول کے لئے قربان کردو۔"

اے قادر و غالب خدا تو ہم سب کو اپنی راہوں اور اپنے موعود خلیفہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہٖ کے ارشادات پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

تحریک جدید کے تبلیغی مشن اور تجارتی و صنعتی ادارے

(از خان صاحب ذوالفقار علی خاں ناظم تجارت و تبلیغ)

احباب کو تحریک جدید کے متعلق تمام معلومات مختلف خطبات حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ کے ذریعہ حاصل ہو چکے ہیں۔ تحریک جدید کی غرض بھی معلوم ہو چکی ہے۔ جس قدر رقوم اس مد میں احباب کی طرف سے وصول ہوتی ہیں۔ وہ مختلف مدات میں صرف ہوتی ہیں۔ ان رقوم میں سے ایک حصہ مبلغین کے مصارف کے لئے ایک معینہ مدت تک دیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی صرف اس قدر کہ وہ نہایت مختصر سامان زندگی کے ساتھ زمانہ تبلیغ میں گذر کر سکیں۔ اسی میں ان کا کھانا پینا لباس اور اشاعت ٹریکٹ وغیرہ شامل ہیں۔ صرف آمد و رفت مبلغین اور مرکز کی منظوری سے بعض کتب سلسلہ کا ملکی زبان میں ترجمہ اور اشاعت کے لئے علیحدہ رقوم مہیا کی جاتی ہیں۔

مبلغین کے ماہانہ مصارف

مبلغین کو اس وقت تک کہ وہ زبان سیکھ لیں۔ خرچ دیا جاتا ہے۔ اور پھر وہ حسب افراد خود اپنی روزی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اور باقاعدہ مرکز کے انتظامات کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ بعض صورتوں میں مشن کے لئے مکان کا کرایہ بھی مہیا کیا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ کسی ایک مبلغ کو -/-/۷۰ روپے تک ماہوار یورپ میں صرف دیا گیا ہے۔

بیرون ہند کے مجاہدین اور ان کا گذارہ

(۱) مولوی عبد الغفور صاحب جاپان -/-/۶۷ روپے
(۲) محمد اسحاق صاحب ہانگ کانگ -/-/۵۰
(۳) ملک عزیز احمد صاحب جاوا -/-/۴۰
(۴) مجاہد ہنگری -/-/۶۰
(۵) مولوی محمد الدین صاحب یوگوسلویہ -/-/۶۰
(۶) ملک محمد شریف صاحب اٹلی -/-/۷۰
(۷) مولوی رمضان علی صاحب ارجنٹائن -/-/۲۷
(۸) مولوی غلام حسین صاحب ایاز صرف خرچ ڈاک -/-/۱۶ باقی وہ خود گذارہ کرتے ہیں۔
(۹) پولینڈ میں آجکل کوئی مبلغ نہیں ہے۔ -/-/۷۵

واقفین زندگی کی تعلیم و تربیت

اس کے علاوہ ایک حصہ مبلغین واقفین زندگی کی تعلیم و تربیت پر خرچ ہوتا ہے۔ جو دارالامان میں رہ کر نہایت عجلت اور محنت سے اپنا کورس پورا کر رہے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ان کی تعلیم و تربیت کی بذات خاص نگرانی فرماتے ہیں۔ خود ہی ان کے لئے کورس مقرر فرمایا ہے۔ ان کی کتب اور معلمین کے وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ خود ان کو بھی -/-/۱۵ روپے فی کس کے حساب سے الاؤنس ملتا ہے۔

مبلغین اندرون ہند

اس کے علاوہ ایک اور مد ہے۔ جس میں ایسے مبلغین ہیں۔ جو مختلف منتخب مراکز میں دن رات رہتے ہیں۔ اور اپنے حلقہ میں تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے مکانات مہیا کئے جاتے ہیں۔ مصارف کتب ضروری اور مصارف جلسہ ہائے مقامی ادا کئے جاتے ہیں۔ ایسے مرکزوں میں کبھی کبھی مناظرے بھی کرنا پڑتے ہیں۔ اور ان کے لئے علمائے سلسلہ کے مصارف سفر مہیا کئے جاتے ہیں۔ ان مبلغین کو -/-/۱۵ ماہوار فی کس بصورت غیر شادی شدہ ہونے کے الاؤنس دیا جاتا ہے۔ شادی شدہ کو -/-/۲۰۔ بعض مبلغین کو کچھ امداد عقد نکاح کے مصارف کے لئے دی جاتی ہے۔ جو بہت معمولی ہوتی ہے۔ یہ مبلغین بھی واقفین زندگی ہیں۔

ممالک غیر میں مبلغین

بعض مبلغ ایسے ہیں۔ کہ ان کو صرف خرچ راہ دے کر کسی ملک غیر میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے مصارف خود برداشت کر کے مرکز کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ ایک مد اس خرچ کی

انتظام بورڈنگ ہوس

تعلیم الاسلام ہائی اسکول ہے۔ جس میں کچھ الاؤنس سپرنٹنڈنٹ کو ملتا ہے۔ اور پانچ ٹیوٹر مقرر ہیں۔ ان میں سے تین ٹیوٹروں کا خرچ تحریک جدید ادا کرتی ہے۔ ایک مد خرچ تجارت ہے۔ تجارتی کاموں میں

ویدک یونانی دواخانہ

دہلی میں سب سے بڑی تجارت ہے۔ اس میں اور حصہ دار بھی ہیں۔ مگر نصف سرمایہ سے زیادہ تحریک جدید کا ہے۔ اس کے علاوہ دستکاری کی تعلیم پر بھی کافی روپیہ صرف ہو رہا ہے۔

دار الصناعات

کے ماتحت قادیان میں لکڑی۔ لوہے اور چمڑے کا کام ہوتا ہے۔ جہاں فرنیچر ہر قسم کا بوٹ۔ شوز۔ چپلیاں تیار ہوتی ہیں۔ چاقو چھری۔ انگیٹھیاں۔ ریتے وغیرہ بنتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس شاخ میں ایک بورڈنگ ہے۔ اور کچھ طلبار پانچ سال کے معاہدہ پر ان ہر سہ شعبہ جات صنعت کے لئے منتخب کر لئے گئے ہیں۔ وہ بورڈنگ میں رہتے ہیں۔ اور ان کے مصارف خورونوش لباس وغیرہ بذمہ دارالصناعت ہے۔ اور وہ تحریک جدید کا ایک شعبہ ہے۔ ان کے علاوہ ایک مد خرچ

خرید اراضیات

صوبہ سندھ ہے۔ روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے تبلیغ کے سلسلہ میں ایک شاخ ایسی تعلیم کی کھولی جا رہی ہے۔ جس میں مبلغین کو دیہاتی مدارس کے لئے مدرس بنایا جائے گا۔ ان کو زراعتی تعلیم بقدر ضرورت دی جائے گی۔ اور کاشت کے لئے زمین خرید دی جائے گی۔ آلات کشاورزی وغیرہ مہیا کر دیئے جائیں گے۔ بعض کو لوہارے ترکھانے کا کام سکھا کر دیہات میں آباد کیا جائے گا۔ اور وہ تبلیغ بھی کریں گے۔

تبلیغ کے مشن

مقامات ذیل میں ہیں:۔ لنڈن۔ روم۔ جاپان (کوبے) چین (ہانگ کانگ) جاوا (پروو کرتو) جاوا (سرو بایا) ارجنٹائن جنوبی امریکہ (بونس آئرس) سنگاپور۔ ویسٹ افریقہ۔ سرالیون فری ٹون۔ لنڈن میں زیر تعلیم مولوی جلال الدین صاحب شمس ایک مبلغ ہے۔ بوڈاپسٹ (ہنگری) اور یوگوسلیویا۔ پولینڈ کے مبلغین ان مقامات کو چھوڑ چکے ہیں۔ یوگوسلیویا کے مبلغ روم میں ہیں۔ ان کو البانیہ بھیجا جا رہا ہے۔ بوڈاپسٹ اور یوگوسلیویا اور پولینڈ یا دوسرے مقامات کے لیے

سات مبلغ

تیار ہیں۔ جو عنقریب جانے والے ہیں۔ یہ مختصر سا خاکہ ہے۔ اصل کام کی رپورٹ تبلیغ کے متعلق وقتاً فوقتاً اخبار فاروق میں نکلتی رہتی ہیں۔ دارالصناعت اور دیدک یونانی دواخانہ کے کاموں کا اندازہ جماعت کو بفضلہ تعالےٰ حاصل ہو چکا ہے۔ تجارتی کاموں کی ترقی کے لئے سامان وغیرہ اور کاریگر باہر سے بلانا پڑتے ہیں۔ اس میں دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مگر قریب وقت ہے۔ کہ خدائے کریم سامان کے حصول میں آسانیاں پیدا فرمائیگا۔

تحریک جدید کا مطالبہ نمبر ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

تحریک جدید کا دارالصّناعت

(از مولوی محمد عبداللہ صاحب بتالوی سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ دارالصناعت قادیان)

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ (حدیث نبوی صلعم)

ہے لطف یہ کسی کو نہ صنعت سے عار ہو ٭ ہر اک گریجوایٹ یہاں دستکار ہو
بی۔ اے بنے لوہار تو ایم۔ اے چمار ہو ٭ پھر دیکھنا کہ ملک میں کیسی بہار ہو

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ یعنی اے انسانو! ہم نے تمہارے شعبے اور قومیں اور قبیلے تو اس واسطے بنائے ہیں۔ کہ تم اس کے ذریعہ سے ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرو۔ نہ اس لئے کہ تم ان کو اپنی عزت یا فخر کا ذریعہ سمجھ لو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل عزت تو وہ انسان ہے۔ جو تم میں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو۔ افسوس کہ باوجود ایسے صریح اور صاف فیصلہ کی موجودگی کے آج کل مسلمانوں میں صرف نسلی اور نسبی فخر اس حد تک بڑھ گیا ہے۔ کہ سوائے چند اقوام سید۔ قریشی مغل۔ افغان۔ راجپوت وغیرہ کے باقی جملہ اقوام کو قابلِ عزت ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اور اگر ان اقوام میں سے بھی کسی قوم کا کوئی فرد دستکاری کرنے لگ جاوے۔ اور بے کاری کی لعنت سے نکل کر کسب حلال کمانے کا طریق اختیار کرے۔ تو وہ ان کی نظر میں اس عزت کے مقام سے نیچے گر جاتا ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ الکاسب حبیب اللہ کہ اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے کھانے والا خدا کا پیارا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں یعنی ہاتھ پاؤں اور اعضاء اور جوارح اور قوتوں سے کام لے کر شکریہ کا حق ادا کیا۔ کیونکہ عملی شکریہ کسی انعام کا یہی ہے۔ کہ اسکی قدر کی جائے۔ اور اس کو برمحل استعمال کر کے عملاً ثابت کیا جائے۔ کہ اس نے اس انعام کو قبول کیا ہے۔ اور اسکو بے قدری کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ اسی کا نام حقیقی شکر گذاری ہے۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے برکت عطا ہوتی ہے۔ اور وہ اس کے عوض میں انعامات پر انعامات نازل کرتا اور ترقی پر ترقی دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں اپنا یہ قانون بیان فرمایا ہے۔ کہ لئن شکرتم لازیدنّکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ کہ اگر تم میری دی ہوئی نعمتوں کے شکر گذار اور قدر دان ہو گے۔ تو میں زیادہ سے زیادہ نعمتیں تمہیں دیتا جاؤنگا۔ لیکن اگر کفرانِ نعمت کرو گے۔ تو پھر یاد رکھو کہ میرے سخت عذاب کے مورد ہو جاؤ گے۔

اگر دنیا جہان کے انسانوں پر نگاہ ڈالکر دیکھا اور غور کیا جاوے۔ تو صاف نظر آ جائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے عقل اور دانش اور قوتے اور استعدادوں کو کسی خاص ملک یا قوم کے حصہ میں نہیں دیا۔ اور نہ ہی کسی ملک اور قوم کو ہمیشہ کے لئے اس سے محروم کر دیا ہے۔ بلکہ اس نے نسبی فخر اور قومی امتیاز کو مٹانے اور ہر ملک اور قوم کو ترقی کرنے اور جد وجہد کے میدان میں لانے اور ان کا حوصلہ بڑھانے کا یہ سامان کیا ہے۔ کہ اگر ایک وقت میں کسی ملک یا قوم نے قانون خداوندی پر عمل کر کے عروج اور ترقی کا کمال حاصل کیا ہے۔ تو دوسرے وقت میں اس کے برخلاف عمل کر کے ناشکری اور غفلت کی وجہ سے وہی قوم قعر مذلت میں جا پڑی ہے۔ یہانتک کہ ان کے حالات کو دیکھ کر کسی کو گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ کبھی اس قوم پر بھی کمال اور ترقی کا دور آیا تھا۔ اور ایسا ہی ایک قوم صدیوں تک گوشۂ گمنامی میں رہ کر یکدم بیدار ہو جاتی اور خداداد قوتوں اور استعدادوں سے کام لے کر اوج کمال پر پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ موجودہ مسلمانوں کے اسلاف کی انتہائی ترقی اور اس کے بعد ان کی موجودہ پستی اسی مد و جذر کا پتہ دیتی ہے۔ ایسا ہی اہل یورپ کی گذشتہ جہالت کے زمانہ کا مقابلہ اگر ان کی موجودہ ترقی یافتہ حالت سے کیا جاوے۔ تو اسکی اس سنت کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ کہ اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا۔ جبتک کہ وہ قوم خود اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔

آج کل اہل مغرب اور جاپان نے جو عروج اور ترقی حاصل کی ہوئی ہے۔ وہ صنعت و حرفت اور تجارت کی بدولت ہے۔ یا یوں سمجھ لو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمائے ہوئے طریق پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ الکاسب حبیب اللہ۔ کہ ہاتھ سے کمائی کرنے والا خدا کا پیارا ہے۔ انہوں نے خداداد عقل و فراست سے کام لے کر ضروریات زمانہ پر غور کیا۔ اور اپنے قویٰ سے کام لے کر طرح طرح کی ایجادیں کر کے اسی صنعت و حرفت اور پھر تجارت کی بدولت دنیا کے بیشتر حصہ پر اپنی فوقیت ثابت کر دی۔

اس قدر تمہید کے بعد اب میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے جو امام اور خلیفہ برحق عطا فرمایا ہے۔ وہ ہمیں پستی سے اٹھا کر بلندی پر پہنچانا چاہتا ہے۔ اس نے تحریک جدید جاری کر کے ہمیں دین اور دنیا کے تمام قسم کے کمالات حاصل کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا ہے۔ اور الٰہی تفہیم کے ماتحت ہماری راہ نمائی فرما کر ہر ایک قسم کی ترقیات کے واسطے سہولیت بہم پہنچا دی ہے۔ منجملہ ان کے ہاتھ سے کام کر کے کسب حلال کرنے اور اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالنے اور علم دین حاصل کر کے خدمت دین کرنے کے واسطے تحریک جدید کے سرمایہ سے ایک

کارخانہ دارالصناعت قادیان

میں عرصہ تین سال سے جاری فرمایا ہوا ہے۔ جس میں لکڑی اور لوہے کا کام اور چرمی کام سکھانے کے واسطے تین شعبے بنام دارالصناعت فرنیچر ہاؤس و دارالصناعت آئرن ورکس دارالصناعت فٹ ویر قائم کئے ہوئے ہیں۔ اور ان تینوں قسم کی صنعتوں کے واسطے اعلیٰ درجہ کے کاریگر منگوا کر طلباء کو صنعت وحرفت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ہر سہ مذکورہ شعبوں کا کام سکھلایا جاتا ہے۔ جو طلباء ان صنعتوں کے واسطے منتخب کئے گئے ہیں۔ وہ عموماً یتامیٰ اور مساکین ہیں۔ جن کو ہر طرح کے اخراجات خوراک و تعلیم و لباس وغیرہ تحریک جدید کے فنڈ سے دیئے جاتے ہیں اور عرصہ پانچ سال تک دیئے جاتے رہیں گے۔ اس عرصہ میں یہ طلباء صنعت متعلقہ کا کام سیکھ کر اس قابل ہو جائیں گے۔ کہ وہ جہاں چاہیں اس فن کے ذریعہ سے کسب معاش کر کے اپنا گذارہ کر سکیں۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ ان کو دینی تعلیم اور تربیت کے واسطے ایک بورڈنگ میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں ان کے اخلاق کی نگرانی کے علاوہ ان کو دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ تا کہ جب یہ عرصہ پانچ سال گذار کر فارغ ہوں تو اہلِ فن اور کاریگر ہو جانے کے علاوہ ان کے دینی معلومات بھی اس قدر ہو جاویں۔ کہ وہ ضروریات اسلام سے واقف ہوں۔ اور جہاں جہاں وہ کسب معاش کے واسطے اندرون ہند یا بیرون ہند جاویں۔ اپنے ہم پیشہ لوگوں میں تبلیغ کر سکیں۔ اور اپنے عمل اور نمونہ اور اخلاق سے دوسرے لوگوں پر اثر انداز ہوں

چنانچہ صنعت، چوبی کے طلباء ایک حد تک فرنیچر اور عمارتی سامان چوکھٹ جوڑی وغیرہ کا تیار کر لیتے ہیں۔ ایسا ہی صنعت آہنی کے طلباء بھی چاقو۔ چھریاں وغیرہ اشیاء بخوبی تیار کر لیتے ہیں۔ اور صنعت چرمی کے طلباء، بوٹ۔ گرگابی۔ سلیپر۔ گرلشن وغیرہ مختلف نمونوں کے جوڑے کلی طور پر تیار کر لیتے ہیں۔ اور ان کا تیار کردہ مال بغرض فروخت قادیان سے باہر بھی جاتا اور مقبول ہوتا رہتا ہے۔ اور قادیان میں بھی ایک دکان برجس کا نام تحریک جدید شاپ ہے۔ برائے فروخت موجود رکھا جاتا ہے۔ اور باوجود مضبوط اور خالص میٹریل سے تیار شدہ ہونے کے واجبی قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے۔ اگر جماعت کے احباب اس کی ساختہ اشیاء کو بمقابلہ دیگر جگہ کی ساختہ اشیاء کے ترجیح دے کر ان کا استعمال کرنا شروع کر دیں۔ اور جو جو ضروریات ان کی دار الصناعت سے پوری ہو سکیں۔ ان کو دوسری جگہ سے لینے کی بجائے دار الصناعت سے ہی خریدنا اختیار کر لیں۔ تو یہ کارخانہ آسانی کے ساتھ ترقی کر کے قوم کے واسطے مفید ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے طلباء ایک حد تک کام کو سیکھ کر کام کرنے لگ گئے ہیں۔ اور اب صرف اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ان کے لئے کام مہیا ہوتا رہے۔ اور جماعت اس کارخانہ کی اشیاء کو خرید کر اسکی حوصلہ افزائی کرتی رہے۔

علاوہ فائدہ متذکرہ بالا کے ایک فائدہ اس کارخانہ کے اجراء کا یہ بھی ہے۔ کہ اس میں ان اقوام کے طلباء بھی دستکاری کا کام سیکھ رہے ہیں جو ہمارے ملک میں عام طور پر اعلیٰ اور معزز اور سر برآوردہ سمجھی جاتی ہیں۔ اور دستکاری کرنے کو عار سمجھتی ہیں۔ مثلاً سید۔ قریشی۔ افغان وغیرہ۔ اور جو دوسری ہمسایہ اقوام کو محض دستکاری کا کام کرنے کی وجہ سے حقیر اور ادنےٰ اور کمین خیال کرتی ہیں۔ چنانچہ ان اقوام کے نونہال ترکھان۔ لوہار اور کفش دوزی کے کام نہایت بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اور اس طرح سے منو کے دھرم شاستر کے اثر کے ماتحت جو جذبۂ نفرت ہندوستان کے مسلمانوں کے دل میں ہاتھ سے مزدوری کرنے والے اور دستکاری کا پیشہ اختیار کرنے والے دوسرے مسلمان بھائیوں کے متعلق پیدا ہو رہا تھا۔ اس کو اپنے عمل سے دور کر رہے ہیں۔ اگرچہ انقلاب زمانہ نے بھی ان کو یہ سبق دے دیا ہے۔ کہ صرف خاندانی فخر کا خیال لے کر ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا اور فاقہ کشی کرنا دنیوی عزت کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ ہی دین اور ایمان کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ "کاد الفقر ان یکون کفراً۔" کہ فقر و فاقہ آخر کار کفر کی حالت تک پہنچا دیتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی خود ہندو اقوام نے اپنے پرانے خیالات کو چھوڑ کر اور ذات پات اور برہمن۔ چھتری۔ ویش اور شودروں کے بندھن توڑ کر تمام پیشوں کو اختیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ آگرہ کے قریب دیال باغ کی بستی میں مختلف صنعتی کام شروع کر کے ہر طرح کے کاریگر پیدا کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ گائے۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری کے چمڑوں کی رنگائی اور جوتے تیار کرنے کا کام بھی اعلےٰ پیمانہ پر شروع کر کے اپنے عمل سے خواب غفلت میں سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگانے کا سامان پیدا کر دیا ہے

ایسے وقت میں ہمارے دور اندیش حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو تحریک جدید کے ذریعہ سے قوم کے بچوں کو صنعت و حرفت کے کام سکھانے کا انتظام فرمایا ہے۔ اسکی طرف جماعت کے احباب کو خاص توجہ کرنی چاہیئے بلکہ اسکو فروغ دینے کے لئے ہر طرح کا تعاون کر کے مفید مشورے دینا اور اسکی اصلاح اور بہتری کے واسطے عملی قدم اٹھانا مناسب ہے۔

ان کارخانوں کے اجراء کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ ان کے ذریعہ سے تحریک جدید کا مطالبہ ۱۵، ۱۶ و ۱۷ پورا کرنے میں سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان مطالبات میں جماعت کو ہدایت فرمائی ہے۔ کہ وہ نوجوان جو کہ گھروں میں بیکار بیٹھے ہوئے روٹیاں توڑتے رہتے ہیں۔ وہ وطن چھوڑ کر باہر نکل جائیں۔ اور اپنے لئے کسی غیر ملک میں جانے کے واسطے صحیح انتخاب کر لیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ بغیر روپیہ ہاتھ میں ہونے یا بغیر روپیہ کمانے کا کوئی ذریعہ اختیار کرنے کے یوں ہی باہر نکل جانا دور اندیشی سے بعید ہے۔ ہاں اگر کوئی ہنر سیکھ لیا جاوے۔ تو اس کے ذریعہ سے غیر ممالک میں جانا اور وہاں جا کر کمانا اور کھانا نہ صرف دنیوی لحاظ سے مفید ہوگا۔ بلکہ اس طرح سے اسے غیر ممالک میں سلسلہ کی تبلیغ کرنے کا بھی آسانی سے موقعہ میسر آجائے گا۔ ماسوائے اس کے تحریک جدید کا ہاتھ سے کام کرنے کا مطالبہ بھی پورا ہو جاویگا۔ اور بے کار لوگ کوئی نہ کوئی کام سیکھ کر بجائے بے کار رہنے کے کام کرنے لگ جائیں گے۔

خدا کرے۔ کہ ہماری جماعت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مطالبات تحریک جدید کو پورا کرنے کی خاطر مستعد اور کمربستہ ہو کر کھڑی ہو جائے۔ اور حضور کی آواز پر لبیک کہہ کر تن۔ من۔ دھن کو حضور کے قدموں پر قربان کر دے۔ اور جلد سے جلد جماعتی ترقی کے پروگرام کو پورا کر کے دنیا اور دین کی کامیابی حاصل کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

تحریک جدید میں شمولیت اختیار کرنیوالے احباب کیلئے ایک نہایت ضروری اعلان

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مالی قربانیوں کے بارے میں حصہ لینے والے ایک دوست نے کہا۔ کہ میں سال اول میں حصہ نہیں لے سکا۔ کیا میرا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار والی پیشگوئی کے پورا کرنے والوں کی فہرست میں آسکتا ہے؟ انہیں بتایا گیا۔ کہ اس "الٰہی فوج" میں حقیقی طور پر ان کا نام ہی آ سکتا ہے۔ اور آئے گا۔ جو دسوں سال تک متواتر حصہ لیتے رہے ہوں"۔ مگر وہ جنہوں نے تحریک جدید کے کسی ایک سال میں بھی کسی وجہ سے ناغہ کر دیا ہے۔ ان کا نام اس فہرست میں نہیں آسکتا۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں خود تو اخبار اچھی طرح سے پڑھ نہیں سکتا۔ مگر کسی کارکن نے بھی یہ نہیں بتایا۔ کہ جس شخص کا چندہ کسی ایک سال کا ادا نہ ہوا ہوگا۔ اس کا نام اس فہرست میں نہیں آئے گا۔ اگر مجھے سمجھایا جاتا۔ تو میں جہاں سال دوم۔ سال سوم۔ سال چہارم کا دے چکا ہوں۔ اور پانچویں سال کا وعدہ ہے۔ وہاں سال اول کا بھی ضرور ادا کرتا۔ ان کو سمجھایا گیا۔ کہ اب آپ اس لئے دے سکتے ہیں۔ کہ آپ کو سمجھ نہیں آئی۔ چونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے احباب اور بھی ہوں۔ کہ جن کو اس بات کا علم نہ ہو۔ کہ اس فہرست میں ان کا نام ہی آئیگا جو متواتر بغیر ناغہ کے دسوں سال تک حصہ لیتے رہے ہوں۔ اس لئے ایسے احباب کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جو تحریک جدید میں شامل ہو چکے ہیں۔ مگر ان کا گذشتہ کسی سال کا چندہ ادا نہیں ہوا ہے۔ اور ان کا ایمان و اخلاص ان کو مجبور کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس فوج میں ضرور شامل ہوں۔ اور ان کا نام فہرست میں آجائے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اب اپنے پانچویں سال کے چندہ کے ساتھ اپنے گذشتہ سالوں کی رقم بھی ادا کر دیں۔ تا ان کا نام اس الٰہی فوج میں آجائے۔ مگر چاہیئے۔ کہ گذشتہ جس سال میں ان کی شمولیت نہیں ہے۔ وہ اپنے وعدہ کی اطلاع معہ اس بات کے کہ وہ کب ادا کریں گے۔ بھیج دیں۔ اور رقم ارسال کرتے وقت کوپن پر یہ تصریح کریں۔ کہ یہ چندہ فلاں فلاں سال کا ہے۔ تا ان کا چندہ اسی سال میں درج ہو سکے۔ جس سال کا انہوں نے بھیجا ہے۔ والسلام۔ (خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہدایت

"میرے دل میں اللہ تعالےٰ نے یہ خیال ڈالا۔ کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں۔ وہ جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیت الٰہی ہمیں کامیاب کر دے۔ ہر چھٹے ماہ دوہرائے جانے چاہئیں"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کا خوشگوار مستقبل اور تربیت اطفال

(از ملک عطاء الرحمٰن صاحب مجاہد تحریک جدید)

(۱)

دنیا میں دو قسم کی تحریکیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق صرف اس مادی دنیا سے ہوتا ہے۔ اور ایک ایسی جن کا حلقۂ اثر وسیع تر ہوتا ہے۔ جہاں ایک طرف ان کا تعلق اس آسمانی بادشاہت سے ہوتا ہے۔ وہاں وہ اس دنیائے آب و گل پر بھی حاوی ہوتی ہیں۔

جب سے موجودہ دنیا معرضِ وجود میں آئی ہے۔ ہمیں ان ہر دو قسم کی تحریکوں کا گاہ گاہ وقوع میں آنے کا ماضی کے واقعات کی روشنی میں علم ہوتا ہے۔ اور حال کا مشاہدہ بھی اس کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ جہاں ایک طرف دنیا کی حرص رکھنے والے۔ شیطان کے مؤید دنیا کو نگل جانا چاہتے ہیں۔ تو دوسری طرف خدا تعالےٰ کے فرستادہ اور ان کے متبعین شیطانی پنجوں سے چھڑا کر ان گم گشتگان راہ کو خدا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

مختلف قومیں۔ مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر وجود میں آئیں۔ ایک معمولی گرد کی طرح اٹھیں۔ غبار کی صورت اختیار کرنے کے بعد ایک تیز اور تند آندھی کی شکل میں ایک وقت کے لئے دنیا کے ایک حصہ پر اپنا اثر چھوڑ کر آہستہ آہستہ غائب ہو گئیں۔ ایک مواج سمندر میں ان لہروں کی طرح اٹھیں۔ جو اپنے ٹکراؤ سے پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اور پھر کچھ دیر بعد بالکل ساکن ہو جاتی ہیں۔ یہ مد و جزر دنیا کے رہنے والوں کی آنکھوں کے سامنے ہر روز ایک نیا ڈرامہ پیش کرتا ہے۔ اور آج بھی اس کا خود مشاہدہ کرتا ہے۔

ہمارے سامنے ایک سوال ہے۔ کہ کیوں ایک قوم اوجِ ترقی پر پہنچنے کے بعد چند ہی روز میں آنکھوں کے سامنے سے اٹھا دی گئی۔ اور کس طرح قعرِ مذلت میں گری ہوئی ایک دوسری قوم قلیل مدت میں اپنی انتہائی ترقی کو پہنچ گئی؟ اس میں ایک معمولی سا راز ہے۔ مگر جس نے اس کو سمجھا۔ اس نے جلد ہی کامیابی کا منہ دیکھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ "قوموں کی ترقی کا راز اس کے نوجوان ہیں"۔

ابتدائے عالم سے اب تک کبھی کسی قوم کی ترقی اس کے بوڑھوں کے مدار پر نہیں ہوئی۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی انسان اس وقت جدوجہد کرے۔ جبکہ اس کی رگوں میں خون ٹھنڈا ہو چکا ہو۔ جبکہ اس کا دماغ معطل ہو چکا ہو۔ اس کا دل گوشت کے ایک لوتھڑے سے زیادہ حقیقت نہ رکھتا ہو۔ بلکہ اس کے برعکس سب سے بہترین وقت انسان کی زندگی کا وہ ہے۔ جبکہ تازہ اور پاکیزہ خون اسکی رگوں میں جوش۔ ولولہ اور بلند عزائم کی تخلیق کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا دماغ معطل نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ساعت ایک نئی سوچ۔ ایک نیا خیال اور ایک نئی سکیم اپنے سامنے لاتا ہے۔ اس کا دل اس کے پہلو میں قوت و مضبوطی کے جذبات کے ساتھ صدہا امنگوں سے پُر ہوتا ہے۔ سمندروں کو عبور کرتا۔ پہاڑوں کو پھاندتا۔ سینکڑوں اور ہزاروں میلوں کے پر صعوبت سفروں کی عظیم الشان مصیبتوں سے گھبراتا ہی نہیں۔ بلکہ فتح و نصرت اور کامیابی کی امیدیں اس کے پائے استقلال کو مضبوط تر کرتی جاتی ہیں۔ اور کسی صورت بھی اپنے ارادوں میں تنزل نہیں آنے دیتا۔ وہ مر جانا قبول کرتا ہے۔ مگر قدم کو واپس لینے کے لئے کسی صورت میں بھی تیار نہیں ہوتا۔

دنیا کی کوئی تحریک لے لو۔ قوموں کو اوجِ ترقی پر لے جانے والے اور کامیاب حکومتوں کی صف میں کھڑا کرنے والے اس

قوم کے نوجوان

ہی ہوتے ہیں۔ وہ نہ تھمنے والے سیلاب کی صورت میں دنیا پر ظاہر ہوتے رہے۔ اور جو کوئی بھی ان کے راستہ میں حائل ہوا۔ اس کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گئے۔

روحانی جماعتوں کو ہی لے لو۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں متواتر فرماتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والے اکثر جوان ہی ہوا کرتے ہیں۔ اور اس میں یہی مصلحت ہوتی ہے۔ کہ اس نبی کی تعلیم کی زیادہ زور کے ساتھ اور زیادہ لمبی مدت تک اشاعت کر سکیں۔ چنانچہ سورہ کہف ع ۱۶ میں اصحاب کہف کے متعلق ذکر فرماتے ہوئے فرمایا۔ اذ اوی الفتیۃ الی الکھف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا اور پھر رکوع ۲ میں فرمایا۔ نحن نقص علیک نبأھم بالحق انھم فتیۃ اٰمنوا بربھم وزدنٰھم ھدی۔ اس امر کے ثبوت کے لئے خود ہمارے نبی صلعم کی بعثت کو ہی لیجئے۔ تاریخ اسلام کو ایک سرسری نگاہ سے بھی پڑھ جائیے۔ آپ کو سوائے چند ایک کے حضور صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ۔ حضور صلعم کے دائیں۔ اور حضور صلعم کے بائیں۔ حضور صلعم کے آگے اور حضور صلعم کے پیچھے۔ حضور صلعم کی زندگی میں اور حضور صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد کفار اور مشرکوں سے لڑنے والے

اسلام کو دنیا میں پھیلانے والے

اکناف عالم میں اسلام کا پرچم لہرانے والے اسلام کا وہ مکمل تسلط دنیا میں رونما کرنے والے۔ جن کی یاد آج بھی ہمارے دلوں میں عجیب کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ صرف اور صرف نوجوان مجاہدین اسلام کے نام ہی ملیں گے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

وہ محبت و عزم کے پروانے۔ اور اولوالعزمی جوانمردی کے پیکر۔ وہ سراپا قربانی و ایثار اور بلند مقاصد کا عزم بالجزم رکھنے والے صفحۂ ارض پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھا گئے۔ انہوں نے دنیا کو مشرق و مغرب ہر طرف سے محیط کر لیا۔ اور وہ

عظیم الشان کارنامے

ان کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئے۔ جن کو ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

یہ واقعات کن لوگوں کی یاد میں ہمارے دلوں کو گرما دیتے ہیں۔ یہ کارہائے نمایاں کن لوگوں کی بلند حوصلگی کا آئینہ دار ہیں۔ وہ کون تھے۔ جن کے اٹل ارادوں نے آج بھی مردہ سمجھے جانے والے اسلام کے لئے ایک عظیم الشان نہ مٹنے والی یاد اور تصویر چھوڑی ہے؟۔ وہ وہی فدایانِ اسلام تھے۔ وہ وہی آج ۱۴۰۰ سال قبل کے نوجوانانِ ملت تھے۔ جنہوں نے اپنی جانوں کو خاک کے ذرہ سے زیادہ وقعت نہ دی۔ وہ وہی شمع محمدیؐ کے پروانے تھے۔ جو اپنے پیارے سید و مولیٰ اور اسکی پاک تعلیم کے گرد اکٹھے ہوئے۔ اور اس راہ میں مردانہ وار چلے گئے۔ مگر قدموں میں کبھی لرزش نہ آنے دی۔ وہ پاک ہدایت کی شمع کو ہاتھوں میں لئے ہوئے بلند ارادوں کے ساتھ پاک مقاصد کے پاک نتائج کے حصول کے لئے دنیا کے کونوں میں نکل گئے۔ اور دنیا اور اس کے رہنے والوں کے دلوں پر نہ مٹنے والے پاک اثرات ہمیشہ ہمیش کے لئے چھوڑ گئے۔ اللھم صل علی محمد و اٰل محمد انک حمید مجید۔

(۲)

اب دنیاوی تحریکوں کو لے لیجئے۔ دور کیوں جائیے۔ جبکہ موجودہ زمانہ میں ہماری نظروں کے سامنے ہر روز ایسے واقعات وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ آج بھی ہر صبح قوموں کا اتار چڑھاؤ لئے ہوئے طلوع ہوتی ہے۔ زیادہ مدت نہیں گذری۔ جبکہ

وہ عظیم الشان طاقتیں

جن کے جاہ و جلال کا سکہ دنیا مانتی تھی۔ جن کا ہر قدم ہمیشہ ترقی اور کامرانی پر تھا۔ جن کے رعب او حشمت سے دل دہلتے تھے۔ چند ہی دنوں میں دیکھتے دیکھتے تہ و بالا کر دی گئیں۔ وہ روس اور اس کا رعب۔ ترکی اور اس کا دبدبہ۔ افغانستان اور اس کی خودسری۔ جرمنی اور اس کے دنیا کو کھا جانے والے ارادے۔ اور کئی ایک دیگر با اقبال حکومتیں اور بادشاہتیں آنکھ کے جھپکنے سے بھی کم وقت میں آنکھوں کے سامنے سے اس طرح اٹھا دی گئیں۔ کہ گویا ان کا وجود بھی نہ تھا۔ سو ہم پر ان واقعات سے اس امر کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ہر کمال کو ایک دن زوال لازمی ہے۔ مگر اس کے برعکس ہمارا مشاہدہ ہمیں اس نتیجہ پر بھی پہنچاتا ہے۔ کہ وہ جو کل قعر مذلت میں پڑے ہوئے تھے۔ آج اپنے کو بڑا سمجھنے والی حکومتیں بھی ان کے نام پر لرزاں ہیں۔ وہ جو کل قابل التفات نہ سمجھے جاتے تھے۔ آج سب کی نظریں ان کی اس حیرت انگیز ترقی پر لگی ہوئی ہیں۔ اور آج کی سیاسیات پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالنے والے بھی انگشت بدنداں اور حیرت زدہ اس غیر متوقع تغیر کو یکدم اپنے سامنے دیکھتے ہوئے بیک زبان کہہ رہے ہیں۔

"قوموں کی ترقی کا راز اس کے نوجوان ہیں"

کل تک جرمنی درماندہ تھا۔ اٹلی حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ ترکی یورپ کا مرد بیمار تھا۔ افغانستان اور ایران پست و ذلیل ہو چکا تھا۔ بعض حکومتیں اپنے وہم میں ان کو زمین تلے دفن کر چکی تھیں۔ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ گنتی کے چند سالوں میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر لیں گے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ صدیوں بعد اور ایک لمبی جدوجہد کے بعد یہ لوگ ترقی اور بلندی کا خواب دیکھ سکیں گے۔ مگر نہیں ہمارے ہزارہا سال کے تجربہ اور تحقیق کی بناء پر وضع کردہ اصول کو جلد ہی غلط ثابت کر دیا گیا۔ صدیوں اور سالوں کیا۔ چند ہی دنوں میں

دنیا کا نقشہ بدل دیا گیا

چند نوجوان اپنے اس ماتمی لباس کو نذرِ آتش کر کے اپنی قوم اور ملک کی ترقی کے عزائم لئے اٹھے۔ اور اسی وقت دم لیا۔ جبکہ ان کی قوم کے لئے ایک نہایت ہی شاندار مستقبل معرضِ وجود میں آ گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳)

آؤ آج ہم بھی اپنے پیارے آقا اور مطاع کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضور امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس مبارک ارشاد کو اپنے لئے رحمت سمجھتے ہوئے پورا کرنے کے لئے اپنے تئیں پیش کریں۔ ہم نوجوان اور بچے اپنے کو حضور ایدہ اللہ الودود جیسے دردمند محسن کے قدموں پر لا ڈالیں۔ اور اپنے کو ایسے نوجوان اور احمدیت کے سپاہی ثابت کریں۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقوش پر قدم مارنے والے ہوں۔ تا نوجوانانِ احمدیت نوجوانانِ اسلام کے رنگ میں رنگین ہو کر انہیں ترقیات کے مورد بنیں۔ ایسی فوج کے لئے بچپن سے ہی

تربیت کی ضرورت ہے

جو آج بچے ہیں۔ انہیں پر کل قوم کا تمام بار پڑنے والا ہے۔ اور اس عظیم الشان بوجھ کو برداشت کرنے کے لئے مضبوط کندھوں کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہمیں آج ہی سے فکر ہونی چاہیئے۔ آج ہمارے مد مقابل صلیب کے وہی علمبردار ہیں۔ جو دنیا کو اندھا دھند اپنی نام نہاد تہذیب اور تمدن کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ سو آج اس عظیم الشان ہر قسم کے ساز و سامان سے مسلح فوج کے مقابلہ کے لئے نہیں۔ بلکہ اس کو سرکرنے اور نیچا دکھانے کے لئے اس سے زیادہ منظم اور مسلح فوج کی ضرورت ہے۔ احمدیت کی کامیابی اور ترقی کے راستہ میں سب سے مہیب اور خطرناک روک مغربیت کی زہریلی اور خطرناک تہذیب اور تمدن ہے۔ آج اگر ہم مغربیت کو کچل کر رکھ دیں۔ تو گویا ہم نے اپنے مقصود کو پا لیا۔ آؤ ہم اپنے پیارے مطاع کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس محور کے گرد اکٹھے ہو جائیں۔ اور اپنے آقائے محسن کے لئے ایسی فوج مہیا کر دیں کیونکہ "کسی قوم کی ترقی اس کے افراد کی تربیت میں ہے"۔

(۴)

تربیت کے لئے تین امور کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) وقت (۲) جگہ (۳) ماحول اور اس کے اثرات۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ عمر کا بہترین وقت جس میں کہ انسان ہر قسم کی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جبکہ حضرت انسان اپنی جوانی کی گھڑیوں میں سے گزر رہا ہوتا ہے۔ مگر یہ نوجوان اس مطلوبہ امر میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ ابتدا سے ہی اسکی ایسی تربیت نہ ہوئی ہو۔ جوانی کو پہنچ کر کبھی ان کا اپنے لئے کوئی مستقبل سوچنا اور اس کے لئے کوشش کرنا تو ایسا ہی ہے۔ کہ کسی عمارت کو بغیر بنیادوں کے بنائے اور پہلی منزل کو کھڑا کئے دوسری اور تیسری منزل سے اسکو شروع کیا جائے سو عمر کے اس بہترین وقت اور دوبارہ واپس نہ آنے والی جوانی سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیں اس دنیا پر قدم رکھتے ہی اس کے لئے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے یہی واحد ذریعہ ہے کہ کل ہونے والے نوجوان بچوں کو آج ہی سے ایسی تربیت دلانی شروع کی جائے۔

جرمنی اور اٹلی جیسی بسرعت ترقی کی منزلیں طے کرنے والی دو قوموں کو ہی مثال کے طور پر لے لو۔ ان لوگوں کا ایک پروگرام ہے۔ کہ دنیا کے اوپر ان کا زیادہ سے زیادہ تسلط اور اقتدار ہو۔ اس پروگرام کی تکمیل کے لئے جہاں انہوں نے فوجیں رکھی ہوئی ہیں۔ وہاں بچوں کی ٹریننگ بھی رائج کر رکھی ہے۔ جس نے بچپن میں ہی پانچ چھ سال کی عمر میں

بندوق کو کندھے پر سنبھالا

توپوں۔ ہوائی جہازوں گولہ اور بارود کو کھلونوں سے کھیلنے کے وقت سے ہی اپنے ہاتھوں میں لیا۔ وہ کل جب اپنے ملکوں کے لئے لڑینگے۔ تو کب پیچھے ہٹیں گے۔ جبکہ بچپن سے ہی ان کے دل اسقدر مضبوط ہو چکے ہوں گے۔ اور وہ جن کو بچپن سے ہی اپنے والدین اور دیگر اعزاء سے دور رہنے کا عادی بنا دیا گیا۔ وہ کل میدان جنگ میں جانے سے کیوں گھبرائیں گے۔

سو بچپن ہی ایسا زمانہ ہے۔ جس میں کہ صحیح تربیت کی جا سکتی ہے۔ اور آنے والی جوانی سے کماحقہ، فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

(۵)

دوسرا اہم امر جو تربیت اطفال کے لئے نہایت ضروری ہے۔ وہ مقام تعلیم کا سوال ہے آج دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے میں چلے جاؤ۔ مشرق سے مغرب پھر جاؤ۔ کوئی علاقہ ایسا نہ ملے گا۔ کہ جہاں مغربیت کا اثر نہ ہو۔ شیطان اور اس کے دم بھرنے والوں نے تمام دنیا میں لامذہبیت۔ دہریت اور مغربی تہذیب کے جراثیم پھیلا رکھے ہیں۔ ہاں قادیان میرے پیارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائے نزول۔ وہی بستی جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے دارالامان نام پایا۔ واقعی آج بھی ایسے بد اثرات سے محفوظ و مامون ہے۔

سو ان بد اثرات کو مٹانے کے لئے اور دنیا کو اس لعنت سے چھڑانے کے لئے۔ اس پاک مقصد کے حصول کے لئے

ایک پاک جماعت

پیدا کرنے کے لئے صرف اور صرف قادیان دارالامان ہی بہترین اور موزون ترین جگہ ہے۔ جہاں کہ بچوں کو صحیح تربیت دلائی جا سکتی ہے۔

(۶)

تیسری بنیاد جس پر کہ بچوں کا مستقبل استوار ہو سکتا ہے۔ وہ ماحول اور اس کے اثرات ہیں۔ بچپن میں جو علم حاصل ہوتا ہے۔ اس میں اگرچہ ذاتی نوشت و خواند کا بھی بہت حد تک تعلق ہے۔ لیکن اصل موثرات ماحول اور گرد و پیش کی فضا کے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ؎

"میں وہ پانی ہوں جو اترا آسماں سے وقت پر"

سو آج ہی کے بچوں نے کل اس پاک پانی کے مشکیزوں کا حامل بننا ہے۔ اور ان تشنہ لبانِ ہدایت تلک اس آب حیات کو پہنچانا ہے۔ سو ان ننھے پودوں کا ایمان کی مٹی سے ہی خمیر ہونا چاہیئے۔ تا کہ کل ہونے والے درختوں کی جڑیں آج ہی اپنی کمال پختگی کے ساتھ اٹھیں۔ ان کی پرورش ایسی فضا اور ماحول میں ہو۔ جو کہ سراپا نیکی۔ پاکیزگی۔ تقویٰ اور طہارت سے مرکب ہو۔ تا اس مذکورہ اربعہ عناصر کے زیر اثر نشو و نما پا کر ایک تناور درخت کی طرح اپنی شاخوں کے پھیلاؤ میں ساری دنیا کو لپیٹ لینے والے ہوں۔ آمین۔ اے خدا ایسا ہی کر۔

سو اس کے حصول کے لئے

دارالامان

میں ہی ایسی فضا اور ایسا ماحول حاصل ہو سکتا ہے جبکہ یہ بچے اپنے پیارے آقا اور محسن کی گود میں ہوں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی روح پرور تقاریر اور نت نئے معارف سے بہرہ ور ہونگے۔ حضور ایدہ اللہ الودود کے خطبات۔ ہاں وہ مبارک خطبات جن پر احمدیت کی آئندہ ترقی اور زندگی کا مدار ہے۔ جنہوں نے نہایت ہی قریب مستقبل میں حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے ماتحت نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کر دینا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی روحانی مجالس کے علاوہ صحابہ کرام کی پاک صحبتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایمان کو بڑھانے والی یاد کو دوبارہ نظروں کے سامنے لانے والے واقعات کا گاہ گاہ تذکرہ۔ بزرگان سلسلہ کی نیک نصائح۔ علماء سے راہ و رسم اور ان سے علوم دینیہ کے حاصل کرنے کے عام مواقع۔ ایسی تربیت اور ہمہ تن پاکیزگی ہی پاکیزگی کہاں میسر آ سکتی ہے؟ صرف اور صرف اسی جگہ میں جس کو خود خدا تعالیٰ نے اس کام کے لئے چنا۔ جہاں تمام دنیا کے لئے ایک پاکیزہ اور روحانی چشمہ رواں کیا۔ تاریکی ضلالت اور باطل کی تذھیق کے لئے جہاں سے ایک نیا سورج پوری آب و تاب سے طلوع فرمایا۔ ہاں وہی پاک بستی دارالامان نام پانے والی جس کے گرد لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی مضبوط فصیل کھینچی ہوئی ہے۔ تا کہ شیطان مرجوم اس کے رہنے والوں پر۔ ان امن سے بسنے والوں پر کفر و ضلالت کے گندے اور زہریلے تیر نہ چھوڑ سکے۔ اور اس کا وہم بھی نہ لا سکے۔ بلکہ اپنی خفت کو مٹانے کے لئے کوسوں دور رہے۔

سو مغربیت کے کچلنے اور اس اٹھنے والی پود کی صحیح راہ نمائی کے لئے ان تین امور کی ضرورت ہے۔ جن میں سے ایک کا نہ ہونا سب کے نہ ہونے کے مترادف ہے۔

(۷)

پس میں مخلصین سلسلہ سے اپیل کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جہاں جماعت کو ایسے بچوں کی ضرورت ہے۔ کہ وہ یہاں آکر تربیت حاصل کریں۔ اور خدمت سلسلہ کے لائق بنیں۔ وہاں مخلص والدین کو یہ احساس ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے بچوں کی بہترین تربیت دارالامان میں ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس سے نہ صرف سلسلہ کو ہی فائدہ ہے۔ بلکہ ان کے بچوں کے کامیاب مستقبل کا پیش خیمہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

کسی انسان کی بحیثیت فرد ہونے کے دنیا میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ اس کا وجود قوم کے وجود سے ہے۔ سو اپنے وجود کے قیام کے لئے جو صرف قوم کے وجود سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اپنے بچوں کو حضور امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت

بورڈنگ تحریک جدید

میں داخل کرا دیں۔ جس کی غرض اور اہمیت خود حضور ایدہ اللہ الودود نہایت واضح الفاظ میں متعدد بار فرما چکے ہیں۔

"اس بورڈنگ کے قیام سے میری غرض یہی ہے۔ کہ نوجوانوں میں محنت کی عادت پیدا ہو۔ چند نوجوان ایسے پیدا ہوں۔ جو محنت کے عادی ہوں۔ اور پھر وہ بیج کا کام دیں۔ ان کے ذریعہ ساری قوم میں یہ عادت پیدا کی جا سکے۔ ان میں ہاتھ سے کام کرنے کی روح پیدا ہو۔ غربت اور امیریت کا امتیاز اٹھ جائے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید کا آخری مطالبہ ←—— دُعاء

(از شیخ ناصر احمد صاحب بی۔ اے دار المجاہدین۔ قادیان)

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو
(درثمین)

دنیا میں قومیں ترقی کرتی ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں بھی ترقی کرتی رہی ہیں۔ اور آئندہ بھی ترقی کرتی رہیں گی۔ کوئی قوم اپنے دبدبۂ حکومت کی وجہ سے ترقی کرتی ہے۔ تو کوئی قوم مال و زر کی مدد سے باقی اقوام سے آگے نکل جاتی ہے۔ کسی قوم کی ترقی کا باعث اگر اس کی بہادری ہوتی ہے۔ تو کسی قوم کو اس کا ساز و سامان بامِ عروج پر پہونچا دیتا ہے۔ غرضیکہ مختلف ذرائع ہیں۔ جن سے مختلف اقوام دنیا میں ترقی کرتی ہیں۔ یہ دنیاوی اقوام کی دنیاوی ترقیات کا ذکر ہے۔ ان سب کے علاوہ ایک اور قوم ہوتی ہے۔ جس کا مطمح نظر۔ پروگرام۔ سکیمیں۔ نصب العین اور مقصد بالکل جداگانہ ہوتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے اس کے حصول مقصد کے ذرائع بھی مختلف ہوتے ہیں۔ دنیاوی اقوام اگر مادہ پرست ہوتی ہیں۔ تو یہ قوم اپنی ترقی کا انحصار ان امور پر رکھتی ہے جن کا وہم بھی دیگر اقوام کو نہیں ہوتا۔ یہ

رُوحانی قوم

ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کا عزم لیکر کھڑی ہوتی ہے۔ جس کے سامنے کوئی دنیاوی غرض مقصود بالذات کے طور پر نہیں ہوتی۔ اور جو اپنی ترقی کا دارو مدار ناپائیدار دُنیا کی فانی اشیاء پر نہیں سمجھتی وہ قوم چونکہ ایک الٰہی مقصد لیکر کھڑی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی ضرورتوں کا متکفل بھی خدا تعالےٰ کی ہی ذات کو یقین کرتی ہے۔ وہ قوم اگرچہ اپنی طرف سے تمام ذرائع حصولِ مقصد کے لئے کام میں لاتی ہے۔ لیکن اس کا آخری انحصار اور تکیہ خدائی نصرت ہوتی ہے۔ ابتداء میں وہ ایک مٹھی بھر جماعت لوگوں کی نظروں میں ایک حقیر اور ذلیل گروہ سمجھا جاتا ہے اور ناقابلِ التفات۔ لیکن خدائی وعدوں کے پورا ہونے پر دُنیا کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اور اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ جس کو یہ کمزور اور ناتوان سمجھے بیٹھی تھی۔ آج روئے زمین پر کوئی اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔

جماعت احمدیہ بھی آج ایک ویسی ہی قوم ہے۔ اس کے عزائم اور مقاصد بھی بعینہٖ وہی ہیں۔ جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ اس کی ابتدائی حالت بھی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی اہل نہیں۔ اس کی باتوں کو سُنکر لوگ اس طرح مسکرا دیتے ہیں جیسے ایک مجنون انسان کی بات کو۔ اس کے کم مایہ ذرائع کے بلند نتائج پر آج دنیا کو یقین نہیں ہے اس کی بے بضاعتی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ادّعاء اولوالعزمی لوگوں کے لئے محض ایک دل بہلاوا ہے۔

یہ سچ ہے۔ اور بالکل سچ۔ اور یہی پہلا ثبوت ہے صداقتِ احمدیّت کا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جماعت احمدیہ آج اپنے دشمنوں کا مقابلہ ظاہری طور پر کرنے سے عاجز ہے ان دشمنوں کا جو دنیاوی ساز و سامان سے مُرصّع۔ آراستہ و پیراستہ ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر ہمیں اس بات کو اچھی طرح اپنے ذہنوں میں جگہ دینی چاہئیے۔ کہ ہماری ترقی کا راز دنیاوی سامانوں میں پنہاں نہیں ہے۔ بلکہ محض رُوحانی افضال سے وابستہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی اچھی طرح یاد رکھنی چاہئیے۔ کہ الٰہی افضال کو جذب کرنے کے لئے ایک قدیمی۔ مجرّب ہتھیار ہے جس کو دُعاء کہتے ہیں۔

دُعاء کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اس کی اہمیت اور فائدہ کسی شخص سے نہاں نہیں۔ لیکن تاہم بعض باتیں یاد دہانی کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آج سے تقریباً ساڑھے چار برس پیشتر جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے ایک سکیم بیان فرمائی۔ جسے "تحریک جدید" کا نام دیا۔ یہ تحریک جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ جماعت کو متلاطم اور پُر آشوب فضاء سے محفوظ کیا جائے۔ اور کشتیٔ احمدیت کو بھنور سے نکال کر امن و عافیت کے سایہ میں منزلِ مقصود پر لے جایا جائے۔ جیسا کہ بعد کے واقعات نے خود ظاہر کر دیا یہ ایک خدائی تحریک تھی۔ جو خلیفۂ وقت کے وسیلہ سے جماعت تک پہونچی۔ اور جماعت نے اُسے اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے خندہ پیشانی سے لبّیک کہتے ہوئے اس کو خوش آمدید کہا۔

حضرت امیر المومنین نے بہت سے مطالبات اس میں پیش فرمائے۔ جن سب کے بعد سب مطالبات سے آخری ترین اور ضروری ترین مطالبہ دُعاء کا رکھا۔ اور فرمایا۔ کہ دعا کے بغیر ہماری کامیابی محال ہے۔ اور کوششیں ناکام۔ آپ نے اس مطالبہ کی اہمیّت کو اچھی طرح واضح فرمایا۔ اور ناداروں۔ معذوروں اور مریضوں کے لئے تحریک جدید میں شامل ہونے کا ایک راستہ کھول دیا۔ کہ وہ دعا کے ذریعہ سے اس خدائی تحریک کو لبّیک کہہ سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ توکّل اس کا نام ہے۔ کہ ہم اپنی تمام تر کوششوں کے بعد آخری سہارا اس قادرِ مطلق ہستی کو جانیں جس کے ہاتھوں میں قضا و قدر ہے۔ جو فتح و شکست عطا کرنے میں مختارِ کُل ہے۔ اس لئے حضور نے فرمایا۔ کہ ہمیں اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرنے کے بعد خدا تعالےٰ سے کامیابی کی دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اور نہ صرف آخر میں بلکہ شروع میں بھی۔ کہ اے خدا! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے مقرر کردہ خلیفہ کی بیان کردہ تحریک پر لبیک کہہ سکیں۔ اور ان مطالبات کو پورا کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ مطالبۂ دعا کو حضور نے اس تحریک کی بناء قرار دیا ہے۔ دُعاء ایک ایسا تیر ہے جو خطا نہیں جاتا۔ اور ناداری کمزوری۔ نالائقی اور کم ظرفی کے باوجود کامیابی کا منہ دکھا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں کہ دعا تقدیر مبرم کو بھی ٹال دیتی ہے۔ دعاء ظاہری حالات میں ناممکن کو ممکن سے۔ نیست کو ہست سے اور عدم کو موجود سے بدل ڈالتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کے متعلق اس قدر زور دیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

دعا ایک قلعہ ہے

جس میں دعا کرنے والا انسان اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور دعا نہ کرنا نہ صرف ناکامی مول لینا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کو بھی اپنے پر وارد کرنا ہے۔ کیونکہ اس میں تکبّر پایا جاتا ہے۔ اور اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ دعا نہ کرنے والا انسان اپنے سامانوں اور ذرائع پر پُورا بھروسہ رکھتا ہے۔ اور اسے خدائی نصرت کی حاجت نہیں اور ظاہر ہے۔ کہ یہ بات خدا تعالےٰ کی غیرت برداشت نہیں کر سکتی۔ اور غضب خداوندی کو بھڑکانے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

دعا کے فوائد

کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا۔ کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا۔ کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا۔ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں۔ جنھوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِقَدْرِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔ اور مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھکر ہے۔ بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے"۔
(برکات الدعا صفحہ ۶)

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ دعا جو اخلاص بھرے دل سے نکلے۔ اس طور پر کہ دعا کرنے والے کی رُوح پگھل پگھل کر آنسوؤں کے راستہ سے آستانہ الٰہی پر بہہ رہی ہو۔ اور اس کا قلب اپنی خودی اور انانیت کو کامل طور پر مٹا کر اس عظیم الشان ہستی کے حضور سجدہ کر رہا ہو۔ اور ایک ہیجان تلاطم اور تموّج کا عالم ہو۔ تو ایسی دعا بے اثر کبھی نہیں جاتی اور بظاہر ناممکن حالات میں غیر معمولی طور پر اثر کر کے دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈبو دیتی ہے۔

اور نہ صرف گذشتہ زمانہ میں بلکہ ہمارے زمانہ میں بھی جبکہ ایک نہایت ہی عظیم الشان نبی ہم میں آیا۔ ہم میں سے بہتوں نے قبولیّت دعاء کے نظاروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور خدا تعالےٰ کی لامتناہی قدرت کے حیرت زا کارناموں کو خود مشاہدہ کیا۔ کیا ہم قبولیّت دعا کے متعلق کسی تذبذب میں بھٹک سکتے ہیں۔ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ پس کیا ہمارا فرض نہیں کہ اس بیش قیمت موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالےٰ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے اپنی رُوح کو اس کے در پر نچھاور کرتے ہوئے اس کے حضور اس وقت جھک جائیں جبکہ دُنیاوی لوگ دُنیا و مافیہا سے بے خبر گہری نیند میں پڑے خراٹے لے رہے ہوتے ہیں اور رات کی تاریکیوں میں اللہ تعالےٰ کے نور کی کرنوں کو ڈھونڈیں۔ اور دعائیں کریں۔ اپنے مقاصد کی کامیابی کے لئے۔ دعائیں کریں اپنی ترقیات کے لئے۔ دعائیں کریں غلبۂ احمدیت کے لئے۔ دعائیں کریں حصولِ توفیق خدمتِ دین کے لئے۔ اور سب سے بڑھکر دعائیں کریں اپنے جان سے پیارے امام و مطاع کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے کہ یہ مبارک وجود ہمارا ہادی ہمارا راہبر۔ ہمارا محبوب۔ ہمارا دلبر۔ ہمیں ضلالت کی تاریکیوں اور گمراہی کے پُرخار گھنے جنگلات سے نکال کر الٰہی نور سے منوّر جادۂ مستقیم پر چلا رہا ہے اور پھر ہم دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کی سکیموں کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے۔ اور دعائیں کریں۔ اُن

مجاہدین فی سبیل اللہ

کے لئے۔ جو اپنا تن۔ من۔ دھن نثار کرچکے اور دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے دین کی بلندی اور اقبال کو بڑھاتے کے لئے اور دشتِ گمراہی میں بھٹکتے ہوئے لوگوں کو صحیح راستہ دکھانے کے لئے جو اپنے ملک۔ بیوی۔ بچوں اور رشتہ داروں سے دور بیٹھے ہیں۔ اور دعائیں کریں ان کے لئے جن کے دل خدمتِ دین کے لئے تڑپتے ہیں۔ لیکن وہ حالات کی مجبوریوں کی بندش میں مقید ہیں۔ اور دعائیں کریں ان کے لئے جن کا قدم زمانہ کے امام کو پہچان لینے کے باوجود سُست ہے۔ اور دعائیں کریں ساری دنیا کے لئے کہ خدا تعالےٰ جلد وہ دن لائے۔ جبکہ سب پر حقیقت کھل جائے۔ اور خدا تعالےٰ کی وحدانیت اور اس کے سچے دین کی سچائی کا ڈنکہ دُنیا کے کونہ کونہ میں بج اُٹھے۔ اور کوئی مذہب باقی نہ رہے۔ لیکن اسلام۔ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہ سمجھا جائے لیکن خدائے برتر و تعالےٰ کی ذاتِ پاک۔

آمین اَللّٰھُمَّ آمین

بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید

ان حالات میں جبکہ دُنیا میں آزادیٔ طبع اور دہریت کی ہوا چل رہی ہے اور اکثر درسگاہوں اور تعلیمی اداروں میں یہ رو سرایت کرچکی تھی۔ ایک ایسے بورڈنگ ہوس کی ضرورت تھی۔ جہاں جماعت احمدیہ کے نونہال رہائش کریں۔ اور ان کی اخلاقی علمی اور عملی اصلاح کی خاص نگرانی کی جائے۔ اور علاوہ عام تعلیم کے دینی تعلیم خاص طور پر دیجائے چنانچہ ایسے بورڈنگ ہاؤس کی بنیاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے اپریل ۳۵ء میں رکھی۔ اور بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے حصّے کو علیٰحدہ کرکے بورڈنگ ہوس تحریک جدید کا افتتاح فرما کر اس ضرورت کو پورا کردیا اور اپنی خاص سکیم اور ہدایات کے ماتحت اس کے کارکنوں کو نوازا۔

بورڈران کی تعداد

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بورڈران کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ طلباء کی تعداد اس وقت ۱۴۷ تک پہونچ گئی ہے۔ جن کی تعلیمی کمی کو دور کرنے کی کوشش کے علاوہ ان کی روحانی اصلاح کی طرف خاص توجہ کی جاتی ہے۔ قرآن شریف سادہ اور بامعنی پڑھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور اس کام کو ٹیوٹر صاحبان سرانجام دیتے ہیں۔ اور طلباء کی استعداد کے مطابق دینی تعلیم کے لئے ان کے گروپ بنائے گئے ہیں۔

عملہ

اس بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید کے سپرنٹنڈنٹ نہایت شریف النفس صوفی غلام محمد صاحب بی۔ ایس سی۔ بی۔ ٹی ہیں۔ ان کی امداد کے لئے پانچ ٹیوٹر (تین مولوی فاضل ایک انڈر گریجوایٹ۔ ایک میٹرک پاس) مقرر ہیں۔ جو نماز۔ سٹڈی۔ کھیل وغیرہ میں بچوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کے لئے ان سے علاوہ دو پختہ کار خادم طفلان مقرر ہیں۔ جو اُن کی مختلف ضروریات کا خاص خیال کرتے ہیں حسابات رکھنے کے لئے دو کلرک ہیں۔ بورڈران کے لئے طبّی امداد کا انتظام ایک ڈاکٹر صاحب کی خدمات حاصل کرکے کرایا گیا ہے۔ جو نہایت اطمینان بخش ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خود بورڈران کو بورڈنگ ہاؤس میں تشریف لے جاکر ملاحظہ فرماتے اور ان کی سرپرستی کرتے ہیں۔

اس بورڈنگ ہاؤس کے اغراض و مقاصد

۱۔ تمام بچے بورڈنگ میں بھائیوں کی طرح رہیں۔ غریب اپنی غربت کو محسوس نہ کرے اور امیر اپنی امارت کا خیال نہ لائے۔

۲۔ مذہبی تعلیم پر خاص طور پر زور دیا جاوے۔ لیکن دنیوی تعلیم کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ قرآن کریم۔ کتب سلسلہ احمدیہ سے واقف کرایا جاوے۔ اور حتی الوسع تہجد کی بھی عادت ڈالی جائے۔

۳۔ کسی بچے سے قصور سرزد ہونے پر مناسب سزا بھی بچوں کی جیوری کے ذریعہ سے دلائی جاوے۔ اور سپرنٹنڈنٹ اس وقت ان میں بطور نگران ہو۔ تا سزا تجویز کرنے والے بچوں کو بھی یہ احساس پیدا ہو۔ کہ یہ فعل نہایت ہی بُرا ہے۔ جس کے لئے وہ دوسرے کے واسطے سزا تجویز کر رہے ہیں۔

۴۔ سپرنٹنڈنٹ اور دیگر کارکن بچوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھائیں۔ تا کھانے کے آداب سے بھی واقف کرا سکیں۔ نیز تیار شدہ کھانے میں اگر کوئی نقص ہو۔ تو اس کی بھی اصلاح کر سکیں۔

۵۔ علاوہ عام مدرسہ کی کھیلوں کے دیگر مفید کھیلوں اور ورزشوں سے بھی آگاہ کیا جاوے۔ جیسے مارچنگ۔ کشتی۔ تیر اندازی گتکا۔ سواری۔ غلیل اندازی۔ تیرنا وغیرہ وغیرہ۔

۶۔ خوراک اور رہائش میں مطالبات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

۷۔ زمیندارہ کام۔ پھلوں پھولوں کے متعلق اور دیگر دستکاری کے کاموں سے بھی واقفیت پیدا کرائی جائے گی۔ (چنانچہ پھولوں اور دیگر زمیندارہ کام کے واسطے زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرلیا گیا ہے) اور دستکاری کے کاموں کے لئے بھی انشاء اللہ انتظام کیا جائے گا۔

۸۔ ہر ایک لڑکے کے متعلق خاص طور پر اس امر کی نگرانی کی جائے گی۔ کہ اس کی طبیعت کا رجحان کس کام کی طرف ہے۔ اور یہ آئندہ کس لائن میں کامیاب ہو سکیگا۔

۹۔ ہر ایک لڑکے کا ایک پرسنل فائل تیار کیا جائے گا۔ جس میں اس کے ہر ایک اچھے یا بُرے کام کا ریکارڈ رکھا جائے گا تا اس کی ترقی یا تنزل کو معلوم کیا جا سکے۔

۱۰۔ آئندہ اس امر کی بھی کوشش کیجائیگی کہ اس بورڈنگ کو ایسی لائن پر لایا جائے کہ بورڈران اپنے تعلیمی اخراجات بھی خود ہی پیدا کرلیا کریں۔ اور اس طرح سے یہ اپنا بوجھ آپ اُٹھالیں۔

۱۱۔ قومی کاموں میں شمولیت کرائی جائے۔ اور قومی جذبہ کو ان کے اندر پیدا کیا جائے۔

یہ وہ مقاصد ہیں۔ کہ جن کے متعلق ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضرت امیر المومنین کی خاص توجہات اور دعاؤں کے نتیجہ میں ان مقاصد کا پورا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

تمام بورڈران مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبر ہوتے ہیں اور اس کے جملہ قواعد پر کاربند ہیں۔

لہذا جملہ احباب جماعت سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو بہت جلد بورڈنگ تحریک جدید میں داخل کرانے کی کوشش فرماویں گے۔ اور چونکہ شروع سال میں ہی بچوں کو داخل کرانا مفید ہوتا ہے۔ لہذا اس میں کسی رنگ کی کوتاہی بچوں کی آئندہ زندگی کے لئے جبکہ وہ قوم کی باگ ڈور سنبھالنے کے قابل ہوں گے۔ نقصان دِہ ثابت ہوگی۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ اس قیمتی اور نایاب وقت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا جائے گا۔ (انچارج تحریک جدید)

عجیب الاثر فلیویا۔ ٹانک رجسٹرڈ

وحدہٗ لاشریک کی قسم بالکل درست ہے۔ ایک گولی سے خواہ بوڑھا ہو یا جوان اس رات قضاء حاجت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تفریح کی وہ گھڑیاں جو ایک منٹ میں ختم ہوجاتی ہیں ان کو اپنے حیرت انگیز اور جادو بھرے اثر سے بڑھا کر دیر تک قائم رکھتی ہے۔ ۳۲ گولیاں ۸ر علاوہ محصولڈاک۔

زود الاثر طلاء۔ ماہر سائنسدانوں کی زیر نگرانی ان نازک طبع لوگوں کیلئے جو بوجہ بیماری یا بڑھاپا مباشرت سے گھبراتے ہیں۔ برائے بیرونی مالش تیار کیا گیا ہے۔ تمام کمزوری دور کرکے پہلے دن ہی فولادی سختی پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ فلیویا کے ہمراہ سونے پر سہاگہ ہے دونوں اشیاء سات روپیہ۔

فلیویا کیمیکل ورکس ۳۷ فرید کوٹ پنجاب

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ۳۰ راپریل ۱۹۳۹ء مالی سال حال کی آخری تاریخ جس تک بجٹ کی رو سے ہر جماعت اور احباب کا چندہ داخل خزانہ ہوجانا چاہیئے۔ اس لئے احباب اپنے اپنے بجٹوں کا جائزہ لیں اور دیکھیں۔ ... کرسکیں آمین (ناظر بیت المال۔ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرمۂ نور رجسٹرڈ

قیمت فی تولہ دو روپیہ — قیمت ۶ ماشہ ایک روپیہ

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا نسخہ اور حضور ہی کے مبارک اور بابرکت نام سے وابستہ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤساء۔ امراء۔ عوام الناس اور قادیان کی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔

ضعفِ بصر۔ سنکرے۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال
اندھراتا۔ ناخنہ۔ خارش۔ پانی بہنا۔ سرخی وغیرہ

اور جملہ امراض چشم میں تاثیر اور فوائد کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔

موتی منجن — پائیوریا اور گوشت خورہ کے لئے تریاق ہے۔ منہ خوشبودار۔ دانتوں کو مضبوط چمکدار۔ کیڑوں کا قاتل۔ غرض کل امراض دندان کا حکمی بے نظیر علاج ہے قیمت شیشی اونس چھ آنے۔

اکسیر طحال — تلی کا درد۔ سوزش ورم۔ چہرہ وجسم کی زردی۔ قبض۔ بھوک کی کمی بخار کے لئے نہایت مفید ثابت ہو چکی ہے قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

جوارش عنبری — قیمتی و ہر دل عزیز اجزاء کا بے نظیر مرکب۔ خون بڑھانے والا حافظہ و اعضاء رئیسہ کو درست۔ دماغی محنت جسمانی تکان۔ بے حسی اور غشی میں اس کی ایک ہی خوراک چست و توانا بنا دیتی ہے ہر موسم ہر مزاج میں عورتوں۔ مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے قیمت فی شیشی پانچ تولہ چار روپے۔

سیلان الرحم — مستورات کی سفید رطوبت کے اخراج اور اس سے پیدا شدہ نقص اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں شرطیہ اکسیر ہے قیمت صرف ایک روپیہ۔

اکسیر النساء — ماہواری ایام کا کم یا زیادہ آنا۔ ٹھیک وقت پر نہ آنا۔ درد یا تکلیف سے آنا۔ قبض۔ اختناق الرحم اپھارہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

کشتہ فولاد — مہینوں کی محنت طبی اصول کے مطابق کیمیاوی طریق سے تیار کیا جاتا ہے۔ کمی خون۔ اعضاء رئیسہ کی ہر قسم کی کمزوری کے لئے شرطیہ بےحد مفید ہو چکا ہے عورتوں مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے قیمت فی تولہ پانچ روپیہ فی ماشہ آٹھ آنے۔

افروز — مغلائی۔ کانٹوں والا پھوڑا۔ شرطیہ بغیر اپریشن نابود۔ داد۔ چنبل۔ خارش اور ہر قسم کے زخموں کا تریاق ہے قیمت شیشی ایک اونس بارہ آنے نصف اونس سات آنے۔

ست سلاجیت — تمام حکماء کا متفقہ قول ہے کہ سلاجیت روح۔ دل دماغ۔ گردہ غرض اعضاء رئیسہ و کمزور اور شکستہ ہڈیوں کے لئے یقیناً مفید ہے قیمت اصلی ست سلاجیت فی تولہ آٹھ آنہ۔ فی چھٹانک دو روپیہ۔

اکسیر گردہ — متواتر استعمال سے بفضل خدا درد گردہ کو ہمیشہ کے لئے آرام آ جاتا ہے۔ پتھری و ریگ مثانہ کے لئے بھی مفید ہے قیمت فی شیشی نو آنے۔

بچوں کا شربت — بدہضمی۔ پیچش۔ قبض۔ سوکھا۔ دانت نکلنے کی تکلیف۔ بچوں کو خوبصورت بنا کر وزن بھی بڑھاتا ہے۔ قیمت فی شیشی چار اونس بارہ آنہ۔ دو اونس سات آنے۔

قبض کشا — بلا تکلیف و بدمزگی قبض رفع ہو کر دائمی قبض بھی نہیں رہتی قیمت پچاس گولی آٹھ آنہ۔

نوٹ:۔ منی آرڈر یا ٹکٹ بھیجکر آرڈر دینے والوں کو محصولڈاک کی بچت ہوگی۔

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان (پنجاب)

مجربات احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ (پنجاب)

طاقت کی زبردست اکسیر

امرت بوٹی رجسٹرڈ

قویٰ کو طاقتور بنانے اور جوانی کی بداعتدالیوں کو رفع کرنے کے لئے ہمیشہ آپ کو امرت بوٹی استعمال کرنی چاہیئے۔ پچاس گولی کی شیشی ۸ؔ کی بجائے ۴ؔ۔ علاوہ محصول ڈاک فارمیسی کی مایۂ ناز دوا ہے۔

گندے اور بودار مسوڑھوں کا واحد علاج

پائیروزون

اس کے استعمال کرنے سے مسوڑھوں کا درد۔ خون۔ پیپ۔ سوزش۔ ورم۔ دانتوں کا ہلنا فوراً رفع ہو جاتا ہے۔ شیشی کلاں ایک روپیہ کی بجائے ۱۲ؔ آزمائش شرط ہے۔

طبی دنیا میں جدید قسم ایجاد کا حیرت انگیز اضافہ

حسن نکھار

چہرہ کی چھائیاں۔ چھیب۔ مہاسے۔ کالے اور سفید داغ دور کرنے اور چہرہ کو خوش رنگ بنانے کے لئے آپ کو "حسن نکھار" استعمال کرنا چاہیئے۔ شیشی کلاں ایک روپیہ کی بجائے بارہ آنے۔ آزمائش شرط ہے۔

دانتوں کی تمام امراض کا زبردست علاج ہے

پائیریا یا ماسخورہ کا مکمل سیٹ

اس سیٹ میں چار قسم کی دوائیاں موجود ہوتی ہیں جن کے کھانے اور لگانے سے پائیریا یا ماسخورہ کی پرانی سے پرانی بیماری رفع ہو جاتی ہے۔ نہایت مفید سیٹ ہے۔ سیٹ کلاں ۲ؔ کی بجائے ۱۲ؔ پائیروزون کی شیشی کلاں بھی بکس میں موجود ہوتی ہے۔

امرت بوٹی اور پائیریا ماسخورہ سیٹ کی بشمار سندات میں سے صرف چند کا خلاصہ ملاحظہ فرماویں

امرت بوٹی

۱۔ سردار گورچرن سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل پھلور:۔ تمام جسم کو مضبوط کرنے کے لئے امرت بوٹی بہترین دوا ہے۔

۲۔ جناب ارشاد احمد صاحب ضلعدار یوپی بھرائچ:۔ میرے دوست کو امرت بوٹی سے کامل صحت ہو گئی۔

۳۔ خان بہادر ہاشم خانصاحب رسالدار میجر پیرپیائی ضلع پشاور۔ امرت بوٹی بہت طاقتور دوا ہے۔

۴۔ جناب سردار بخشیش سنگھ صاحب صوبیدار میجر لاہور امرت بوٹی قوائے مردانہ کے لئے عمدہ دوا ہے۔

امرت بوٹی

۵۔ جناب مولوی علی محمد صاحب اجمیری ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان۔ امرت بوٹی نہایت طاقتور دوا ہے۔

۶۔ جناب ابوالفضل حق صاحب کراچی۔ امرت بوٹی تمام جسم کو قوی کرتی ہے۔

۷۔ جناب عبدالعزیز صاحب بنگلہ ۴۲ بمبئی۔ میں نے امرت بوٹی کو مفید پایا۔

۸۔ جناب چوہدری چراغ محمد صاحب سول کانسٹیبل پولیس۔ انڈیمان۔ پورٹ بلیئر۔ میری جریان کی بیماری امرت بوٹی سے رفع ہوئی۔

پائیریا سیٹ

۱۔ جناب چوہدری بشیر احمد خانصاحب سب جج دہلی یونان فارمیسی کا تیار کردہ پائیریا سیٹ بہت ہی مفید ہے

۲۔ جناب چوہدری محمد عبداللہ خانصاحب برادر سر چوہدری ظفر اللہ خانصاحب ٹاٹانگر۔ بنگال۔ دانتوں کے بیمار دوست کو پائیریا سیٹ مفید ہوگا۔

۳۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔ پائیریا سیٹ سے مجھے بہت فائدہ پہونچا۔

۴۔ جناب محمد احمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل کپورتھلہ۔ پائیریا سیٹ سے میری بیماری رفع ہو گئی

پائیریا سیٹ

دانتوں کیلئے بہترین اکسیر ہے۔

۵۔ جناب صوبیدار حسن خانصاحب لاہور کینٹ مجھے پائیرس لوشن اور پوڈر سے فائدہ ہوا۔

۶۔ جناب چوہدری محمد ابراہیم خانصاحب سپرنٹنڈنٹ جیل امرتسر۔ دانتوں کے امراض میں پائیریا کی دوائیاں بہت مفید ہیں۔

۷۔ رائے صاحب لالہ گنجن لال صاحب سپرنٹنڈنٹ پھلور۔ دانتوں کی امراض میں یہ دوائیاں بہت مفید ہیں۔

مینیجر یونان فارمیسی رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا جالندھر کینٹ پنجاب

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خان مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)